



جنبہ ہندوستان

علی گڑھ

کیا ہے  
پیر

## اسلام و ایران

جس میں صدیوں کے حالات ہیں اور ذخیرہ معلومات  
آخر میں ایک نہایت دل پر اثر کر کے مالی نظم و ضبط

از جناب مولوی الف دین صاحب کیل

۱۳۲۹ھ  
۱۳۳۰ھ

انجمن حمایت اسلام کے جاری سبت ۲۹ و نہم میں شائع کیا

بابت و اہتمام

احمد بابا خان مخدومی

سنت و عقائد میں پیر

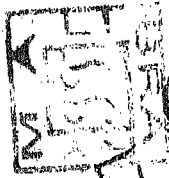
مفت مولانا محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی کے واسطے سے





یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سوائے دیننا و بینکم الانقیلا اللہ

جنگلہ دیرینہ نفی دنیا کہ جس میں آج ہم  
مردوں انسان را روئے زمین پر ہے خدا  
نغمہ توحید رب العالمین گانے کو ہیں  
با خدا انسان کی تصویر دکھانے کو ہیں



## اسلام اور ایران

جناب صدر و حاضرین کرام۔ السلام علیکم۔

ہماری عمر سے ایک سال کم ہو گیا ہے

گشت چوں رشتہ عمر کو تہ  
معنی سالگرہ فہم  
شکر ہے خداوند عالم کا کہ ہم زندہ ہیں قومی میلہ میں آئے ہیں کچھ سننگے کچھ سنائینگے

مساوۃ حیالات مغنمات سے ہے

جہاں آنکھ موندی نہ ہیں ہوں نہ تم ہو غنیمت ہے یہ دید وادبیر پالو

اس سے پہلے ہم ہندوستان اور فرنگستان کے تعلقات میں اسلام کے احسانات

اجمالی بیان کر چکے ہیں آج اسی سلسلہ میں ایران کی باری ہے مضمون ہمسوا

اختصار سے کام لیا جائیگا ترتیب مضمون حسب ذیل ہوگی :-

- ۱۔ اسلام \*
- ۲۔ ایران کا جغرافیہ \*
- ۳۔ ایران کی ملکی اور مذہبی تاریخ \*
- (ا)۔ دور پیشرویاں \*
- (ب)۔ دور کیاں \*
- (ج)۔ دور ساسانیان \*
- ۴۔ دور اسلام \*
- ۵۔ مسلم ایران \*
- (ا)۔ اشاعت اسلام \*
- (ب)۔ ملکی اور مذہبی تاریخ \*
- (ج)۔ علوم و فنون \*
- (د)۔ زبان \*
- ۶۔ خلاصہ \*
- ۷۔ معذرت و دعا \*

اے ذکر تراہروم در دل اثر و گیر  
ولے از تو بملک جاں ہر دم خبر و گیر \*

۱۔ اسلام {

اسلام یہ ہے کہ ہم خدا کو مانیں اور وحدہ لا شریک لہ جانیں "ما شئنا اور بجانے" یعنی ایمان  
عرفان کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ کی ربوبیت رحمانیت رحیمیت اور مالکیت دونوں پر  
سلطہ اور ارادوں پر ایسی محیط ہو جائے کہ "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ"  
مستحققت ہمارے قال و حال پر وارد ہو جائے یہی وہ دین قیم اور صراط مستقیم  
ہم پر مطلوب ہے \*

ارتبہ عالیہ پر فائز ہو کہ ہماری عبادت، ہماری قربانی، ہماری بیعت و  
تذہبی کے لئے ہو جائے گی اور یہی وہ پہلا اور کچھلا سلسلہ ہے جس پر

اولین مسلم گامزن ہوا تھا، مسلم نام ہے ساعی و مجاہد کا مگر نتیجہ میں ہمیشہ راضی برضا  
 مسلم ڈرتا ہے خدا سے، ڈرتا ہے تمام دنیا کو جھکنا ہے خدا کے آگے جھکا جاتا  
 ہے ساری دنیا کو اپنے آگے۔ رنگ لیتا ہے خم و حدت سے اور رنگ  
 دیتا ہے دنیا کو خدائی رنگ میں محکوم ہے خدا کا اور حاکم ہے سارے جہان کا۔  
 وہ الہی الاصل انسان ہے اور خدا ہی کا ہو کر رہتا ہے

موصیہ برپائے ریزی زرخش چہ شمشیر مندی نبی بر سر شش۔  
 امید و ہر پیش باشد در کس برین است بنیاد و توحید و یس۔  
 اُسے سمجھایا گیا ہے کہ جلال و کمال انسانیت اور غرض و غایت خلقت "عبادت" ہے  
 "مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" الایہ  
 اس کے ذہن میں یہ نقش مرثم کر دیا گیا ہے کہ "عبادت" سے مراد ہے "حسن عمل"  
 خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاتِ لِيَسْأَلَكُمْ عَنْكُمْ عَمِلَ الْآيَةِ  
 سچے اور اصلی دین کی تعریف یوں کی گئی "إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا  
 إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ" حکومت خدا کی ہے حاکم کا حکم یا نشان ہے کہ اس  
 اس ایک خدا سے بزرگ و برتر کی "عبادت" کہ "عبادت" خوش معاشی اور حسن  
 معاشرت کا یا یوں کہو کہ اعمال صالحہ کا نام ہے پس "حسن عمل" پر مزا و ملت و موافقت  
 دین قیم ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم سنے دونوں یعنی ایمان اور عمل صالح کے اجتماع  
 کو ذریعہ نجات قرار دیا ہے "أَمْسُوا وَخَلُّوا الصَّلَاةَ" الایہ میں یہی راز مضمون  
 ہے ایمان بغیر عمل کے مفید نہیں دنیا میں سینکڑوں قومیں آئیں اٹھیں گریں اور  
 فنا ہو گئیں کیونکہ ان کا کوئی مستقل مستقر و دائمی مرکز اور ناقابل تبدیل نصب العین  
 نہ تھا

اسلام آیا اور پہلی نشان سے آیا پڑھا اور پھیل پھیل رہا ہے اور اب الابد تک  
 اور ان دونوں آیات کریمہ کو مل کر پختہ نکالو مثلاً خلق عبادت ہے دوسری کہبت میں مثلاً  
 خلق حسن عمل ہے صا و صراط کو گراؤ پختہ یہ کہ مثلاً خلق حسن عمل ہے ۱۲

پیدا ہوا جائیگا کیونکہ اس کام کو مستقل شریعت موبدہ اور مشربہ ازلی اور ابدی ہے  
جوں جوں معلومات بڑھیں گی دائرہ علوم و فنون وسیع ہوگا "توحید کی عالمگیر حقیقت  
دنیا و جہان کو مستحضر کر لی جائے گی۔"

اسلام آخرین اور بہترین مذہب ہے یہی وہ دنیا میں پہلا مذہب ہے  
جس نے عقل و فہم کو مخاطب کیا جس کا عقیدہ یعنی "توحید" عقل و دلیل پر مبنی ہے  
بمخلاف دیگر مذاہب کے کہ ان کے عقائد میں وہم پرستی اور بعید از عقل توہمات  
کا عنصر غالب ہے جنہیں انگریزی میں ڈاکٹراس *madness* کہتے ہیں یعنی عقیدہ بے دلیل  
کہتے ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے دنیا لا انتہا ترقی کر رہی ہے حکمائے بیضا ہست  
کرنے کی کوشش کی ہے کہ جادو سے نبات نبات سے حیوان حیوان سے  
انسان اور انسانوں میں پیغمبر پیدا ہوئے اسی اصول کی بنیاد پر ہم اور آگے  
بڑھ کر بلاتماثل کہہ سکتے ہیں کہ کمال پیغمبری ذات احمدی پر ختم ہو گیا۔"

اس بحث پر ابو نصر فارابی، ابو علی سینا، ابن عربی، ابن مسکویہ، شیخ اکبر محلی الدین  
ابن عربی، مولانا روم نے معرکہ الآراء کی بحثیں کیں ہیں اور نظم و نثر میں اس مضمون  
کو بڑی عمدگی سے بیان کیا ہے ہم نعمت خاں عالی کے ایک شعر پر اس مختصر  
مضمون میں اکتفا کرتے ہیں۔

نباتات و پودہ حیوان پس انسان بعد اطلاق حناں

یہ میں خورشید ہستی را کہ ہر غری بود مشرقی

یہ مسئلہ امر ہے کہ ایک خیال پیدا ہو کر اس پر سلسلہ وار تہذیب و اصلاح کا ہونا چاہیے  
اسلامیوں کی مجموعہ حکمت سے جو یونانی حکمت پر مستزاد ہو کر یورپ کو مایہ جگہ اور یورپ  
نے نیکے بعد دیگرے نکتہ آفرینیاں اور دقیقہ سنجیاں کیں تا آنکہ قانوں ارتقا کے بڑے  
حامی ڈاکٹرین المستوفی نے نباتات اور حیوانوں کی ارتقائی حالت کا سراغ لگایا۔  
اور ہر بڑے سپیشلٹس جو انیسویں صدی کے اخیر میں فوت ہوئے اس مسئلہ کو وسعت و بزرگی

لے دنیا کی مردم شماری میں ۱۲ حصہ کل آبادی دنیا کا متحد ہے ۱۲ حصہ

سیاست اور معاشرت کے میدان میں یگیا یہ دونوں حکیم اسلامیوں کے شاگرد ہیں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کی مجتمعہ اور مدونہ حکمت سے استفادہ کیا ہے۔ اسی اصول ارتقاء کی بنیاد پر ہم بولوثی کہہ سکتے ہیں کہ روحانیت سیاست اخلاق اور معاشرت میں مذہب اسلام سب مذاہب کے اعلیٰ اور اشراف ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامیوں کو "خیر الامم" اور "امۃ ساطۃ" کا خطاب دیا گیا ہے۔ یونیا و جہان کے لئے نمونہ ہیں اور رسول اکرم ان کے لئے نمونہ "وَجَعَلْنَا كُم اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" مختصر یہ کہ "اسلامی سیرت" قالب الہیہ میں ڈھلتی ہے اور پھر ساری دنیا کو اپنے سانچے میں ڈھال لیتی ہے موصداً نہ سیرت مشترکہ نہ عادات پر غالب آتی ہے چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اسلامیوں کے اعلیٰ اور ارفع تمدن نے ہندوؤں، مہلوں، یونانیوں، رومانیوں اور ایرانیوں کو جنہیں اپنی تہذیب و شائستگی کی قدامت پر مان تھا بچا دکھایا اور اپنی فتوحات عظیمہ کا سکہ و خطبہ دنیا معلوم کے اس سرے سے اس سرے تک بٹھایا اور یہ مسئلہ امر ہے کہ وہی قوم دوسری اقوام پر غالب آتی ہے جس کا تمدن مفتوحہ قوم سے اعلیٰ اور فائق ہو۔

اگر کبھی کوئی ناشائستہ اور غیر مذہب قوم کسی شائستہ یا مذہب قوم پر غالب آئی ہے وہ کبھی اپنے تمدن کا رنگ مفتوح قوم پر نہیں چھاسکی تاہاں لوں نے اسلامیوں پر فتح پائی ان کے ممالک ناخست و تاراج کئے مگر بالآخر مسلمانوں کی اعلیٰ اور اشراف تمدن میں جذب ہو گئے۔ یہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اسلامی تہذیب سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے اور علوم و فنون اسلامیہ کے سرگرم سرپرست بن گئے۔

**اسلام کی صداقت و حقیانیت** اب ہم ایک اور معیار پر پرکھتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ اسلام میں وہ مافوق الفطرت مقناطیسی کشش موجود ہے جس نے دنیا کی تاریخ میں عظیم الاثر انقلاب پیدا کیا۔

دنیا میں تبلیغی مذاہب چار ہیں۔ بدھ، زرتشتی، عیسائی اور اسلام۔ بدھ

۹  
مذہب کی اشاعت چند رگپت ۱۳۲۵ ق م اور اس کے جانشین اسوکا کے عہد میں ہوئی جنہوں نے بدھ مذہب قبول کر لیا تھا اگر ہندوستان میں کبھی کوئی وسیع سلطنت قائم ہوئی ہے تو اس کے بانی و بانی ہی دو مہاراجے تھے۔ مؤرخ کہتے ہیں اور آثار قدیمہ سے بھی یہ پتہ لگایا گیا ہے کہ "اسوکا" ہی وہ راجہ تھا جو تمام ہندوستان پر حکمرانی کرتا تھا۔

مسیحیت نے اس وقت زور پکڑا اور یروبال نکالے جب قسطنطین اعظم نے عیسائی مذہب قبول کر کے اسے بڑے شہر پھیلا دیا۔

وزرشت پہلے ناکامیاب تھا جب دارا گشتاسپ اس پر ایمان لایا وہ تلوار کے زور سے آتش پرستی پھیلانے میں کامیاب ہوا۔

اسلام کا بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام یتیم تھا بے یار و مددگار تھا اور تمام روئے زمین پر شرک اور بت پرستی کا تسلط تھا تا بیچ شاہد ہے کہ وہ خود بادشاہ بنے اور اس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی جس کا نظیر بقول گبن نہ دنیا نے کبھی پہلے دیکھا اور نہ آئندہ دیکھ سکی۔

نتیجہ یہ ہے کہ باقی تمام تبلیغی مذاہب کو بادشاہوں نے بنایا اور پھیلا یا مگر اسلام ہے کہ خود اپنی فطرتی اور طبعی صداقت کی وجہ سے پھیلا اور پھیلانے والے کو بادشاہ بنایا اور وہ سلسلہ شہنشاہان ذوالاقتدار قائم کیا جو آج تک قائم ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہیگا۔

سند بھری سے سو سال کے اندر یہ تبلیغی اور عدیم المثال سلطنت دنیا معلومہ کے ہر حصہ میں قائم ہو گئی جس کا ایک سراچہ بن اور دوسرا دریائے اورا تھا جو فرانس کے جنوب میں بہتا ہے۔

پس صاحبان بصیرت کے لئے ان چاروں تبلیغی مذاہب میں فرق مراتب ظاہر ہے باقی تینوں مذاہب اپنی اشاعت میں بادشاہوں کے محتاج نہیں، مگر اسلام ہے کہ اس کے خود بادشاہ محتاج ہیں، انہیں بلکہ وہ خود بادشاہ بنائیں اور



وہی یتیم اور یتیم جس نے اس کی بنیاد رکھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ  
 مالوف سے ہجرت پر مجبور ہو کر آٹھ سال کی قلیل مدت میں شام، اندلس،  
 اسی سرزمین مکہ میں داخل ہوئے ہیں جہاں انہیں اور ان کے تبعین کے  
 لئے ایک بالشت زمین بھی رہنے کے لئے نہیں ملتی تھی اور جہاں سے وہ  
 بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت پر مجبور ہوئے تھے۔

صداقت کا بول بالا ہے حتیٰ باطل پر ہمیشہ غالب آئیگا۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ عِبَادِی الصّٰلِحِیْنَ

اسلام سے پہلے تنگ خیالی کا یہ عالم تھا کہ ہندو اپنے سوا تمام دنیا کو  
 ”بل پچھ“ یعنی ناپاک کہتے تھے اور ہندوستان کو ”آریہ ورت“ یعنی پاک لوگوں کا وطن  
 اور یہی حال یونانیوں کا تھا کہ وہ اپنے آپ کو دیوتاؤں کی اولاد اور باقی تمام  
 دنیا کو بارہیرس (Barbarous) وحشی کہتے تھے اور یہی حال روماء لوں کا تھا کہ  
 وہ اپنے سوا تمام دنیا کو وحشی سمجھتے تھے اسلام نے اس تنگ خیالی کو دور کیا۔  
 حسب و نسب اور ذات پات کی جڑیں کاٹ دیں حریت مساوات، آزادی و آزادی  
 خیالی کا دور آیا۔ مساوات عامہ نے انسان کو انسان بنایا اور توحید شرک کی  
 آمیزش سے ہمیشہ کے لئے پاک کی گئی۔ انسان انسان اور پھر با خدا انسان بنا۔  
 توحید سے مساوات عامہ اور اخوت تامہ پیدا ہوئی۔ شرافت و نجابت کا اصلی اور  
 سچا معیار ”اللقا“ قائم ہوا ارشاد ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَلْقَاکُمْ“ الایہ  
 دنیا و مافیہ اخلاقی اور معاشری لحاظ سے زندہ ہوئی، ایثار و کیم انفسی نے اپنے  
 جوہر دکھائے، ظلمت نگاہ عالم بقعہ نور بن گیا۔

تاریخ کے اوراق اٹھو دنیا کی تہذیب و تمدن کے ابتدائی مرحلوں سے  
 گذرو اور بتدریج انتہائی منازل کی طرف بڑھتے آؤ اس دشوار گزار راستے  
 اور پرخطر وادی میں تم دیکھو گے کہ انسان کو انسان بنانے کے لئے مصلحان  
 قوم اور بزرگان خدا نے کیا مصیبتیں برواشت کیں کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔

جہاں جو کھول میں ڈالے مارے گئے جلائے گئے سولی پر لٹکانے گئے۔ زندہ  
 زمین میں گاڑ دیئے گئے آڑوں سے چروائے گئے۔ وطن، مافوق سنے کالے گئے  
 جلا وطن کئے گئے ہجرت پر مجبور ہوئے۔ مختصر یہ کہ ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ باغ عدن  
 کی ابتدا میں جب داغ بیل ڈالی گئی تھی۔ اس کی تہ میں خون شہدار کھا گیا  
 تھا اور خون شہدا سے ہی بعد میں اس کی آبیاری کی گئی اور انہیں مقدس اور جاننا  
 ناقلا سالاروں کی طفیل تم اب اس باغ کو سرسبز اور شاداب دیکھ رہے ہو۔  
 جب انتہائی منزل پر پہنچے گئے تو یہ حقیقت تم پر کھل جائیگی کہ علاج انسانیت  
 ہے اسلام، غایت لغایات تہذیب ہے اسلام، علم و حکمت کا دفتر ہے اسلام،  
 فہم و فراست کا مجموعہ ہے اسلام، علم و فضل کا مرکز ہے اسلام، دنیا کے تجربوں  
 اور مشاہدوں کی تصویر ہے اسلام، کتاب کائنات کی تفسیر ہے اسلام، اور صحیفہ  
 فطرت کی تفسیر ہے اسلام، اذقیام قوم مطبوعہ روڈ دسلانہ جلسہ سبت و ششم انجمن  
 حمایت اسلام لاہور، گذشتہ دو سالانہ جلسوں میں ہم نے برکات اسلام کا  
 اجمالی تذکرہ بہ فہم و ہندوستان اور فرنگستان اسی پلیٹ فارم پر کیا تھا آج ہم  
 اسلام اور ایران کے عنوان سے ان موثرات کا مختصر ذکر کرتے ہیں جن سے  
 ایرانی متاثر ہوئے اور آتش پرست قوم سے ایک خدا پرست قوم بن گئے  
 یہاں میں سلسلہ و ربط قائم رکھنے کے لئے ہم جہاں تک ممکن ہو ترتیب و ترتیب  
 تاریخ و اوقات و حالات کو ضبط و تحریک میں لائیں گے تاکہ قارئین کرام کو فہم طلب  
 میں آسانی ہو۔

(۲) ایران کا جغرافیہ از زمانہ قدیم میں "ایران" نام اس وسیع و عریض  
 کوہ قاف اور بحیرہ کسپین، جنوب میں خلیج فارس اور بحر ہند مشرق میں دریہ  
 سندھ اور مغرب میں دریہ فرات پرتا تھا اس میں موجودہ افغانستان اور وہ تمام

اے ہونڈلسن انسانی کلوی بیڈ یا قدیم تاریخ ٹیلر مطبوعہ ۱۸۸۷ء

آج کل کے دور کا ایک مشہور شہر ہے اسی کے نام سے اس خطہ کو موسوم کیا گیا ہے اسی کو بحیرہ عرب

علاقہ جو افغانستان کے شمال و مغرب میں دریائے سیحون تک پھیلتا ہے اس  
 اس وسیع علاقہ میں آب و ہوا نہایت مختلف کہیں گرم اور کہیں سرد  
 اور بالشیع باشندگان ملک کے خط و حال اور اوضاع و اطوار میں بڑا فرق تھا۔ علم  
 الاقوام دانتھا لوجی میں اس ملک کی اہمیت تسلیم کی گئی ہے اور بیان کیا جاتا ہے  
 کہ اس کا ایک صوبہ بلخ (سیکٹریا) اُمّ البلاد ہے جس سے آریا اطراف دنیا میں  
 پھیلے۔ آجکل اسے فارس (پرفشیا) کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں مفضلہ ذیل ممالک  
 اس کے زیرِ نگین یا کم و بیش زیرِ اثر تھے اب اس نام یعنی ایران کا اطلاق صرف  
 فارس پر ہوتا ہے۔

(۱) فارس (پرفشیا) اس کا دار السلطنت پرسی پولس تھا جس کو سکندر  
 اعظم نے تباہ کیا اب اس کے کھنڈرات عجائب روزگار میں جنہیں سیاح دیکھنے  
 کے لئے جاتے ہیں پچاس سو سنوں تھے اور ہر ایک اعلیٰ صنعت کا نمونہ ہے  
 جمشید پیشدادی نے بنایا تھا جو پیشدادیوں میں چوتھا تاجدار تھا۔ قصر شاہی ایک  
 عظیم الشان عمارت تھی جس کا نام تخت جمشید تھا۔ جب یہ بے نظیر محل تیار ہو گیا  
 تو اس کے افتتاح کی رسم بڑی شان و شوکت سے منائی گئی۔ نور و زام دکھا گیا  
 جو آج تک پارسیوں میں بڑی تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔

پرسی پولس یونانی نام ہے فارسی میں اصطخر اس شہر کا نام ہے دیکھو شاہناہ  
 بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ اصطخر کو گیومرث اور اس کے بعد ہوشنگ نے تعمیر  
 کیا جمشید کے زمانہ میں وہ عروج ترقی پر پہنچ گیا۔ ہما د ختر بہمن نے اس میں ایک  
 آتش کدہ بنایا۔

اس ملک میں نادر اور نایاب نباتات ہر ایک قسم کا پھل اور ہر ایک قسم  
 کے پھول اور ہر ایسی چیز جو منطقہ معتدلہ میں پیدا ہو سکتی ہے پیدا ہوتی ہے جنگلوں  
 میں ایسے خوشنما پھول آگتے ہیں کہ دوسرے ملکوں کے باغوں میں باوجود جدوجہد  
 پیدا نہیں ہو سکتے۔ باشندے قد آور و تند رست ذہین اور خوبصورت ہیں مختصر

۱۔ پرسی گیومرث کا یہ گاف پارسی و دراز علاقے نو تائی (معنی ترکیبی) سکے پتھر لے زمین کے اس گیومرث زمین ہنزل (جی) اور کھڑی نو تائی  
 یعنی زمین جیسا کہ جغرافیہ (صورۃ زمین) اور مرت (الفاظ) یہ لفظ فارسی یونانی کے توافق سائیں کی عمدہ مثال ہے (احمد محمدی)

یہ کہ فارس میں قدرتی سامان اس کو طاقتور مضبوط اور اقبال مند سلطنت بنانے کے  
موجود ہیں مگر انہوں نے شخصی حکومت کی وجہ سے وہ برباد ہو گیا اور اب کوئی دن  
کا سامان ہے +

موجودہ فارس کے ایک طرف کوہ البرز ہے افغانستان اور ایشیائی روم  
کی طرف اس کے حدود ششخص ہیں +

علاوہ پارسیوں کے مختلف النسل قومیں تاتاری ترک عرب بلوچ، کرد اور رُ  
بھی اس ملک میں آباد ہیں۔ ترکمان شمال مشرق میں اور تھوڑی تعداد میں یہودی  
اور آریہ بھی رہتے ہیں +

ہرات اسیدستان اور خراسان بھی اس میں شامل تھے +

۲۔ "خوزستان" قدیم روسیانا، فارس اور بابل کے مابین واقع تھا۔ سوسا اس کا  
دار السلطنت تھا۔ جس کے اب کنڈرات بھی باقی نہیں۔ دار الخلافہ شہر نہایت مسرور  
اصفہان سے ایک سوسا میل کے فاصلہ پر واقع تھا +

۳۔ "آذربائیجان" قدیم میڈیا، دو حصوں میں منقسم ہے (۱) میڈیا اصغر جس کا  
موجودہ نام آذربائیجان ہے (۲) میڈیا اکبر جس کو عراق عجم کہتے ہیں +

آذربائیجان کا دار السلطنت تبریز اور عراق عجم کا ہمدان تھا۔ عراق عجم کے  
مشرق میں دشت کبیر اور خراسان ہے زمانہ حال میں کردستان، لورستان، اصفہان  
کاشان، اور قم اس میں شامل ہیں۔ اس کی زمین زرخیز اور سیر حاصل ہے۔ میڈیا  
کے شمال میں پارٹیا، طبرستان اور مازندران اور مشرق میں بلخ ہے۔ جس کو دریا  
جیحون صوبہ سفیدیانہ سے جدا کرتا ہے۔ سفیدیانہ کا دار السلطنت سمرقند ہے +

۴۔ "خراسان" اصل میں فارسی لفظ "خو راسان" یعنی مانند آفتاب اکثریت شمال  
سے خراسان بن گیا یہ شمال مشرقی صوبہ فارس کا ہے۔ مشرق میں افغانستان شمال  
میں بحیرہ کسپین جنوب میں صحرائے ریگ اور کچھ حصہ میں کوہ البرز کی چھوٹی چھوٹی  
پہاڑیاں ہیں۔ نیشاپور اس میں تاریخی شہر ہے اور مشہد اس کا دار الخلافہ

۱۔ متحدہ کے دہلی محض شیب زمین کے ہیں جس میں مہدیا کی گھر ہو جائے۔ ۱۰ دسمبر کا نام ہے جو سمرقند کے نزدیک ہے  
(۱۸ جمادی ۱۳۱۸)

۵

”صوبہ ہرات“ کا دار الخلافہ شہر ہرات ہے جس کو سکندر اعظم نے آباد کیا تھا۔ مشہور شہر تھا اب اس کی شہرت کا انحصار صرف اس کے محل وقوع پر ہے۔ سیستان اور غور کا علاقہ اس کے متصل ہے۔

۶۔ ”ترکستان“ (۱) حضرت ترکستان اوسط ایشیا میں بڑی بحاری دیاڑگاہ ہے۔ کوہ ہندوکش جنوب میں شمالی حصہ دریادسجون کے متصل اور بدخشان اس میں مشہور شہر ہے۔ (۲) ترکستان چینی تبت کے جنوب میں اس کا بڑا شہر کاخفر ہے پہلے سلسلہ میں جنگی غزائے کے ماتحت تھا اب ترک مسلمان اس میں بستے ہیں اور سلسلہ میں چین نے اسے فتح کیا اب چین کے ماتحت ہے۔ (۳) ترکستان روسی، تاشقند دار الخلافہ ہے بخارا، خیوا اور بلخ اس کے مشہور تاریخی شہر ہیں۔ جیحون اور سیحون دو دریا ہیں۔ ازبیک ترک زیادہ تعداد میں ہیں ترکمان جو ترکوں کی ایک شاخ ہیں۔ بحیرہ کسپین اور دریادجیحون کے مابین رہتے ہیں۔

۷۔ ”صوبہ سمرقند“ فرغانہ کے مغرب میں واقع ہے اب وسط ایشیا کے نام سے نامزد ہے۔ سمرقند اس کا تاریخی شہر ہے مسلمانوں کے عہد میں بڑے عروج پر تھا سلسلہ میں جنگی غزائے نے اسے برباد کیا سلسلہ میں تیمور کی وسیع سلطنت کا دار الخلافہ تھا۔ بی بی خاتمہ ملکہ تیمور کی اس میں قبور ہے جو علوم و فنون کی سرگرم سرپرست تھی۔ حضرت عمر فاروق کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآن شریف بھی یہاں مسجد بی خاتمہ میں تھا۔ جسے اب روسی سینٹ پیٹر برگ میں لے گئے ہیں۔ سلسلہ میں یہ شہر ازبک ترکوں کے قبضہ میں آیا اور اب سلسلہ سے وہ روسیوں کے ماتحت ہے۔

۸۔ ”بخارا“ وسط ایشیا میں واقع ہے پہلے یہ شہر مسلمانوں کے علم فضل اور تہذیب و تمدن کا مرکز رہا اب سلسلہ اور سلسلہ سے روسیوں کے قبضہ میں ہے۔

۱۱- "خیو الخس کو پیر" اسی طرح اس علاقے میں تیرتھ سب سے پہلے حصہ تھا۔ مسلمانوں کے قبضہ میں مدت تک رہا۔ اب مسلمانوں سے روسیوں کے ماتحت ہے۔  
خیو اس کا دار الخلافہ ہے۔

۱۲- "غوری" اہلکین، سامانی خاندان بخارا کے ایک غلام تھے اس کی بنیاد ڈالی۔ سبکتگین اور اس کے بیٹے سلطان محمود نے اسے ترقی دی سلطان محمود نے کابل پشاور اور لاہور تک فتح کیا اور اپنی فتوحات ہندوستان کی جنوبی حد تک پھیلائیں ۸۴۷ء تک یہ غزنیہ خاندان کا پایہ تخت رہا۔ غوریوں نے اسے تباہ کیا۔

۱۳- "غوری" افغانستان میں ہرات کے نزدیک ایک علاقہ ہے جو قندھار تک پھیلا ہوا ہے غوری خاندان کا ہرات پایہ تخت تھا۔ ۱۳۸۱ء میں تیمور نے اس علاقہ کو برباد کیا۔

۱۴- "توران" پرانے میڈیا کا نام ہے لفظ تورانی پہلے متوسط ایشیا کے ترکوں پر بولا جاتا تھا پھر منگولوں اور دیگر اقوام پر اس کا اطلاق ہوا جو غیر آریہ تھیں لفظ آج کل متروک ہے شاہنامہ میں تورانیوں اور ایرانیوں کے باہم جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کی داستان شرح و بسط سے بیان کی گئی ہے۔

۱۵- "اسیریا" قدیم دور میں وہ حصہ ملک ہے جس کے مشرق میں موجودہ کردستان اور جنوب میں بلونیا اور شمال میں آرمینیا جس میں کوہ ارات ہے۔ مغرب میں بحرہ حصہ اس علاقہ کا ہے جو وریا کے دجلہ کے مغربی کنارہ پر واقع ہے اس کا دار السلطنت قدیم زمانہ میں شہر آسرتھ تھا۔ قبل مسیح میں اس کی جگہ مینوا دار الخلافہ بنایا گیا۔ مینوا کے کھنڈرات شہر موصل کے پاس واقع ہیں۔ قبل مسیح میں یہ شہر میڈیا والوں اور ایرانیوں نے مل کر تباہ کیا اسی ملک کا نام اسیریا بھی ہے۔

۱۶- "سیلوٹیا یا کالدیہ" مغرب میں فرات مشرق میں دجلہ تھا۔ اس کا



بعد گیدمرش پھر سیامک ہو شکاک اور طمس اس کے علی الترتیب تخت سلطنت پر بیٹھے۔  
 فردوسی نے خاندانہ میں بیان کیا ہے کہ گیدمرش اور ہوشنگ تاجداران  
 ایران نے پہلے پہل زراعت کی طرف توجہ دلائی ورنہ اس سے پہلے لوگ گلہ  
 بانی اور شکار پر بسر اوقات کیا کرتے تھے۔ فائدہ بدوش تھے جہاں سبزہ دیکھا ڈیرہ  
 لگا دیا۔ دور حجر اور دور آہن سے انسان گذر رہا تھا۔ طہورس لا ولد تھا اس کا بیٹھا  
 جُزیدہ تخت نشین ہوا تہذیب و تمدن کو ترقی دی۔ برہس پورس یعنی اصطخر کو عالیین  
 شہر بنایا۔ قصر شاہی لاکھوں روپیوں کی لاگت سے تعمیر کیا۔ اور تخت جمشید نام رکھا۔  
 پارسیوں میں نوروز اسی قصر شاہی کی افتتاح کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

جمشید کی اولیات میں (۱) انگوری شراب (۲) اسلحہ آہنیں خود اور ہوشنگ  
 خشتان تلوار اور نیزہ (۳) روئی اور ریشم سے پارچات (۴) خنیا طی (۵) غوصی  
 اور دریائے موتی نکالنا (۶) پانی اور مٹی سے اینٹ بنانا (۷) کانوں سے  
 جو اہرات نکالنا (۸) مفرد ادویہ سے مرکبات (۹) بخور اور عطریات کا استعمال  
 (۱۰) حمام (۱۱) سڑکیں (۱۲) ایجاد موسیقی اور کئی قسم کے باجے۔ فردوسی شاہنامہ  
 میں بیان کرتا ہے کہ مٹو کی طرح اس نے چار و اٹیں قائم کی تھیں۔ بیان کیا  
 جاتا ہے کہ حکیم فیثاغورس اس کے عہد میں گذر رہے جس نے فن موسیقی ایجاد  
 کیا۔ "تخت جمشید" ایک عجائب روزگار قصر تھا جس کی سیڑھیوں میں ایسے  
 لطیف اور شگفتہ پتھر کندہ تھے جنہیں یونانیوں نے دیکھ کر آئینہ سکندری بنایا۔  
 اس کو سکندر نے تباہ کیا اور یہ شہر اصطخر اسلحہ میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔  
 الپ ارسلان سلجوقی کو یہاں سے ایک فیروزہ دستیاب ہوا جس پر جمشید کا نام کندہ  
 تھا۔ روایت ہے کہ جب جمشید کا اقتدار بڑھا تو اس نے اپنا بت بنو کر عیا  
 کو اپنی پرستش کے لئے بھجور کیا فرعون کی طرح "آتار بکمر ارتعے" کا دعویٰ  
 سلہ فارسی علم ادب میں جام جم ملک جم تخت جم تخت جمشید، مجلس جمشید ۱۲۵۰ھ جمشید کا یونانی نام اکی  
 میں ہے Achaeemenes۔ یونانی پیشدادیوں اور کیانیوں کو اسی نام سے پکارتے ہیں ۱۳



کیا۔ انجام یہ ہوا کہ شداد بن عاد نے اپنا بیٹا "خضاک" اس کے ساتھ لڑائی کرنے کو بھیجا اور حبشہ نے اپنی بیٹی "مزدو طغیان" کی منگوائی۔ خضاک ملک پر قابض ہو گیا اور اس کے جانشین ایران پر مدتوں تک بقول بعض ہزار سال تک حکومت کرتے رہے۔

سلسلہ کلام مربوط رکھنے کے لئے یہاں یہ بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عربی تاریخ کے "عاد و منذر" اور بنی اسرائیلی صحائف یعنی "عہد عتیق" کے "شمالین" اور انگریزی مؤرخوں کے "اسوری" جنہیں بیان کیا گیا ہے یہ وہی قوم تھی جو زمانہ قدیم میں مدتوں تک برسر اقتدار رہی۔ یعنی عاد و عموافہ اور اسوری مختلف نام ایک ہی قوم کے ہیں۔

علاقہ اسیریا (Assyria) کا جس کو میروڈوٹس یونانی مورخ المتوفی ۵۴۵ ق م "سریا" سے نامزد کرتا ہے (دار السلطنت) تھا جس کا نام بعد میں نینس نام (Ninus) بادشاہ نے "نینوا" رکھا۔ اسوری قوم اسی شہر سے منسوب ہے "سریا" یونانی اور "ارام" عبرانی نام اس ملک کا ہے۔

اس سلطنت کے ترقی یافتہ یونیورسٹی کا لہذا یہ تھا جن کا دار السلطنت شہر "بابل" تھا یہ دونوں قومیں سامی النسل پرلے درجہ کی بت پرست "ان" کے بادشاہ مطلق العنان و عواجدہ سہ اول "لوتیلوں" اور سینکڑوں کی تعداد میں حرم سراؤں میں عورتیں رکھنے کی عادی تھیں ان کے ہاں بادشاہ کی پرستش معاذ اللہ خدا سمجھ کر کی جاتی تھی "چچا رمی" ایک زبردست فرقہ بن گیا تھا جن میں سداً بعد نسلی موروثی اور برادری کا غمہ چلا آتا تھا۔

خضاک بہت ہنسنے والا اور بعض اس کو مرہٹہ "اک" کہتے ہیں یعنی اس میں دس عیب موجود تھے غیاث المفاہات ۱۲  
عاد و منذر قومیں جن کو طوفانِ عجلہ رک گئے تباہ کیا انچہ محل البرہاؤں کی کھوہ میں گھر گئے تھے ستارہ پرست اور بت پرست تھی سنہ ۱۸۰۰ ق م سے ملتا ہے بعض کہتے ہیں کلاس شہر کو ذوالدھضر تا ابراہیم نے بسایا تھا و اللہ اعلم  
یونیا اور کالہ پاس پاس تھے تاریخ قدیم میں ان کا ایک ہی جگہ ذکر کیا گیا ہے بابل اور کلدانی کہلاتے ہیں ۱۲

مرسدہ اعراف سے خطبات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اقوام عاد - منذر - جریم اوسلے اور عابلیت اوسلے عرب الیافہ ہیں۔  
ابراہیم اور بنی نجب سے پہلے ہو گزری ہیں (مخدومی)

ان دیوناؤں کے بعد دیویوں کا نمبر آتا ہے جن کو "بائی" مانی لکھا ہے۔  
 اور "اسوری" استاری طاعت (Ashtak) کہتے تھے ان کی پرستش بوالہوسی اور  
 شہوت انگیزی کا ناپاک اور مشغول نمود تھی۔ دناکاری اور فسق و فحش کے جذبات کو  
 پورا کرنے کی وجہ سے یہ دیویاں تمام مغربی اور متوسط ایشیائیں متبرک و مہر و  
 اور سب دیویوں سے اعلیٰ اور برگزیدہ مانی جاتی تھیں عہد عینق میں ان مندروں  
 کو "مندرو دختران" نام دیا گیا ہے جو دناکاری کے لئے مخصوص تھے۔

دونوں ملکوں میں بے رحمی سفاکی اور جو رستم کا دور دورہ تھا مذہبی طور پر  
دناکاری اور انسانی قربانیاں قرار دی گئیں تھیں +

مختصر یہ کہ ہندوؤں کے پہلی زمانہ کی سب فحش اور بیہودہ رسمیں رائج تھیں۔ بہت اور بعض بتوں کی متعدد دوسرے جن میں انسانی اور حیوانی اعضاء کی ترکیب شامل تھی جا بجا نصب کئے ہوئے تھے بعینہ وہی نقشہ تھا جو ہم ہندو مائی تھالوجی میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ عورت کی یہ حیثیت تھی کہ جب وہ بیجاری بالغہ ہوتی تھی بازاروں میں غلام اور جو قیمت وصول ہوتی تھی اُس سے بد صورت عورتوں کے لئے خاوند خریدے جاتے تھے غرض کہ دنیا پہ پہوتاری عیاشی ازنا کاری، قمار بازی اور شر بخواری کا دور دورہ تھا۔ یہ لوگ پجاریوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھے جس طرح کہ برہمنوں کے ہاتھ میں ہندو۔ زبان



اور باپ کو شہنشاہ مصر میں بلایا تعداد میں بنی اسرائیل بڑھ گئے پولٹیکل وجوہات پر بادشاہ کو ان کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا موسیٰ پیدا ہوئے اور سالہ قبل مسیح میں اپنی قوم کو ساتھ لیکر مصر سے نکلے کوہ سینا اور وطن مالوف کے قریب غمالقہ سے مقابلہ ہوا \*

حضرت موسیٰ کی غیر حاضری میں تمام قوم نے سوئے کا دیور بگھلا کر گوسالہ بنایا اور اس کی پرستش میں مشغول ہو گئے \*

پھر موسیٰ کی پرستش بنی اسرائیل نے مصریوں کی تقلید میں شروع کی جہاں وہ مدقوں کی مانند بود کی وجہ سے اشیاء پرست ہو گئے تھے \*

اولیٰ ٹیٹس بیٹ (عبد عتیق) میں لکھا ہے کہ مصری بچہ سحر کی پوجا کیا کرتے تھے اور جب گوسالہ مرنے لگا اسے تزک و انتقام سے بھر کر دفن کیا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ ایک بچہ کے دفن پر تیرہ ہزار پونڈ خرچ ہوئے تھے \*

مصر شام ہندوستان اور ایران میں "گائے" کی پرستش جاری تھی زردشت کہتا ہے کہ سب سے پہلے گائے نے جنم لیا اور پھر ساری مخلوق اس سے پیدا ہوئی۔ ہندوؤں کی آئینہ دہوں میں بھی گائے کی نسبت اسی قسم کی روایتیں موجود ہیں \*

تخت جمشید کے کھنڈروں سے ایک تصویر نکلی ہے جس کا سر تو انسان کا ہے اور باقی سارا جسم بیل کا ہے اور اس تصویر پر کندہ ہے کہ یہ نشان گیومرث کا ہے جو دنیا میں سب سے پہلا بادشاہ ہے \*

"گیو" اور گاؤں مترادف بلکہ ایک ہی ہیں \*

شاید اس مثل کی بھی یہی وجہ ہو کہ ڈھرتی بیل کی سینگ پر ہے بلکہ انسانوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ زمین بیل کی سینگ پر قائم ہے بیدل

نکتہ کلیم جابر مہد ہر فال حماقت زن کہ غبار گاو متوا اند کشیدن بار و نیارا

لہذا بنی اسرائیل لڑائی سے بچ رہے تھے حضرت موسیٰ کو وہ طوطے سے شریعت لائے الینق بالیقین والجرم قصاص اور ان کا دل بگھلا ہوا ہے

اس شعر میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے +

غرض کہ ”اسوری“ جن کے عقائد و خیالات کی یہ حالت تھی سلطنت ایران پر شکن  
ہوئے۔ ایران عذاب و عقاب میں مبتلا ہو گیا فاسخوں کی رسوم، اخلاق، زبان اور تہذیب  
نے ایرانیوں پر گہرا اثر ڈالا +

علم ادب میں شامیوں کے قصے روایتیں اور رسوم داخل ہو گئیں زبان میں  
”اسوری“ اور ”آرامی“ الفاظ مل جل گئے اور ایک زبان پیدا ہوئی جس کا نام ”زند“  
ہے ”زند“ اوستا، گجراتی، سنسکرت، پارسیوں کی ہے اسی زبان میں ہے۔  
یہ امر بھی قابل بیان ہے کہ ”اسوریوں“ کی ستارہ پختی ملک میں عام ہو گئی ہر شاہ سے  
کا خیالی بُت بنایا گیا اور اُسے ہر ایک گروہ یا فرقہ کے ساتھ منسوب کیا گیا ”کیوان“  
زمینداروں اور کاشتکاروں کا ”مشری“ علماء و فضلاء کا ”بہرام یامریخ“ فوج کا ”سورج“  
بادشاہ کا ”زہرہ“ عورتوں کا ”عطارد“ منجم، اطباء اور بیطاروں کا۔ عمال، منشی،  
ساجر، معمار، خیاط اور خطاط بھی اس کی پرستش کرتے تھے ”ماہ“ کے  
بت کی کاتب، ہر کارے اور مسافر عبادت کرتے تھے +

بادشاہ تک رسائی کا یہ طریقہ تھا کہ جو شخص جس بت سے منسوب ہوتا  
اس کے پاس آ کر ٹھہرتا تھا۔ پھر تجاریوں کی معرفت شاہی دربار میں بایابی  
ہوتی تھی +

آخر کار ”فریدوں“ ایک صاحب اقبال اور ذوی الاقتدار بادشاہ نے ”اسوریہ“  
خاندان کو شکست دی اور ملک میں پھر ایرانی سلطنت قائم ہوئی۔ فریدیوں کے  
بعد منوچہر بادشاہ ہوا اور اس نے بڑے عجب و ادب سے حکومت کی۔  
دست تک نوران اور ایران اسوریوں کے ماتحت رہے۔ دست سلطنت متحقق  
نہیں بعض ہزار سال اور بعض اس سے کم بیان کرتے ہیں مگر زیادہ تر اعتبار  
سے درشت کا زمانہ متحقق نہیں جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا بعض اس کو حضرت ابراہیم کا ہجرت

میں مختلف اقوال تاریخوں میں درج ہیں ”زند“ اوستا کا مصنف درشت کو بیان کیا گیا ہے۔

۲۰  
کے قابل وہ روایتیں ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ شائع میں اسوری حکومت کا خاتمہ ہوا۔ کیا فی پیشدادیوں کی اولاد سے ہیں۔ نظامی دارا کی نسبت جو اسکندر کے حملے میں خواجہ سرا کے ہاتھ سے مارا گیا بائباغ فردوسی یوں رقمطراز ہے

بہارِ فریدون و گلزارِ جسم زبا و خزاں گشتہ تاراج غم  
نسب نامہ دولت کی قباد ورق بر ورق ہر سوئے برد باد  
(ب) دور کیا نیاں { بیشتر اس کے کہ "کیا نیوں" کی ملکی اور مذہبی تاریخ کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا جن کو ہم آئندہ "یہودی" کہیں گے تھوڑا سا تذکرہ کیا جائے \*

یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماتحت ۲۵۰ سالہ میں کنعان فتح کیا۔ ۱۵ سال "یہود کا پہلا بادشاہ ۵۸۰ سالہ اور اس کی وفات پر حضرت داؤد نے ۴۰۰ سالہ ملک شام فتح کیا۔ ان کا جانشین حضرت سلیمان تعمیر بادشاہ ۴۰۰ سالہ تا ۹۳۰ ق م ایک عظیم الشان اور عظیم النظیر فرمانروا گذرا ہے۔ بیت المقدس تعمیر کیا۔ ملکہ بلقیس اور صوبہ سبا واقع مین پر حکومت کی۔ علم ادب میں "ملک سلیمان" باعتبار وسعت ضرب المثل ہو گیا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اہل یمینوا کی ہدایت پر مامور ہوئے۔ بخت نصر بادشاہ بابل نے جس کو تاریخ قدیم میں

۱۰۰۰ سالہ شانی کلادیٹیا ٹیکر کی تاریخ قدیم مطبعہ لندن کی تاریخ مطبعہ لندن ۱۸۸۰ء اسپرٹاؤف اسلام مصنف امیر علی شاہنامہ وغیرہ ۱۲۰۰ سلیمان کا زمانہ ۱۰۰۰ ق م سے ۱۰۰۰ ق م تک نلسن انسان کلویڈیا مصنف داؤد نے مندرجہ کی تجویز کی اور حضرت سلیمان نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا۔ بیت المقدس شہر تاریخی مقام ہے ۱۲۰۰ بخت نصر فاسق تاجر اور شراب خوار تھا شرب پل رہا تھا شام کاؤت تھا اندھیرے میں اس کے سامنے ایک غریبے کا ہتھکڑا ہوا اور دیوار پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا گیا جب بخت نصر نے پڑھوایا تو یہ لکھا تھا "تو نے مجھے کڑم وزن بھلے" (اول شمشٹ) یعنی عمدتاً بخت مخفف "بوخت" یعنی پسراؤ "بخت" کا نام ہے۔ بیت المقدس کے پاس سکوپا ہوا یا اسلئے بخت نصر نام شہر بنواؤی یعنی یہاں سے منسوب ہے کہ اس کی نسل و عجم کے دشمن ہیں

نوح (Nebuchad nebuchad) کہتے ہیں۔ یہ وہ ظلم اور اس کے مضائقہ میں یہودیوں کو تہ تیغ کیا۔ بیت المقدس کو برباد کیا اور رہے سہے یہودیوں کو شائع میں گرفتار کر کے ببلونیا میں لے گیا جہاں وہ مدلوں تک غلامانہ حالت میں رہے یہودیوں کے عقائد و خیالات کا بابلویوں پر اور ببلونیا والوں کی رسوم و عادات کا اثر یہودیوں پر پڑا جس کا نتیجہ ہم آئندہ بیان کریں گے \*  
 ہم کہہ آئے ہیں کہ کیانی پیشدادیوں کی اولاد ہیں مگر یہ متحقق نہیں کہ پیشدادیوں نے کب کیانی لقب اختیار کیا۔ مؤرخوں کے بیانات میں بڑا اختلاف ہے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ مرتب کرنے میں افسانوں اور عروج و زوال سے کام لیا گیا ہے \*

یوروپین مؤرخ کیفیاد کو میڈیا یعنی توران کا بادشاہ کہتے ہیں اور فردوسی اور نظامی اسے کیانی اور شاہ ایران کہتے ہیں \*

کیفیاد (Cyclops) شائع سے تیسری پشت میں کیکاؤس (Cyclops) جس نے بابلویوں کے ساتھ مل کر شائع نینوا پر حملہ کیا اور بالآخر شائع اُس کو دیران و برباد کر کے اسوری خاندان کا خاتمہ کر دیا افراسیاب (Astyages) میڈیا (توران) کا بادشاہ تھا۔ سیاوش (Savush) اپنے باپ شاہ ایران سے بھاگ کر افراسیاب کے پاس پناہ گزین ہوا اور فرگینہ دختر افراسیاب سے شادی کی۔ کسی بات پر ناراض ہو کر افراسیاب نے سیاوش کو قتل کر دیا مگر اُس کی عورت اور بیٹا پیران و سہم کی وساطت سے بچ گئے۔ اُس لڑکے کا نام تاریخ میں کینخسرو (Savush) ہے \*

کینخسرو نے اپنے باپ سیاوش کا انتقام لینے کے لئے تورانیوں کو شکست

دلا سیاوش کا انتقام لینے کے لئے ایرانیوں اور تورانیوں میں جنگ شروع ہوئی جو مدلوں تک

قام رہی نظامی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جب سکندر نامہ میں یوں فرماتے ہیں کہ

فلک پرلندی زمین رخاک \* یکے پشت عرش کیے پشت خاک \* نوشتہ بریں آلودہ \* ز خون سیاوش بسوشت

دیکر افراسیاب کو قتل کیا اور تخت سلطنت پر اپنے چچا کیکاؤس دوم کو مستعفی کر بٹھایا۔ پھر بلوینیا پر حملہ کر کے ۵۳۶ء میں اس کو اپنی سلطنت میں ملائیمودیوں کو مستعفی کر قید سے چھڑایا اور دانیال اسرائیلی کو عمدہ وزارت پر مقرر کیا۔ دانیال کو یہودی اچھا نہیں سمجھتے کہ اس نے بت پرست بادشاہ کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور یہ سوواہ یعنی خدا کا علم اس کو سکھایا۔ عمدہ عقیق میں لکھا ہے کہ دانیال کے دشمنوں نے کیکاؤس سے ایک فرمان حاصل کیا کہ میں دن تک بادشاہ کو خدا مان کر اُس کی پرستش کی جائے اور جو انکار کرے درندوں کے آگے ڈالا جائے۔ دانیال نے انکار کیا اور شیروں کے آگے ڈالا گیا مگر شیروں نے اسے نہ کھایا۔

سوناجوبابل سے مال غنیمت میں حاصل ہوا اس پر سکے کیکاؤس دوم مقرر کیا گیا۔ کیکاؤس کے بعد کینیسور (سائرس اعظم) ۵۳۶ء میں تخت نشین ہوا۔ لائیڈیا واقع ایشیا کو چک اسائریا، بلوینیا، مغربی ایشیا اور مصر کو فتح کیا۔ یروشلم کو دوبارہ تعمیر کیا جس کو بخت نصر نے تباہ کر دیا تھا۔

مگیاؤس کے حقوق جو توران میں پجاریوں کا فرقہ اور اقتدار میں برہمنوں سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے چھین لئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے توحید پھیلانی اور افراسیاب کی بت پرستی مٹائی۔ مگیاؤس کے اجماع سماوی میں آفتاب کو سب پر فوقیت دیتے تھے۔

فارس میں ہندوؤں کی طرح چار ذاتیں موبدیا، مگیاؤس، فوجی، کاشٹکار اور حرفتکار بقول فردوسی ہمیشہ کے وقت سے موجود تھیں جس کی ہیرڈوٹس مورخ یونانی بھی تائید کرتا ہے۔ ان ذاتوں کو سائرس نے مٹایا۔ مگیاؤس اور برہمن اپنے ملے مگیاؤس میں بڑی منزلت و اقتدار رکھتے تھے۔ پجاری اور ہضبدہ باز تھے یہی غالب کاہن تھے۔ ہیک انگریزی لفظ اسی سے نکلا ہے مگیاؤس کا لہجہ اور بلوینیا ستارہ پرست تھے۔ جب زرتشتی مذہب پران کا اثر ہوا تو اس کو "میگودزرتشتی" کہتے ہیں۔ موبد ایران میں پجاری تھے۔



اپنے ملکوں میں سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ ”بدھ“ نے ہندوستان میں اور اس کے ہمسفر کچھرو نے ایران میں ان کا قلع و قمع کیا۔ مگر جیسا کہ ہندوستان میں بدھ مذہب کے زوال پر ہرمن پھر برسرِ اقتدار ہوئے ایسا ہی ایران میں پھر ماگیوں نے سر اٹھایا جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔

کچھرو (سائرس اعظم) کو اس کا باپ سیاوش (Siyavush) نصیحت کرتا ہوا یوں خطاب کرتا ہے۔ ”بیٹا! سنو کہ دنیا میں سب سے مقدم بتوں کی عزت ہے جب کسی عہد پر جاؤ خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، بتوں سے استعجاز اور استعانت چاہو۔ پجاریوں کی عزت و احترام میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھو وہ بتوں کے محافظ اور ان کی مرضی اور منشاء کا پتہ دینے والے ہیں۔ مگر خود بھی بلا واسطہ بتوں کی مرضی دریافت کرنے سے بے نیاز نہ ہو جانا۔ بت آئندہ واقع ہونے والے کو جانتے ہیں مگر ٹھیک نتیجہ جتلانے پر مجبور نہیں“ دیکھو دیباچہ قدیم تاریخ مولفہ رولن صاحبہ مطبوعہ لندن ۱۸۲۷ء۔

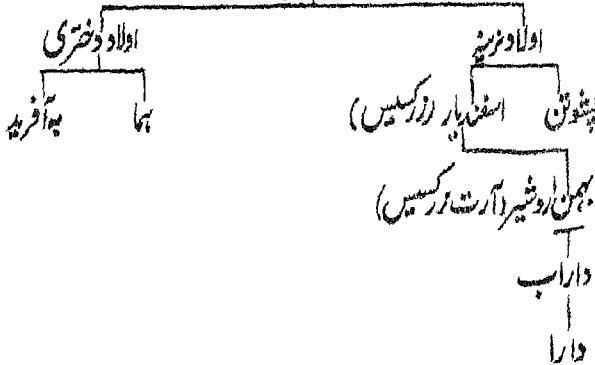
اس سے ظاہر ہے کہ کچھرو بقول ٹیلر گو موصد ہو مگر اس کا باپ سیاوش پرلے درجے کا بت پرست تھا اور بت پرستی ابتدائی کیانیوں میں رائج تھی سیرس کی قبر پر یہ کتبہ کندہ ہے سٹرابون (Strabo) (۲۰۰ء ق م) ”اے اشران میں کچھرو ہوں جس نے فارس کی سلطنت کی بنیاد ڈالی اس کو وسعت دی عروج پر پہنچایا تو اس شہت خاک اور دو گز زمین پر حسد نہ کر جو میرا مدفن ہے۔“

کچھرو نے عقائد مذہبی میں جو تبدیلیاں کیں ان کی نوعیت اب معلوم

ہے۔ وہ زمانہ تھا کہ تمام دنیا پر وہم پرستی تسلط تھی بڑے بڑے فضلاء فلاسفہ اور مشائخ کے مہلک جانوروں کو اڑا کر فال و رنگون بتاتے اور کسے لے کیا کرتے تھے ۱۲۰۰ ق م سیر ڈوٹس (Seydoux) نے لکھا کہ ق م سٹرابون (Strabo) نے لکھا ہے کہ سیرس نے یونانیوں میں یونانی جگن مائوں اور اول الذکر بزرگوں کا ہیرو پرین مورخوں نے تاریخ قدیم کے متعلق ان سے معلومات حاصل کیں ہیں وہ وہ لوگ زیادہ معتبر ہیں۔

نہیں ہو سکتی مگر زردشت نے ان کو مکمل کیا جیسا کہ ہم آگے لکھیں گے۔  
طوالت سے بچنے کے لئے کثیر رو کے لہجہ کے نشانہ ان کیان کا شجرہ جو ہمارے  
مضمون میں کارآمد ہو سکے۔ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

لہجہ سب مشہور ۵۲۲ ق م  
گشتا شپ



دارا گشتا سب ۵۲۲ ق م تحت نشین ہوا "زردشت" اس کا ہم عصر تھا پہلونیوں کو  
جو کلدا نیوں اور اگیوں کی سازش سے سرکش ہو گیا تھا دوبارہ فتح کیا۔ ۵۲۲ ق م میں  
میان افغان پر پولونیوں سے شکست کھائی مگر مشرق میں ہندوستان تک حکومت کو وسعت

ملے (ہستاس پریس) (۵۲۲ ق م) دارا شان کیان کا لقب تھا جیسا کہ کسریٰ ساسانیوں کا  
اور قیصر شان روم کا منہ

۵۲۲ ق م میراھان ۵۲۲ ق م ہتر بابلی ۵۲۲ ق م سلا مس ۵۲۲ ق م اور پٹی پر ۵۲۲ ق م یونانیوں اور ایرانیوں  
کی لڑائیاں ہوئیں۔ اردوشیر بہمن پسر اسفندیار ۵۲۲ ق م یونانیوں کے مقابلے میں ایک  
بے عزتی اور بے وقوفی کی صلح کرنے پر مجبور ہوا۔ گنہگار کی لڑائی ۵۲۲ ق م میں سائرس فر ۵۲۲ ق م  
مارا گیا۔ اردوشیر بہمن سوم ۵۲۲ ق م ایران کے تحت پر بیٹھا اور اس کے بعد دارا ۵۲۲ ق م  
تحت نشین ہوا جو اسکندر کے حملے میں مارا گیا۔ تاریخ قدیم طیار بطور ۵۲۲ ق م  
خودنیز بزرگ (دینہ ہر پریا) اس کو بدولت لکھا چاہئے۔ مگر جب صدر خوردن کی مافی ہول تو او کیسے لکھا چاہئے  
(۵۲۲ ق م)

دی۔ زرتشت یا زرتشت یا زردہست مختلف تلفظ ہیں مگر ہم اس کو زرتشت کہینگے۔ یہ بزرگ انسان، مقدسین ایران کا سرگرم اور پیغمبر مانا گیا ہے۔ مقام پیدائش اور وہ زمانہ جس میں اس نے اصلاحات شروع کیں۔ متحقق نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دریائے دجلہ اور دریائے سندھ کے مابین کسی جگہ پیدا ہوا ہے مگر اقوال مستند سے مورخین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ آذربائیجان میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا ناما شہر سے کارہننے والا تھا جو اصفہان سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ زمانہ کے متعلق بعض اس کو ہمعصر حضرت ابراہیم اور بعض شامان نینوا کا ہم زمانہ اور یورپین مورخ کہتے ہیں کہ چھٹی صدی قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا۔

اس تناقض آرائی کے دور کرنے کے لئے بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ ایک زرتشت، پیشدادیوں یا کیانیوں کے ابتدائے زمانہ میں گذرا ہے۔ اور پھر دارا گشتاسپ کے عہد میں ایک دوسرا زرتشت جو زرتشت اول کا ہم نام تھا پیدا ہوا۔

یورپین مورخ کہتے ہیں کہ زرتشت موجد تھا اس نے مخلوق پرستی اور اشیاء پرستی سے اجتناب کر کے علت اوستے یعنی ہر فرد کی پرستش کو رواج دیا۔ نیکی کے فرشتوں کی عزت و توقیر سکھائی اور اہرن کی جو بدی کے شیطانات کا سرغنہ ہے تحقیق کی۔

شام و عرب کے مورخین اسے آتش پرست آتش پرستوں یعنی مجوسیوں

سے زرتشت کو جدا کرتے ہیں۔ یہاں پیغمبر اور بعض دانیال کا شاگرد بتلاتے ہیں اس کی زندگی پر کسی ایک کتاب میں انگریزی میں موجود ہیں جن میں واقعات عجیب و غریب پر ایہ ہیں اور کسی قدر مختلف طور پر بیان کئے گئے ہیں بعض کہتے ہیں ترک دنیا کے جنگلوں میں عبادت کرتا رہا ہنر گشتا سرکے پاس رہا اور اصلاحات شروع کیں عقیدہ یہ تھا کہ آگ سب سے مقدم اور صندل کی لکڑیوں سے ہمیشہ روشن رکھی جائے۔ چراغ چھو کر مارتا نہ بجھایا جائے۔ آگ کو دیکھ کر اس کی صفت و ثنا آگ یا اس کا تصور ہمیشہ سامنے رہے نہ

کابغیر کہتے ہیں۔ فردوسی شاہنامہ میں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے مگر اس قدر تسلیم کرتا ہے کہ وہ آگ کو مظهر اکبر سمجھتا تھا۔

بلاشبہ زرتشت بہت پرستی اور ستارہ پرستی سے منع کرتا تھا مگر آگ کو اس نے لازماً عبادت قرار دیا تھا۔ مزار آگ کے سامنے اگر آگ نہ ہو تو سورج کے سامنے پڑھی جائے یہ اس کا عقیدہ تھا +

گشتاسپ نے اس کا مذہب قبول کیا اور جب تورانیوں کو شکست دی تو زرتشت اس کے باپ لہراسپ کے پاس گیا جو سلطنت چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر چکا تھا آگ اس کے ہاتھ میں تھی اور لہراسپ سے یوں مخاطب ہوا فردوسی :-

بشاہ جہاں گفت پیغمبرم	ترا سوائے یزداں بتے ہرم
کیے چھر آتش آورد باز	گفت از بہشت آدم فراز
ز گوندہ پذیر پر دین او	بیاموز زوارہ و آئین او
بیاموز آئین دین بھی	کہ بے دین خوبست شائش

کہتے ہیں کہ لہراسپ نے بھی مجوسی دین اختیار کیا +

زند او ستار زشت کے عقائد کی کتاب ہے جس کی شرح کا نام یافوہ ہے اور ستار کے ایک باب میں ان آتشکدوں کا تذکرہ ہے جو دارا گشتاسپ اور زرتشت نے جوائے زرتشت کا ایک آتشکدہ فیشاہور میں تھا۔ شاہنامہ اور دیگر عرب مورخوں کی کتابوں میں ان آتشکدوں کا مفصل تذکرہ درج ہے ہم چون طوالت قلم انداز کرتے ہیں +

گشتاسپ نے حسب وعدہ اسفندیار کی شادی توہما سے جو اس کی بہن تھی کر دی مگر تخت سلطنت حوالہ نہ کیا جس پر باپ اور بیٹے میں کشیدگی پیدا ہوئی۔ اسفندیار کو جس کو یورپین مورخ زکریا کہتے ہیں قید کر دیا اور خود راہستان میں رہنے کو مجبور کیا +

ایم گشتاسپ، زنداوارا، اسفندیار، زکریا، زکریا کے باپ کا نام ہے (احمد محمد ولی)



بدنظمی اور طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا تا آنکہ ۳۲۶ء میں ساسانیوں نے اپنی سلطنت قائم کی \*

ابھی ہم کہ آئے ہیں کہ یہودی اسیری کی حالت میں بابل میں رہے۔ اہل بابل اور کلدانیوں کے مشرکانہ خیالات نے اُن پر اثر کیا۔ قید کی حالت میں یہودی فارس کے قریب رہے اور جب سائرس نے ان کو قید سے چھڑایا تو فارسیوں کے ساتھ مل کر رہے یہودیوں نے ایک مستقل اور مکمل خیال اعلیٰ ہستی یعنی خدا کا ایرانیوں کے دلوں میں پیدا کیا۔ انہیں خیالات سے متاثر ہو کر زرتشت نے برہمن پرستی اور ستارہ پرستی کا متنازع کیا \*

زرتشت نے مائی عقائد سے مذہب کو پاک کرنا چاہا مگر زرتشت اور گناہوں کی وفات کے بعد ابھی ایک صدی بھی گزر گئی تھی کہ آگیں کا طریق عبادت اور عقیدہ ستارہ پرستی جو انہوں نے کلدانیوں سے سیکھا تھا مذہب میں پھر داخل ہو گیا \*

اسکندر اور اس کا جانشین سلوکس مفتوحہ ممالک اپنے مذہب ہیلنس Hellenism میں داخل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے موبدوں پر انواع و اقسام کے جو رسوم توڑے۔ یہودی جہاں سائرس کو مسیح موعود کہتے تھے اسکندر اور اس کے جانشینوں کو شیطان کہتے ہیں اور زرتشتیوں نے انہیں اہرن کا خطاب دیا \*

جب پارٹھین بادشاہ ہوئے اور ان کی سلطنت وسیع ہوئی۔ تو ان کی رواداری سے موبد اور مائی جو پہاڑوں کی گھوٹوں میں چھپے ہوئے تھے محل آئے نتیجہ یہ ہوا کہ جب آل ساسان ۳۲۶ء میں تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اس سے بہت پہلے زرتشتیوں اور آگیں کے اعتقاد خیالات سے "میگدورتشتی" مذہب پیدا ہو چکا تھا۔ مختصر یہ ہے کہ دور پیشدادیاں کی ستارہ پرستی متاثر زرتشت نے

سلطہ ہجریوں کو ایران میں موبد اور توران میں مائی کہتے تھے ۱۲ سن احمد

آتش پرستی قائم کی۔ پیشدادیوں کی ستارہ پرستی پر ”دور کیا نیاں“ کی آتش پرستی  
فوتیت لے گئی۔ مگر گشتا سپ کے بعد سو سال کے اندر پھر ستارہ پرستی اور آتش  
پرستی باہم خلط ملط ہو گئیں۔ زنداوستا میں اور اس کی شرح ”گانتھا“ میں صرف  
”ہرمزد“ معبود مگر ”وندیداد“ میں بھی اہرن آموجود ہوئے \*

ہرمزد خالق خیر اور اہرن خالق شر مانا گیا اور مذہب میں ”ثنویت“ کا  
عقیدہ مانا گیا جسے آج تک مجوسی تسلیم کرتے ہیں \*  
کیا نبیوں کے حمد کی زبان ”فارسی قدیم“ کہلاتی ہے جو اسوری خطوط  
میں لکھی جاتی تھی \*

(ج) دور ساسانیان ۲۲۶ء { ساسان نے جو شہر اصطخر میں سب سے بڑا  
شادی کی اور سلطنت ”ساسانی“ کی بنیاد ڈالی \*

شاہنامہ میں لکھا ہے کہ وہ ایک چرواہا تھا۔ پاکٹ سے خواب میں دیکھا  
کہ دراصل وہ شاہی خاندان میں مہر تھا گردش زمانہ سے مفلوک الحال ہو گیا ہے۔  
چنانچہ اس کا حسب نسب دریافت کرنے پر اس کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی  
کردی اور ساسان کو تخت پر بٹھایا۔

ساسان کے بعد ”روم شیر“ اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اس نے سائرین عظیم  
کی طرح فتوحات کیں ۲۶۱ء میں اخیر بادشاہ پارٹھیا کو شکست دیکر خود بادشاہ  
ایران بن گیا۔ اصطخر کو دارا خلفہ بنایا آرمینیا کو فتح کیا اور عیسائیوں کو جو آرمینیا

۱۷۰ء تک مغرب و دولت بہمن کلاہ کی۔ جاہ فریدوں تخت کیاں تاج کے غیرہ تشبیہات فارسی لفظ پر میں کیانی  
عہد کو یاد دلاتی ہیں ۱۲۰ء دور ساسانیان ماخوذ از متن السنائی مکتوب پیدیا سپرٹ اوف اسلام شاہنامہ وغیرہ  
۱۷۰ء پاکب منجہ ان بادشاہوں کے ہے جو سکندر اعظم کی فتوحات کے بعد ملک میں طوائف الملوک  
ہو جانے کی وجہ سے باجا قطعات ملک پر قابض ہو گئے تھے طوائف الملوک کو ساسانیوں  
نے مٹایا اور ایک وسیع سلطنت قائم کی ۱۲۰ء

میں بستے تھے بڑے عذاب و عقاب میں مبتلا کیا۔ میگور تثنیٰ مذہب کو اپنی تمام سلطنت میں بزورِ شمشیر پھیلایا۔

شاہ پور اول سلسلہ میں تخت پر بیٹھا۔ ایشیا کوچک کو قیصر روم سے لیما مشنوں دہانی نے جو ماگی نسل سے اور عقیدہ مسیحی رکھتا تھا۔ فرقہ مانویہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کے عقائد کچھ خیالی اور کچھ فلسفیانہ تھے۔

سلسلہ میں ہمزاد اور اس کے بعد شاہ پور دوم کے عہد میں سلسلہ متا سلسلہ عیسائیوں پر سخت تشدد ہوتا رہا اور میگور تثنیٰ مذہب جبراً پھیلایا جاتا تھا۔ قیصرانِ روم سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔

اس کے بعد بہرام گور سلسلہ میں بادشاہ ہوا۔ عیسائیوں کے خلاف رہا۔ اور ان پر متواتر جوڑ و ستم جاری رکھا۔ یہ بادشاہ بڑا عیاش تھا۔ شکار کا اسے بہت شوق تھا۔ کٹاری لڑکیاں گروہ درگروہ اس کے ساتھ رہتی تھیں جو گاتی اور ناچتی تھیں تاہم فردوسی اس کی بڑی تعریف کرتا ہے۔

زینچاہ خسرو بہ تخت کیاں کہ بستن بر تخت ایران میاں  
نہ بزیج ماند بہرام گور پرواد و بزرگی و فرہنگ نور

مانی کو اس نے سولی پر چڑھلایا۔

بہرام کے بعد فیروز اور فیروز کے بعد کیقبا و تخت نشین ہوا اس کے عہد میں مزدک اٹھا جو اپنے آپ کو درشت کا جانشین کہتا تھا۔ عورات اور جائداد میں سب آدمیوں کو حصہ دار بناتا تھا اور کہتا تھا کہ جب سب انسان آگ پانی اور ہوا سے فائدہ اٹھاتے ہیں کیوں جائداد اور عورات سے بھی یکساں حظ نہ اٹھائیں۔

کیقبا دعیاش طبیعت تھا اس نے مزدک کے مسائل پر عمل کیا۔ اس پر ماگیوں نے بغاوت کی۔ کیقبا و سلسلہ میں رومیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ کیقبا کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا نوشیروان عادل کسری اول سلسلہ میں بادشاہ



ہوا۔ مزدک کو پھانسی دی اور اس کے فرقہ کا استیصال کیا۔ جسٹی فی آن تیسرے  
 روم سے خرلج لیلہ میں اور عرب میں اپنی فضیلت قائم کی۔ اسی تہار مزدک کی قتل کئے  
 شہر مدائن بنوایا۔ بعض کہتے ہیں مدائن ظہورٹ نے تعمیر کیا اور حبشہ نے  
 اس پر ٹیل ہفت رنگ بنوایا اور لوشیرواں نے شہر سلوشیا کے مقابلہ میں اس  
 کی عمارت نہایت ہی مضبوط بنوائی ۛ

مدائن سات ہیں۔ قادسیہ اور نہادند بھی ان میں شامل تھے۔ اب سب  
 ویران ہو گئے ہیں۔ اور باشندے بصرہ اور کوفہ میں جا بسے ہیں۔ بابل بھی ان  
 میں شامل تھا ۛ

کہتے ہیں کہ بادشاہ علم و فضل کا مرقی تھا۔ فلسفہ، منطق، طب اور  
 نجوم کو اس کے عہد میں فروغ ہوا۔ ایک شفا خانہ بنوایا اور ان علوم و فنون پرست  
 اصناف کیا جن کی تدوین شاہ پور بن اردشیر کے زمانہ میں شروع ہو چکی تھی ۛ  
 شاہ پور نے رومیوں پر فتح حاصل کی اور لاکھوں کی تعداد میں رومی جن  
 میں امرا، شرفا اور اہل علم بھی شامل تھے قید کر کے لے آیا۔ چند شہزادوں میں لکن  
 کو آباد کیا اور مراحم خسروانہ سے ان کے وظائف مقرر کر دیئے جس کے صلہ  
 میں انہوں نے روسیوں اور یونانیوں کے علوم پہلوی زبان میں ترجمہ کئے ورنہ  
 اس سے پہلے پرانے علوم کا خزانہ سکندر نے تباہ کر دیا تھا صرف چند اعتبار اور  
 روایات مذہبی پر ہی علوم کا اطلاق کیا جاتا تھا ۛ

تاہم تعلیم عام نہ تھی اس لئے قوم کے لڑکوں کو پڑھنے کی اجازت نہ دی جاتی  
 تھی بلکہ وہ ہی سادہ کیا جاتا تھا جو ہندوؤں میں برہمن شہودروں سے کیا کرتے تھے۔

لے مدائن ایرانیوں کا مغربی دروازہ تھا۔ قسطنطنیہ، بابل، اور مدائن کی زبانیں یونانی  
 سے ماہر کہ داہم ہیں رفت ستم بر ما ۛ بر قہ سستگارانی آراہو جو نعدال سلہ ابن الذہم کہتے  
 ہیں کہ ظہورٹ، پیشدادی نے علوم و فنون کو سب سے بہتر دیکھا ہے تاکہ آگ اور پانی  
 سے محفوظ رہیں ۛ منہ

روایت ہے ایک کفن دوز نے ہزار مار پیہ پیش کر کے اپنے لڑکے کی  
تعلیم کے لئے اہادت مانگی۔ نو شیر وال نے درخواست نامظور کی۔ ایسا ہی ایک  
موجی کی درخواست نامنظور کرتے ہوئے یہ کہا

ہنر یار مرد موزہ فروش سپارو بد چشم دنیاؤ گوش  
برست خود مند مرو نژاد نماد جزا در حسرت و سر و باد

موبہ کار و ہار سلطنت ہیں دشیل قفس۔ ایک ہزار سپاہی پر ایک موبہ تعینات  
ہوتا تھا۔ لڑائی میں شہنشاہ کا گزاری کی رپورٹ کیا کرتے تھے۔

نو شیر وال شہنشاہ میں فوت ہوا اس کے عہد میں پیہر خدا علیہ الصلوٰۃ  
والسلام شہنشاہ میں پیدا ہوئے۔

نو شیر وال کے بعد ہر مزد تخت سے اتار کر قتل کیا گیا۔ اس کے بعد ہر مزد  
کا بیٹا کمرے دوم شہر و پرویز کے لقب سے شہنشاہ میں تخت سلطنت  
پر جلوس فرما ہوا۔ مسالینوں میں دراشت تخت کا کوئی قاعدہ نہ تھا۔ جب بادشاہ  
مرتا تھا خانہ جنگیوں کا بازار گرم ہوتا تھا جو غالب آتا بادشاہ بن جاتا تھا خانہ جنگیوں  
میں خسرو پرویز مار س در *Maurice* قیصر روم کی اعانت سے کامیاب ہوا۔  
مارس کو شہنشاہ میں فوکس در *Phocas* غاصب نے فریب سے قتل

کر دیا خسرو نے انتقام لینے کے لئے رومیوں سے لڑائی چھیڑی۔ شہنشاہ میں  
ملک شام پر حملہ کیا اور شہنشاہ میں دمشق اور یروشلم کو فتح کر لیا یروشلم کی فتح  
تصویریں اور مذہبی تبرکات کی سخت توہین کی لوگوں کو آفتاب پرستی پر مجبور کیا  
شہنشاہ میں اسکندر پر فوج کشی کر کے لے لیا۔ شہنشاہ میں ایرانیوں کا قبضہ پانچواں  
اور ایشیا کو چک پر ہو گیا۔

قیصر *ہرقل* نے شہنشاہ میں اسے شکست دی اور شہنشاہ  
میں فارسیوں کے دار السلطنت پر جوہر اٹن کے قریب تھا قبضہ کر لیا۔

لے ہرقل کبیر اوقات و کبیر اول و دوم لقب بادشاہ روم (احمد خدومی)

نوشیرواں نے طاق کے لئے نام ایک محل مدائن میں تعمیر کیا تھا۔ خسرو  
برہنہ نے مقابلہ میں طاق بستان جس کو باغستان بھی کہتے ہیں۔ کرمان  
سے چھ میل کے فاصلہ پر بنوایا۔ پتھر کی تصویریں اور تختی، شہر میں خسرو برہنہ  
اور مارس کا بت سنگین نہایت ہی خوشنما ہوا کہ اس محل میں نصب کرایا۔  
نشریں، تصویریں جام شراب خسرو کو دے رہی ہے۔  
شبدر گھوڑا جو علم ادب میں خسرو سے منسوب ہے اس کا مجسمہ بھی موجود  
ہے۔

فرش بہار، جو حضرت محمدؐ کے عہد میں مال غنیمت میں آیا اسی محل کا فرش  
تھا جس میں موتیوں سے نہریں اور زعفران سے درخت بنائے ہوئے تھے۔  
شہر میں شیدیز اور باربد مطرب یہ ہیں نادرہ روزگار یعنی معشوقہ، گھوڑا اور  
مطرب کسی بادشاہ کو دیتا ہیں نصیب نہیں ہوئے۔

چونکہ میگزرتشت، آتش پرست اور نیز ستارہ پرست بھی تھے۔ عہد پیشہ لایا  
کی ستارہ پرستی اور ساسانیوں کی ستارہ پرستی میں صرف یہ فرق تھا کہ پیشہ لایا ستارہ کی پرستش  
کو آگ پر مقدم رکھتے تھے۔ مگر ساسانیوں آگ کی پرستش کو ستارے کی پرستش پر فوقیت  
دیتے تھے۔ اس لئے خسرو نے طاق بستان میں کو آگ کو ابنا و ستاروں کی تصویریں بھی بنوائیں  
تھیں۔ پندرہ ہزار معقبہ کینہیں اس کے دربار میں ہمیشہ حاضر رہتی تھیں۔  
ناصر الدین قاجار شاہ ایران سفر نامہ میں رقمطراز ہیں کہ سنگ تراشی  
اور فن مہنوری کا اس لئے نمونہ اگر دیکھنا ہو تو طاق بستان کے کھنڈروں کو دیکھو۔  
اگر بلا درغمانہ اور سویمانہ کی ریاست صرف شبدر کی تصویر دیکھنے کے  
لئے کی جائے تو یہ ایک کافی سے زیادہ معاوضہ ہے۔

شکار گاہوں اور کشتیوں کی سیر کے وقت ارباب نشاط ارباب

سلطنت میں طاق کسر کے ایک مشہور اور شاندار عمارت ہے جس کا حوالہ مؤرخان  
دجلال نوشیروانی ظاہر کرتے ہوئے دیا جاتا ہے ۱۲۰۰ (مگر یہی لفظ میچو کا ترجمہ ہے جو)

بشری اور پندرہ ہزار مغنیہ جمیلہ عورتیں ہمراہ لڑتی تھیں \*  
 حضرت نظامی کی مثنوی ”شہرِ خسرو“ اسی بادشاہ سے منسوب ہے \*  
 شیرویہ اس کے بیٹے نے شیخ باپ کو قتل کر دیا اور کیتباد و دم لقب  
 اختیار کر کے تخت سلطنت پر بیٹھ گیا حسب معمول خانہ جنگیاں شروع ہوئیں  
 جو کچھ میں یزدجرد کی تخت نشینی پر ختم ہوئیں \*  
 اب ساسانیوں کے فسق و فجور کا جام لبریز ہو گیا تھا۔ قزوینیہ کے میدان  
 میں ۳۳۰ھ سعد بن وقاص سپہ سالارِ اسلامیات اور رستم سپہ سالارِ ساسانیات میں  
 سخت لڑائی ہوئی۔ مجوسوں کی فوج تباہ ہوئی۔ اس کے بعد چند سالوں میں  
 مسلمانوں نے ہنارند کے میدان میں سلطنتِ ساسانیات کا خاتمہ کر دیا اسلامی  
 جہنڈا ایران میں نصب ہو گیا اور یزدجرد ۳۳۰ھ میں کہیں بھاگ گیا اور گرنامی  
 کی حالت میں مر گیا \*

جلال الحق و بزہق الباطل ان الباطل کان زھوقا \*  
 ہم نوشیرواں کے حالات میں یہ بیان کرنا بھول گئے۔ کہ ”ابرہہ“  
 حبشہ کے عیسائی بادشاہ نے ۳۳۰ھ میں یمن پر قبضہ کر لیا اور بنو حمیر کو کال  
 دیا۔ کعبہ پر بھی حملہ آور ہوا۔ سورہ اصحاب فیل میں اسی حملہ کی طرف اشارہ

معدی کرب \*  
 لے دیا۔ ۳۳۰ھ میں عیسائیوں نے معدی کرب کو مار ڈالا اس پر یمن ماتحت  
 فارس کے ہو گیا۔ ان سے نائب السلطنت مقرر ہو کر آتا تھا \*

۱۱۵ھ سے پہلے عراق عرب میں خالد بن ولید حیرہ والوں کو جو ایرانیوں کے حلیف تھے شکست دے چکا  
 تھا اور عراق عرب میں حیرہ پر غالب ہو کر سرحد کی حفاظت کے لئے طرابلس اور مصر اور شام

کو نصیحت کیا تھا ۱۲۴ھ  
 ۱۱۵ھ نوشیروان عادل داؤگر اور بہرام کا کتہ دار گور مشہور ہے خسرو فیروز ترنج خسرو ویز  
 شہدیز حسن و دھنوشیں لڑیں میں ہیں ۱۲۴ھ

اخیر زمانہ انصاف السلطنت، بازان کو سبقت میں خسرو پر ورتے  
مقرر کیا۔ حضرت موت اور عثمان بھی فارسیوں کے زیر حکومت تھا۔

بازان کے عہد میں بین مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور بازان نے خود  
بھی اسلام قبول کر لیا۔ ساسانیوں کے عہد میں پہلو ہی زبان پیدا ہوئی۔  
جس میں علوم و فنون مدون ہوئے، مذہبی کتابیں اور تاریخیں بھی اسی زبان  
میں لکھی گئیں۔ جس سے فردوسی کو شاہنامہ کے لئے علاوہ افسانوں کے مواد  
ملے اور اسی پہلو ہی میں عربی الفاظ مخلوط ہو کر عربی اسلام میں فارسی جدید پیدا  
ہوئی جو اب تک رائج ہے۔

ساسانیوں نے کیا یوں کے عہد کے آشکدول پر چین آتش کدے  
اور بڑھائے۔ ایک عتا و وزناؤ کے لئے دوسرا جنگی سپاہیوں اور نیرس عوام  
کے لئے۔

زرتشت نے مائیکوں کا فرقہ نیست و نابود کر دیا تھا مگر ساسانیوں کے عہد  
میں ان کا پھر زور ہو گیا۔ مائیکوں کے اسرار میں بادشاہ داخل ہو سکتا تھا۔ مگر اور  
کسی کو اجازت نہ تھی مائیکی حج ہوتے تھے اور بادشاہ عموماً ان کی ہدایات پر چلتے  
تھے۔ سوائے نو شیرواں کے سب کے سب شانان ساسان ظالم اور سفاک  
تھے۔ بادشاہوں اور گورنروں کی شان و شوکت کا ٹیکس، پھر فوج کے واسطے  
ٹیکس، ہر ایک فرد رعایا جو ہتھیارا اٹھا سکے نو بجی خدمت پر مجبور۔ ایک تیسری  
قسم کا ٹیکس، سرحد کی شورہ، پشت اور قسودہ پروانوں کو اس غرض سے ادا کیا  
جاتا تھا کہ شور و زنج نہ کریں، اگرچہ ابتدا میں ساسانیان میں فتوحات ہوئیں۔ مگر  
آخر کار ملک مظالم اور زیادہ متناہیوں کی وجہ سے بنناہ و برباد ہو گیا تھا۔  
سیاسی حالت کا نمونہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ وراثت تخت کا کوئی قاعدہ نہ تھا

لے ٹک آسمان، اور گردن کی شکایت فارسی لٹریچر میں ہے وجہ یہ ہے کہ گدائیوں  
اسواریوں اور خود اپرائیوں کا عظیم نجوم اس کا سبب ہے جو اجماع فکری میں شعور کے فاضل تھے، مگر

بادشاہ کے مرتے پر ہمیشہ خانہ جنگی اور کشت و خون ہوتا تھا۔ اخلاقی اور معاشرتی حالت کی طرف ہم اشارہ کر آئے ہیں کہ ماں بہن اور دختر میں کوئی تمیز نہ تھی۔ اب توضیح مطالب کے لئے ان حالات و واقعات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے جن سے ایرانی متاثر ہوئے \*۔

۳۱۰ ق م میں بادشاہ سپارٹا کی بیوی ہیلن نام شہر ٹائر واقع ایشیا کو چک کا شہزادہ بھگلا لایا۔ یونانیوں اور ایشیا کو چک کے مابین جنگ شروع ہوئی جو دس سال تک جاری رہی۔ ہومر کی ایڈیٹورز یہ شاعری میں بے نظیر کتاب مانی گئی ہے اس جنگ کے حالات پر کبھی کبھی سپارٹاؤں نے فتح پائی اور وہ ایشیا کو چک میں آباد ہو گئے یونانی بسنیاں بسا سنے ہیں مشہور تھے دوسری طرف صقلیہ میں گئے اور کئی ایک بسنیاں بسائیں \*۔

۳۳۰ ق م میں یونانیوں کا تسلط ایران پر ہوا۔ ملک شام، کنعان اور مصر بھی سکندر نے فتح کیا۔ اس کے جانشین مصر اور ملک شام پر تسلط ہوئے۔ یونانی زبان شام و کنعان اور مصر میں پھیل گئی۔ یونانیوں کے اخلاقی و عادات کا ایران اور شام پر گہرا اثر ہوا۔ خاص کر اس وجہ سے کہ سکندر سلوکس اور ان کے جانشین ممالک مفتوحہ کو یونانی مذہب میں داخل کرنا چاہتے تھے \*۔

یونانیوں کی مائی تھا لوجی اور ہندوؤں کی مائی تھا لوجی اور ان کے دیوتا اور دیویاں قریباً متشابہ اور یکساں ہیں۔ اپالو، منرو، ایکسش، سپرس اور جیوپیٹر دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی تھی۔ یکسش شراب خواری کا دیوتا اور یہی دیوتا بانباع یونان شراب خواری کے متعلق روم میں بھی محترم و معزز مانا گیا۔ سپرس اس لئے دیوتا بنایا گیا تھا کہ اس کی دختر کو بلیٹو بھگلا لیا گیا تھا اور اس لئے اس کی تلاش میں مافوق الفطرت معجزات دکھائے گئے۔ کیو پٹر حبش کا دیوتا اندھ سے کی شکل میں

۳۱۰ ق م اس جنگ کو اس شہر کی نسبت سے دیکھ کر درستی جنگ تعلق ملے کہتے ہیں کہ علم الفرائض باد یونانی بت پرستوں کے بتوں اور جنوں باطل کے تصور اور افسانہ کے دوران کار و ایجاد عمل کرتے ہیں۔ منارہ مغربی یونانی نام ہے راہ محمدی، سند اسپارٹا، اسپارٹا یونان کے ایک حصے کا نام ہے۔

۱۔ ماستر بوخت الحاقی یا بے نسبت صرف نا کو خذد کر دیا۔ (احمد محمدی)



جاتی تھیں ایک عورت کے کئی خاوند ہوتے تھے بنونے بارہ قسم کے بیٹے جو طرح طرح کی جیلہ ساز یوں سے حاصل کئے جاتے تھے تسلیم کئے ہیں بیوگی سلسلہ رسم تھی جسے آج تک آریہ بزرگ مانتے ہیں۔ عورت ”ہنیو“ سے محروم ہے۔ اور نجات کی سکیم میں اس کے واسطے کوئی جگہ تجویز نہیں کی گئی۔ سستی اور دوامی بیوگی کے رواج پذیر ہونے سے یہ ظاہر ہے کہ عورت کی مستقل شخصیت شوہر سے علیحدہ تسلیم نہیں کی گئی +

مختصر یہ کہ ”قارس“ کلدانیوں، اسوریوں، یونانیوں، رومانیوں، یہودیوں اور ماگیوں کی تمام بد اخلاقیوں کا مجموعہ تھا۔ ان اقوام سے وثقہ فوتہ انہیں واسطہ پڑا۔ اور ساسانیوں کے عہد میں عربوں سے میل جول ہوئے جہاں بت پرستی، اشیاء پرستی اور تبادلۂ زوجگان رائج تھا۔ چند مرد ایک عورت سے زنا کاری کے مرتکب ہوتے تھے۔ اور کچھ دن بعد عورت کہہ دیتی تھی کہ اُس کو حمل فلاں کس سے ہوا ہے بعض اوقات قیافہ شناسی سے تشخیص اولاد ہوتی تھی۔ جس شخص کی شکل کے ساتھ اولاد کی مشابہت ہوتی وہی ان کا باپ قرار پاتا تھا بہرام گور ساسانی نے عربوں میں پرورش پائی تھی۔ اس کا فسق و فجور عیاشی اور ادا بشانہ زندگی عربوں کی زندگی اور معاشرت کا عکس تھا۔ عرب میں دختر کشی کی رسم بھی جاری تھی۔ فارس میں لونڈیوں خواجہ سراؤں اور عورات کی نگرانی کا پڑانا دسلتور تھا۔ بادشاہ عیاش، اہمرا شہوت پرست، غرض کہ نہ کوئی مذہب نہ کوئی اخلاق۔ خانہ جنگی اور شہوت پرستی ان کا شعار تھا۔ مزوک کی ناپاک بشریت کا ہم ذکر کر آئے ہیں +

باوجودیکہ فارس نے اسلام قبول کیا اور اسلام میں غوزت کی عزت ماں بہن، دختر اور بیوی کی حیثیت سے بڑھ گئی تھی۔ مگر تاہم اس پرانی رسم و رواج کے متبع میں فارسی علم ادب میں عموماً عورت کو حقارت کی محکاہ سے دیکھا گیا ہے

گہ سورۃ نساء جس میں عورت کی عزت و حرمت قائم کی گئی ہے وراثت میں حصہ دیا گیا اور حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے ۱۴ مندرجہ نیچے سے لیتی ہوئی ایک صورت قبل اسلام عربوں میں لگائی

جاتی تھی جسے وہ نکاح، متبذع کہتے تھے اس کی صورت یہ تھی کہ عورت جیٹ سے پاک ہونے کے بعد کسی آزاد خاوند سے نکاح علیحدہ رہائی خاوند سے نافذ نہ لگاتا۔ اس متبذع بہادر و سخاوت اور اوصاف میں مشہور و قابل



مولانا شبلی فرماتے ہیں کہ فردوسی پہلا اور پچھلا شخص ہے جس نے عورت کی قدر کی۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ نظامی فردوسی ہی کی تقلید کرتا ہے جہاں وہ کہتا ہے ع

”سب وزن و ششہر و قوار کہ دید“

فردوسی دقتی کی سند پر شاہنامہ میں لکھتا ہے

”نحو گنفت دانا کہ دختر بہاد چو باشد بجز خاکش انسر بہاد“

دانا سے مراد دقتی ہے اور مطلب یہ ہے کہ خدا کرے لڑکی پیدا نہ ہو۔ اگر ہو تو مر جائے یا مار دی جائے۔

فردوسی ایک اور جگہ کہتا ہے

”کسے کو بود مستر آئین کفن بہتر اور از فرمان زن“

انہیں خیالات کا اثر ہے کہ ایک ہندی شاعریوں کہتا ہے

”زن کہ نامش بود بہندی تا وقتنا رہا عذاب اللہ“

اب ہم بتائیں گے کہ ایران جس کی یہ حالت تھی جس میں انسان انسان نہ رہا تھا۔ ہر ایک اعتبار سے پایہ انسانیت سے گرا ہوا تھا۔ نہ روحانیت تھی نہ سیاست نہ اخلاق اور نہ مذہب نہ معاشرت۔ اسلام کی برکت سے کیا ہو گیا اس کی متلون مزاجی پر اسلامی متانت اور وقار نے کیا اثر کیا۔

ایک دین اور ایک قبلہ اک کتاب اور اک رسول۔

اک خدا کے سامنے سجدے میں جھک جائے کو ہیں۔

آ رہی ہے فقیر فقیر طاق کسریٰ سے خدا۔

ساجدین اللہ کے سجدہ میں جانے کو ہیں۔

۴۔ عہد اسلام

دنیا کی تاریخ میں سترہ یعنی سال اول نبوت وہ پہلا مبارک و مستور دن

ہے۔ جب ”دور مشرکانہ“ کا خاتمہ اور ”دور موحدانہ“ کا آغاز ہوا۔

وحشیوں کی ”انبیاء پرستی“، ریشیش ازم ”بت پرستی“، بیگین ازم کی صورت

ایرانی دیگیو زرتشت یعنی مجوسی تھے اور رومانی عیسائی مذہب کے پیرو  
 تھے۔ مجوسی اپنی مسیحی رعایا پر اور رومانی جوہنیوں پر سخت گیری کرتے تھے  
 دونوں سلطنتوں میں رعایا کی نہایت رومی حالت تھی۔ شاہی شکبیں اعرائی  
 نکیس، فوجی نکیس، اور انواع و اقسام کے جبر و قہر سے روپیہ وصول کیا جاتا تھا۔  
 جس سے غریب رعایا مفلوک الحال ہو گئی تھی۔ فیصلہ کارڈین نے پچاس ہزار روپیہ  
 ہسپانیہ میں جلاوطن کر دیا تھا۔

پہلی قسم "میسجٹ" الوہیت، اہل بیت اور بنیست حضرت مسیح کے جھگڑوں میں  
 پڑ کر سلیکٹروں و فرقوں میں تقسیم ورتقسیم ہو گئی تھی۔ منک، سن اور رہبان  
 لاکھوں کی تعداد میں آورو گرو اور ملک کے لئے خطرناک صورت اختیار کر چکے تھے۔  
 لہذا یہی تعداد کہ جسے کہ ان کے لئے بالمشاورۃ الشریعہ علیہ السلام یعنی شریعت کے مطابق  
 شہ تارک تارک رہا (احمد محمدی)

عراق عرب میں دو قومیں عثمان اور حیرہ جو مذہباً سچی تھیں آباد تھیں۔  
عثمان رومیوں کے اور حیرہ ایرانیوں کے حلیف تھے۔ دونوں سلطنتوں میں  
شخصی حکومت تھی۔ کبھی ایرانی غالب آتے تھے کبھی رومی۔ رعایا آئے دن  
کی لڑائیوں اور ٹیکسوں کی وجہ سے برباد اور خستہ حال ہو گئی تھی۔

اس وقت دنیا کی تمام قومیں مذہباً مشرک اور بت پرست تھیں ہر ایک قوم اپنے قومی بتوں کی پرستش اور ان کی تعظیم و تحکم میں مبالغہ آمیز ہے سربوہ افسانے بیان کرتی تھی۔ بتوں پر انسانی قربانیوں کا دستور عالمگیر تھا۔ بادشاہ وقت بھی کبھی کبھی اپنی پرستش کراتے اور اپنے آپ کو دیوتاؤں کی اولاد کہتے تھے جمشید و کیکاؤس ایران کے، فرعون مصر کے، سکندر یونان کا، اور چندر منشی اور سورج ہنسی ہندوستان کے، اور نمرود بابل اور نینس میندا کا، معاذ اللہ خدا یادوتاؤں کی اولاد کہلاتے تھے۔

قسطنطین اعظم نے جو چوتھی صدی عیسوی کے پہلے مروج میں گذرا ہے ایک بلند منار بنوایا۔ اور اُس میں حضرت عیسیٰ کی تصویر کے ساتھ اپنا نام معاذ اللہ خدا لکھوایا۔ مختصر یہ ہے کہ یہ زمانہ ”آئینۃ الاصلنام“ تھا۔

اطلاق و معاشرت کے لحاظ سے یہ بدترین زمانہ تاریخ دنیا میں شمار ہوتا ہے۔ شراب خواری، زنا کاری، قمار بازی عالمگیر اور قریباً تمام ممالک میں فخر گشتی اور اولاد گشتی مستحسن خیال کی جاتی تھی۔ بابلیوں، کلدانیوں، 'اسوریوں' یونانیوں اور ایرانیوں میں خواجہ سراؤں، لونڈیوں اور بے لہذا عورتوں کے ساتھ کھل کر کادمنور تھا۔ عورتیں بیہلہ اور قمار بازی میں باری یا جیتتی جاتی تھیں۔ یونانیوں میں ایفروڈائٹ کی 'رومانیوں میں وینس کی' بابلیوں کلدانیوں اور اسوریوں میں استارٹ اور مائی لٹاکی اور ان کے اتباع میں استارٹ اور مائی لٹاکی تمام مغربی اور متوسط ایشیا میں جیسا سو زور مخرب اخلاق پرستش جاری تھی۔ جس کا نمونہ ہندوستان میں شکتی اور رادھا کی عبادت میں دیکھا

کچھ بہا میں ان لوگوں کو سامعین پر سمیتہ و انوں میں شکار کیا گیا۔ یہ لوگ ایک خاص زبان اور خاص علم رکھتے، درپیشوائے دین مجھے بہا تھے (احمد رضا قادری)

اسٹار کا کلاہ والی کسی بڑے بڑے زمانے میں کوئٹہ بن حام بن فوج کی نسل سے متعقد و قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کا نام تھا جو اس مہمان میں رہتے تھے جس کا نام بعد کا کلاہ یا یا بابل مشہور ہوا۔ و انبیل کی

جاتا ہے۔ شولنگ اس پر مستزاد ہے۔ اگر نہیں مینوا میں اور کیکاؤس بہرام گور اور خسرو پرویز ایران میں، محو لہو و لعب اور منہک بہ عیش و نشاط ہیں تو ہندوستان میں کرشن جی شمسراج گوپیوں کے ساتھ کھیلتے ناچتے اور ہنسنے بجاتے دکھائے گئے ہیں۔ یہودیوں میں کثیرالادواجی کارولج تھا۔ حضرت داؤد کی تناؤ سے بیویاں نقیب اور پورا سو کرنے کے لئے متر درہتے تھے (عبدعق) اگر کالدیا اور اسیریا میں زنا کاری کے مندر تھے تو ہندوستان اور دیگر ممالک میں بھی ان کی کمی نہ تھی +

میگنڈر رشت یعنی مجوسیوں کے ہاں بخلاف دیگر ممالک دربارہ زنا مان بہن اور دختر کا امتیاز بھی اٹھا دیا گیا تھا +

جو شراب جام جمشید میں ڈالی گئی وہی بہرام گور اور خسرو پرویز کی گرفتار کا موجب تھی۔ اور اسی کے ساتھ سکندر اعظم نے پرسی پولس کو برباد کر کے چہل منار میں جشن منایا۔ اور وہی ہندوؤں کے ہاں "سوارس" کہلاتی تھی + الغرض یہ مینوں اُمّ النجاشٹ یعنی شراب زنا اور قمار سوساطی کے لئے موجب فخر و مبالات تھے +

اگر ہندوستان میں ذاتوں کی درجہ بندی نے انسان کو انسان سے جدا کر دیا تھا تو ایران میں بھی اسی امتیاز نے جو جمشید کے وقت سے چلا آتا تھا۔ نو شیرواں جیسے داؤد گور اور انصاف پسند بادشاہ کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ ایک پہچ کی کے لڑکے کو لکھنے پڑھنے کے لئے اجازت نہ دے + عورات کی ناگفتہ بہ حالت کا ہم پر ذکر کر آئے ہیں +

۱۰ ہم اپنی ذہانت و تعلیم کی رو سے مختلف تہذیبوں کو دیکھ کر ان میں اختلافِ مذہب و مذہب و مذہب کے برعکس ہرگز ان کو نیک نہ کہل پیغمبر اور مصلح سمجھنے میں اور کرشن جی سے شاید کوئی دوسرا ہندوستان میں بڑھ کر نہیں ہوا مگر امتداد زمانہ سے ہر اوز میں انہیں گوپیوں کے ساتھ کھول کر تے ہوئے دکھایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھگوت گیتا کی تعلیم کو لوگ بھول گئے تھے ۱۱ مہ

ساتویں صدی کے آغاز میں مسادات عامہ کا خیال تک ایک سنگین جرم سمجھا جاتا تھا۔ آزادی اور آزاد خیالی کا نام تک لینا گنہ عظیم تھا۔ حریت اور اور حریت نفس کے مفہوم سے دنیا نا آشنا تھی۔

یونانیوں، بابلیوں، کلدانیوں اور سوریوں کے پجاری ہندوؤں کے برہمن، یہودیوں کے اجزاء عیسائیوں کے پادری اور پوپ، تورانیوں کے ماگی، اور ایرانیوں کے موبد کل سپاہ و سفید کے مالک اور بہشت و دوزخ کے ٹھیکہ دار سمجھے جاتے تھے۔ عوام کا کیا ذکر خواص بلکہ بادشاہ تک ان کے محکوم تھے۔ اس کے علاوہ ”آؤنا“ کا تصور یعنی خدا انسانی شکل میں ہندوؤں میں عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ یسینی بھگوت گیتا کے ترجمہ میں کہتے ہیں :-  
پتھو آئین دین سست گردو بسے نہا ہم خور ایشیل کے

عیسائی مؤرخ پانچویں صدی عیسوی سے لیکر پندرھویں صدی عیسوی تک کے زمانہ کو جس میں پادریوں اور پوپوں نے عقل و فہم، ذہانت و فطانت فراست و درایت کا قتل عام کر دیا تھا۔ ”ازمنہ مظلمہ“ کہتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس دن سے پہلے یعنی سلسلہ حبیب محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام بمشور ہوئے کل روئے زمین کی انسانی جماعت کے متعلق یہ لفظ صادق آتا ہے۔ یہ وہ مبارک و مسعود دن تھا۔ کہ ”ازمنہ مظلمہ“ اور ”ازمنہ منورہ“ میں حد فاصل قائم ہوئی۔ دور ”آلبیتہ الاصفیاء“ کا اصولی طور پر خاتمہ اور دور توحید یعنی لا الہ الا اللہ کا آغاز ہوا۔

ایہا اکرام۔ ہم تو مسلمان ہیں الحمد للہ علی ذلک۔ اس وجہ سے مسلمان نہیں، کہ ہم مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے۔ بلکہ علی وجہ البیرت مسلمان ہیں۔ شہم الحمد للہ علی ذلک۔

تعلیم اسلامی اور اس کے رموز و نمائندہ پر غور کر لیں۔ ہمارے عقیدت

سے اتحاد و اجار ہم و رہبانم اربا یا سن و در اللہ۔ ان کے لئے حلول باری تعالیٰ راہ و جد و جدی

تھو ترجمہ جب آئیں ہیں میں کمزوری آجانی ہے تو ہم اپنے نہیں کیے ہیں بلکہ ان کے لئے ہیں راہ و جد و جدی

اور بھی بڑھ جاتی ہے مگر اس وقت بغیر انہ حیثیت سے نہیں بلکہ تاریخانہ لحاظ سے غیر مسلم دنیا کو خطاب کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا وہ تاریخ عالم میں کسی ایسے انسان کا پتہ دے سکتے ہیں جس نے یکہ و تنہا کیسی اور بے بسی کے عالم میں ایسی عالمگیر ضلالت، ہمہ گیر تھرو و طغیان، اور ایسے پراشوب زمانے میں جس میں روحانیت، سیاست، اخلاق و معاشرت بالکل فنا ہو گئے تھے۔ اصلاح دنیا کا بیڑا اٹھایا اور پھر اپنی زندگی میں ہر ایک اعتبار کے لحاظ سے اُسے از سر نو زندہ کر دیا۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر کیسی بول بھی ناوانی اور ناشکر گزاری ہے کہ ہم ایسے بزرگ انسان کی عورت و احترام میں کوئی دیکھ اٹھا رکھیں!!

ہمیں بتایا جائے کہ محمد عربی سے پہلے وہ کون انسان تھا۔ جس نے ”یہ رونی طاقت“ کی متوہمانہ عبادت چھڑائی۔ اور ”اندرونی طاقت“ کی عافلانہ پرستش سکھائی۔ ”یہ رونی طاقت“ کا لقب دنیا کو ”شُرک“ کی تاریک غار میں لٹکیا، اور ”اندرونی طاقت“ کی اطاعت اُس کو اُس پر نضامیدان میں لے گئی جس کا نام ”وحید“ ہے \*

گم گشتگانِ بادیہ ضلالت کو ”قوت ضمیر“ سے کام لینا سکھایا گیا اور عالمگیر قومیت کی بنیاد، وطن پر نہیں، آب و ہوا پر نہیں، ہم زبان پر نہیں، لوکانہ میوری پر نہیں، رنگ و روپ پر نہیں، اور نہ کسی اور عارضی بنیاد پر جیسا کہ حملہ یہ رونی رکھی۔ بلکہ ”مسلم“ کی قومیت کی بنیاد ایک عالمگیر اور ہمہ رس اصول ”وحید“ کے ماتحت ”دل“ کی آراستگی اور صفائی پر رکھی۔ اور اپنی زندگی میں اس بحث کا حل یوں کر دیا کہ گو کہ وطن مالوف ہے۔ مگر یہاں ”قوت ضمیر اور دل“ کی اطاعت آواز دہانہ طور پر نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے بھوائے ”إِنَّ الْأَذْوَاعَ اسْعَتْ“ اس عارضی وطن سے دہاں جانا چاہئے، جہاں ”دل“ اپنی قوت ضمیر سے آواز دہانہ کام لیا جاسکے۔ چنانچہ ۱۲۲۵ھ ہجرت کے واقعہ میں دنیا کے لئے یہی بصیرت

موجود ہے کہ اصل وطن ”دل“ ہے۔ اس کو آراستہ کرنا چاہئے۔ اور ظاہری وطن کی کورانہ محبت میں ”دل“ جیسی بے بہا نعمت کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ مولانا روم باوجودیکہ بیت اللہ ہمارا قومی مرکز ہے۔ اس نعمت کو یوں سمجھاتے ہیں کہ **دل بدست آور کہ حج اکبر است** اور ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است **کعبہ بنیا و خلیل آذر است** دل گذر گاہ و خلیل اکبر است

پس اسلامی قومیت کا مرکز و موحدانہ قلوب ہیں، خواہ ہم عربی ہوں یا چچی۔ ہم تاریخ دنیا میں اصلی سیاست کے مفہوم سے نا آشنا تھے۔ اور ملکی اعتبار سے سولے تبلیغی مذاہب کے کسی اور مذہب میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ ایک عالمگیرانہ اصول سیاست قائم کر سکے۔ ساتویں صدی کے آغاز میں دونوں سلطنتوں یعنی ایران اور روم کو جن کی بنیاد استبداد پر تھی، اسلامیوں نے نہج دکھایا اور سلفہ ہجری میں جب عمر بن عبدالعزیز تخت خلافت پر بیٹھے، ہم دیکھتے ہیں کہ دنیائے معلومہ کے ہر حصہ میں اسلامی سلطنت موجود تھی۔

رومانوں کی سلطنت کا تین چوتھائی حصہ اور ایرانیوں کی سلطنت کلہیۃ اسلامی امپائر میں داخل تھا۔ قادیسیہ میں ستم اور تہاوند میں شہ و سہمیں ایرانی شکست کھا کر عمر فاروق کے عہد میں حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ ہمیں بتایا جائے کہ باعتبار اخلاق و معاشرت اور اعلیٰ تمدن کے وہ کون تھا۔ جس ستم و تیا کو صراط مستقیم دکھایا وہ کون تھا۔ جس نے مغرب میں نو تفر اور مشرق میں بابائے ناک اور ایران میں قزایان اسلام پیدا کئے۔ یہ سلسلہ

لے ہندوں کا مذہب تلخی نہیں اس لئے ہندوستان میں کبھی امپائر قائم نہیں ہوئی یاں چند گرت اس کو کالنے امپائر باغی، مسیودہ و نوقی مذہب کے پیرو تھے جو تبلیغی مذہب ہے چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں جن کو بیوی حملہ آور بڑی آسانی سے نہ و بالا کر دیا کرتے تھے۔ ملک و تفر اور بابائے ناک مغرب اور مشرق میں ہمسور اور عظیم اسلامی سے متاثر ہوئے تھے۔ تمثیلاً ذکر کیا گیا ہے ورنہ ہزاروں ایسے ذکر گور ہیں جو دوسرے زمین پر فیضان اسلام کی زلہ رہا ہیں۔ آمند

غیر تنہا ہی سپرد اور ہم نے پہلے رسالوں میں اس سلسلہ کا یقین بقیون ہندوستان اور فرنگستان اجمالی استفہاد کیا تھا۔ جب واقعات کی یہ حالت ہے تو پھر وہ اسوۂ حسنہ اور مجتہد انسانیت کبریٰ جو ذات واحد پر پھر دوسرے کرتے ہوئے جان جو کھوں میں ڈال کر تمام دنیا کے مقابلہ میں سیرت الہیہ سے متقی ہو کر باوازلہ مند صداقت و حقانیت کا علم نصب کرتے ہوئے یہ کہے کہ

قُلْ إِنِّي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَامًا  
إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ هَـ قُلْ إِن صِلَايَ  
وَالْحَبْلَ وَشَيْئَايَ وَمَعَالِي لِيْلَهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ  
وَيَبْدَأُ الْخَلْقَ وَإِنَّ رَبِّي لَأَوَّلُ الْمُخْلِقِينَ ۝

پھر عزم و استقلال صبر و استقامت سے فرض رسالت بجالاتا ہوا کا خدا الناس کو یہ حقیقت نواہی پیغام سناسے کہ ”انا بشر مثلكم یوحی الی“ میں تم جیسا انسان ہو میرے ال پر الٹا ہوا ہے اور وہ یہ ہے ”أَنَا الْهَكَمُ الْوَاحِدُ“ تمہارا مبدی و مدی خدائے مدہ لا شریک ہے۔ ثمن کان یبرجوا القاعد ربہ لیعمل عملاً صالحاً ولا یضربوا بعداۃ ربہ احدًا“ پس جو خدا کو ملنا چاہے اُسے نیک عمل کرنا چاہیے اور کسی اپنے معبود کی عبادت میں شریک نہ بنانا چاہئے۔ ایمان بغیر عمل بیچ ہے اور عمل بغیر ایمان مستحکم بنیاد نہیں رکھتا۔ یعنی اعتقاد اور عمل لا اعتقاد دونوں کو ملا کر ذریعہ نجات قرار دے نہ محض اعتقاد سے نجات حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل صالح بغیر اعتقاد کئے جاسکتے ہیں۔ پس ایمان ”اور عمل صالح“ دونوں کے مجموعہ کو ہی انسانیت ٹھہرائے۔ توحید کے ماتحت سلسلہات علمہ اور اخوت نامہ دنیا میں لائے۔ انسان کو انسان اور پھر با خدا انسان بنا کر احسن التوفیق کی مسند پر بٹھالائے۔ کیا ایسا انسان عزت و احترام کا مستحق نہیں ہے اور ضرور ہے۔ جب تک انصاف پسندی راستبازی اور احساس فکر گزاری ہو جو رہیگا۔ انسانیہ ذرا زیادہ لائی ممنون رہیگی۔ نصف مزاج اور غیر متعصب متحقق

میں جس زمانہ کا دور دورہ ہو گا اس کا کوئی شریک نہیں اور جسے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے قریب و دوروں میں سب سے پہلا ذرا غور و ارادوں (۱) محققوں (۲)

لے کہ عارفانہ کچھ تیر تیر ہو گا۔ بعد عامر نے کہا دیا ہے جو دین غلط ہے تو دین غلط نہیں کہنے والا اور



طوعاً متعصب اور ہٹ دھرم مورخین کرتا، اس متعمد سکارم اخلاق کی صفت دینا  
میں رطب اللسان رہینگے وصلی اللہ علیہ اور کزو شد نور با پیدا

## ۵۔ مسلم ایران

اکمل ادیان عالم ہے تو اسے دین حنیف !  
آپ کی ہے تیرے حقے میں حیات جاوداں !  
ایہا الناس اکرم واشراف ہے تم میں مشقی -

ہے عبت یہ امتیاز ابن فلاں ابن فلاں +

ایہا الناس ”دور مشرکانہ“ میں ہم نے دیکھا ہے کہ ”اسوری“ یا تو ہم نادیدہ و پوچھا  
پر غالب آئی۔ اور ”اسوریوں“ کو ببلونیا والوں یعنی اہل بابل نے، اور اہل بلخ  
میدیا والوں اور ایرانیوں نے نیچا دکھایا۔ اور پھر اپنی نوبت میں ایرانیوں کو اہل  
مقدونیا نے فتح کیا۔ پھر اسکندر اعظم کے جانشینوں میں طوائف الملوک اور اس  
پر آشوب زمانے میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں، جن کے کھنڈروں پر ساسانیوں  
نے ایک طرف اور رومانیوں نے دوسری طرف اپنی سلطنتیں قائم کیں +  
ساسانیوں اور رومانیوں کا رزمگاہ کبھی نو ملک شام رہا اور کبھی ان کی باہمی  
کشاکش کا میدان ملک مصر تک وسیع ہو جایا کرتا تھا۔ ”دور مشرکانہ“ میں ہندوستان  
یونان، مصر، روم اور ایران قدرتِ ہند کی مدعی ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ  
ان تمام ممالک میں ”شُرک“ کے ماتحت بت پرستی اور بدکرداریوں کا دور دورہ  
نہا +

ہندوستان، یونان اور مصر کی مائی تھا لویجی، بکرنگ اور کیرساں۔ یہ ہند  
میں برہما، وشنو اور شیو کی تثلیث اور مزید براں لاکھوں ایتن اور دیوتا، یونان  
میں اپالو، منرو اور جوپیٹر کی تثلیث اور دیگر ہزار دیوی اور دیوتا مصر میں اسیس  
تھا اور ہورس کی تثلیث اور دیگر کئی ایک دیوی اور دیوتا روم میں بائبل یونان  
وہی بت پرستی جاری تھی جو یونان میں رائج تھی۔ عیسائیوں کی مشہور تثلیث باپ  
بیٹا اور روح القدس جو پال نے غالباً بائبل یا بتباع مصریوں، یونانیوں اور ہندوؤں

۱۔ ساسانیوں اور رومانیوں کے درمیان کشاکش کا دور دورہ تھا۔ ۲۔ ہندوستان میں ہندوؤں کی بت پرستی اور بدکرداریوں کا دور دورہ تھا۔ ۳۔ یونان میں اپالو، منرو اور جوپیٹر کی تثلیث اور دیگر کئی ایک دیوی اور دیوتا روم میں بائبل یونان وہی بت پرستی جاری تھی جو یونان میں رائج تھی۔ ۴۔ عیسائیوں کی مشہور تثلیث باپ بیٹا اور روح القدس جو پال نے غالباً بائبل یا بتباع مصریوں، یونانیوں اور ہندوؤں

۱۔ ساسانیوں اور رومانیوں کے درمیان کشاکش کا دور دورہ تھا۔ ۲۔ ہندوستان میں ہندوؤں کی بت پرستی اور بدکرداریوں کا دور دورہ تھا۔ ۳۔ یونان میں اپالو، منرو اور جوپیٹر کی تثلیث اور دیگر کئی ایک دیوی اور دیوتا روم میں بائبل یونان وہی بت پرستی جاری تھی جو یونان میں رائج تھی۔ ۴۔ عیسائیوں کی مشہور تثلیث باپ بیٹا اور روح القدس جو پال نے غالباً بائبل یا بتباع مصریوں، یونانیوں اور ہندوؤں

کے قائم کی تھی۔ عیسائی دنیا پر تسلط تھی۔  
 ایرانیوں کی بابت ہم بیان کر آئے ہیں۔ کہ اخیر میں وہ میگزرتشت تھا۔ تین  
 پرستی کے علاوہ اس میں ستارہ پرستی بھی زوروں پر تھی۔ مختصر یہ کہ دور مشرق کا  
 کی خصوصیات میں "بُت پرستی" زنا، شراب خواری، قمار بازی، غلامی، حسب و  
 نسب کا امتیاز، عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت اور ہر ایک ملک میں ذاتوں کی  
 درجہ بندی خصوصاً بچاریوں کا اقتدار اور ہر ایک امر جو انسانیت کی منافی ہو  
 تھا۔ بتوں پر انسانی قربانیوں کا دستور عالمگیر تھا۔ اخیر میں رہبانیت بھی قدم  
 جما چکی تھی۔ اور غالباً ہیمنہ سوسائٹی کے ساتھ ساتھ رہی۔ ہندوؤں کے سنیاسی  
 عیسائیوں کے رہبان اور دیگر اقوام کے عزت نفس، بزرگ اس کا نمونہ ہیں۔  
 "دور موصدانہ" آیا۔ یعنی ظہور اسلام ہوا۔ اور ہم کیا دیکھتے ہیں کہ "توحید" کے ماتحت  
 تمام روحانی، اخلاقی، سیاسی، اور معاشرتی برائیوں کا اصولی طور پر قلع و قمع  
 کیا گیا۔

بُت پرستی، زنا، شراب خواری اور قمار بازی کی ممانعت کی گئی۔ غلامی  
 منسوخ کی گئی۔ حسب و نسب کے امتیازات مٹا دیئے گئے۔ عورتوں کی حیثیت  
 ماں، بہن اور دختر کے لحاظ سے بڑھائی گئی۔ اولاد کشی اور دختر کشی کی مذموم  
 رسوم مسدود کی گئیں۔ دوا می، بیوگی سے نجات حاصل ہوئی۔ ذاتوں کی درجہ  
 بندی اور بچاریوں کا اقتدار اسلامی مساوات عالم کے سامنے گرہ ہو گیا۔ آزادی  
 آزا و خیالی اور جمہوریت کا زمانہ آیا۔ روحانیت اور جسمانیت کے ڈانڈے ملا دیئے  
 گئے۔ ایک طرف "ان الی ذلک المنتہی" کا معراج اور دوسری طرف "و ترفعنا  
 لک یومئذ" کا تہذیب و دل نواز آسنے سامنے کر دیا گیا۔ اور یہ دونوں کے امتزاج  
 سے وہ تمدن اور وہ قومیت قائم کی۔ جس کی ہیئت ترکیبی یک رنگ، جملین یکساں

شاہ و املا جود اماند اور غلامی رہی بھی تو یہ غلامی بھی جس پر آزادی و رشک کرنی تھی غلام کیلئے  
 و غلام اسلام میں بادشاہ، محدث، نقیبہ، عالم، فاضل اور ممتاز روزگار ہوئے ہیں ۱۲ منہ

عصر اس کی تفصیل طلب یہ کتاب جو حال میں بھی ہوتی ہے۔ مجھ سے ملو اگر دیکھنے (امجد زوی)

اور سیرت بے نظیر تھی۔ یہ آلہی الاصل جماعت جو غیر الامم کے ممتاز لقب سے ملقب اور "اخروجت للناس" کی مصداق تھی۔ "دین فطرت" یعنی تو اسے روحانی و جسمانی کے بے نظیر اعتدال سے مسلح ہو کر ابر رحمت کی طرح دنیا و جہان پر بھجائی۔ یہ ایک آلہی طاقت اور آسمانی قوت تھی۔ جس کا مقابلہ قضا و قدر کا مقابلہ اور جس کے سامنے کوئی دنیاوی یا دینی قوت نہ ٹھہر سکتی تھی اور نہ ٹھہری۔

دو ماہ کے قلیل عرصہ میں حضرت عمر کے عہد میں ایران پر اسلامی تسلط ہو گیا اور حضرت عثمان کے عہد میں کل ایران مسخر اور صدائے "لا الہ الا اللہ" سے معمور ہو گیا۔

ہاتھ میں قرآن لب پر نعرہ بھجیر تھا چوتھی تھی فتح و نصرت پاؤں اپنے بگیاں  
جوش تھا جوش آلہی تھی غرض تبلیغ تھی رک نہ سکتا تھا کسی سے اپنا سیلاب بگیاں  
اب ہم مختصر بیان کریں گے کہ اسلام نے ایرانیوں کے مذہب، زبان، علوم و فنون اور ان کے عادات و اطوار پر کیا اثر کیا۔

### ۱) اشاعت اسلام

آگنی ہے ساری نیام کر زنجیر پر آفتابے بن تھم ہو رہا ہے ضو و نشان  
ہو گیا روحانیت میں بھی طبعی انتخاب مذہب اسلام ہو گا مذہب آئین گاہ  
ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ "یزد گرد"، "مغرب یزد گرد"، "اخیر بادشاہ ساسانیان  
نہیہ" یا "ہیہ" میں کہیں بھاگ کر گنہامی کی حالت میں مر گیا۔  
ساسانیوں کے اخیر عہد میں طوائف الملوکی کا دورہ ورہ تھا۔ رواداری  
ڈالارلین کا نام و نشان نہ تھا۔ یہودی، عیسائی اور صابئین زبردستی اور جبر و  
اکراہ سے مجوسی بنائے جاتے تھے۔ مانویہ فرقہ عیسائیوں کا اور بد مذہب کے  
پیرو بھی اپنی قوت ضمیر کے مطابق مذہبی آزادی سے محروم تھے۔ "مویہ دربار  
سلا" اخذ از اشاعت اسلام مؤلفہ ڈاکٹر ازلہ مطبوعہ ۱۳۸۷ھ

صاحب مذہب کو قوم سامی نے عرب میں رواج دیا تھا۔ مشیت اور اور پس کو اپنا اپنی کہتے تھے یہ  
لوگ سات نمازیں مسلمانوں کی طرح اور کرتے تھے مردے کی بھی غار چستے تھے ایک ماہ قمری کے روزے

شاہی میں صاحب اقتدار اور سیاہ سفید کے مالک تھے۔ ایسے جبارانہ ماحول کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام الناس نے اسلامی افواج کا مقابلہ نہ کیا۔

حسب و نسب کا امتیاز ایران میں جمشید کے وقت سے جاری تھا۔ اور اب اس درجہ پڑ پہنچ گیا تھا کہ تجار، سرنکار اور دستکار نہ صرف ادب نے مخلوق اور کینہ سمجھے جاتے تھے۔ جیسا کہ ہندوؤں میں ”شودر“ اور ”داس“ بلکہ یہ وہ بدترین وحشی مخلوق تصور کئے جاتے تھے۔ جنہوں نے اپنے وجود سے پانی مٹی اور ہوا کو خراب کر دیا ہے۔

مسلمان تھوڑا سا جزیہ لے کر غیر مسلم کو فوجی خدمات سے سبکدوش اور تمام بنی نوع انسان کو آزادی اور آزاؤ خیالی کی نعمت سے مالا مال کر دیتے تھے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ موبدوں کے سوا تمام پارسی جوق در جوق مشرف باسلام ہو گئے۔

موبدوں یعنی بجاہریوں کو بھی اسلام قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے ”یزدان“ اور ”اہرن“ کے مقابلہ میں اسلامیوں کے ہاں ظاہری طور پر ”خدا“ اور ”شیطان“ کے تصورات جو ان کے عقائد مذہبی سے مشابہت رکھتے تھے محسوس کئے۔

ایران کے شمال میں جو قومیں بستی تھیں وہ ”اعلیٰ ہستی“ اور ”روح“ کے بقاء کی قائل تھیں۔ وہ بھی بطور خاطر دائرۃ اسلام میں داخل ہوئیں۔ یزدجرد کی صاحبزادی شہر بانو اہلبیتہ محترمہ حضرت امام حسین ہیں۔ جن سے سلسلۂ امامت اہلبیتہ مذہب کا چلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایرانی اماموں کو وارث خلافت سمجھتے اور مذہباً شیعی ہیں۔

رواداری کا یہ عالم تھا کہ معصم باللہ ۸۳۲ھ تا ۸۴۶ھ نے ایک مولوی کو جس نے صوبہ سندھ میں آتشکدہ ویران کر دیا تھا اور بجائے اس کے مسجد تعمیر کر دی تھی۔ سزائے تازیانہ دی۔ اور مسجد کو گر کر آتشکدہ پھر اپنی اصلی صورت

میں بنا دیا ۔

مورخ مسعودی رقمطراز ہے کہ دسویں صدی عیسوی میں صوبہ فارس، بختیان  
خراسان، اور آذربائیجان میں آتشکد سے موجود تھے ۔

آٹھویں صدی عیسوی کے اخیر میں امیر بلخ جس کا نام سامان تھا مسلمان  
ہو گیا۔ اُس نے اپنے بیٹے کا نام "اسد" رکھا۔ اس کی اولاد تالیخ اسلام میں خاندان  
سامانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ جنہوں نے ۳۷۰ تا ۴۹۹ء ایران میں حکومت  
کی۔ سامان "شاهان کیان کی اولاد سے تھا۔ خلیفہ مامون نے اس کے پسر اسد  
کی سرپرستی کی اور عمدہ ہائے جلیبہ پر اس کے پسران کو ممتاز کیا۔ جو بعد میں بانی  
جدید فارسی کے سرگرم سرپرست ثابت ہوئے ۔

نویں صدی عیسوی کے شروع میں خاندان قابوسیہ نے اسلام قبول کیا۔  
اور ۳۷۰ء میں کئی ایک خاندان دہلیم میں حلقہ گجوش اسلام ہوئے ۔  
۹۱۲ء میں حسن ابن علی نے جو ایک جلیل القدر عالم دین اور ماگیوں  
اور بُت پرستوں کے عقائد سے واقف تھا۔ طبرستان اور دہلیم میں اشاعت  
اسلام کی۔ اور ہزاروں آدمیوں کو مشرف باسلام کیا ۔

آٹھویں صدی عیسوی کے وسط میں عبد اللہ ابن میمون پیدا ہوا  
جس نے نویں صدی کے شروع میں فرقہ اسماعیلیہ میں مٹی روح پھونکی۔  
یہ شخص ملک میں انقلاب پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اس کے داعی "صوفیوں  
سوداگروں" اور پیشہ وردوں کے لباس میں جا بجا پھیل گئے۔ جو سامانوں کو  
ہمدی، یہودیوں کو مسیح موعود اور عیسائیوں کو فارقلیط کی خوشخبری سناتے تھے۔  
مگر آخر کار سلسلہ تبلیغ اس بات پر منتہی ہوتا تھا۔ کہ یہ سب مظاہر حضرت علی  
کے ہیں۔ جو سب سے افضل و اکمل اور سب سے بڑا نجات دہندہ ہے۔  
شیعہ اور اسماعیلیوں کو اس بات پر آمادہ کیا کرتے تھے۔ کہ وہ سنیوں کو برا بھلا  
کہیں۔ اس بنا پر کہ سنیوں کے اسلاف نے حضرت علی کا حق خلافت چھینا

اور اس کے بیٹوں پر سخت ظلم و ستم توڑے۔ پس اس نے مسیحیوں کو یہ پٹی  
 پڑھائی کہ حضرت علیؑ "فارقلیط" ہیں۔ اور ہندوؤں کو یہ کہا کہ حضرت علیؑ "شکو"  
 کا اوتار ہیں۔ \*

شمالی فارس اور متوسط ایشیا میں جا بجا بت پرستی جاری تھی۔ اور عام  
 یقین عامۃ الناس کے دل میں جاگزیں تھا۔ جو جوں کو توڑے یا پھر مت  
 کر چکا۔ دفعۃً م جائیگا۔ ابن قتیبہ سمرقند میں گیا اور بتوں کو آگ لگا کر خاک  
 سیاہ کر دیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر لوگ گروہ درگروہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔  
 بخارا اور سمرقند میں مدت تک لوگ اسلام کی مخالفت پر نکلے رہے۔  
 مسلمان مسجد میں مسلح ہو کر نراذ کے واسطے جاتے تھے۔ \*

یادشاہ کابل مامون کے عہد میں مسلمان ہوا۔ \*

ماوراء النہر میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تا ۸۰۹ھ کے عہد  
 میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اور کچھ لوگ ہشامؒ تا ۸۰۵ھ کے عہد  
 میں مسلمان ہوئے۔ \*

آخر کار معتصم باللہ عباسیؒ تا ۸۳۳ھ کے عہد میں عام طور پر  
 اسلام ملک ایران میں پھیلا۔ جو درجہ قوم ترک کے لوگ خلیفہ کے دربار  
 میں جاتے اور اسلام قبول کرتے تھے۔ کئی ایک ترک سلسلہ ملازمت میں  
 منسلک کئے گئے۔ \*

دسویں صدی عیسوی کے وسط میں ایک خاندانی امیر مسلمان ہوا۔ اور پھر  
 اس کے سب ارکان خاندان اور تبعین بھی مسلمان ہو گئے۔ مختصر یہ کہ وہ تمام  
 ترک جو بحیرہ قزوین سے ملک چین کی حدود تک ایک وسیع خطہ پر پھیلے ہوئے  
 تھے۔ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور باقی ماندہ اتراک سے جو غیر مسلم تھے  
 متبیز ہونے کے لئے "ترکان" کہلائے۔ \*

خاندان ایلاک خاں کے ساتھ مل کر ایک ترک "سلجوق" نام ملک میں لائیاں

اور تساو کرتا رہا۔ آخر کار سلجوق ۹۵۶ء میں مع اپنے خاندان کے شہر بخارا میں گیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کا خاندان تاریخ اسلام میں ”سلاجقہ“ کے نام سے نامزد ہے۔ اس خاندان میں بڑے مشہور اور نامور بادشاہ گذرے ہیں۔ مغربی ایشیا میں انہیں کی وجہ سے سلطنت اسلام مستحکم ہوئی۔

جب بارہویں صدی عیسوی کے اخیر میں خاندان سلاجقہ کمزور ہو گیا اور سوائے ایشیا کو چپک کے ان کا اقتدار باقی ممالک میں کم ہو گیا۔ محمد غوری خراسان سے مشرق کے اطراف میں بادشاہ بن گیا۔ اور اپنی فتوحات کو شمالی ہند تک لگیا۔ اس زمانہ میں عام طور پر افغان مسلمان ہوئے اور عرب و اعظا جابجا متعین تھے جو تبلیغ اسلام کرتے تھے۔

۱۱۱۷ء چنگیز خاں تاتار سے نکلا۔ خراسان سے لیکر ملک شام تک اسلامی ممالک تاخت و تاراج کئے۔ آباد اور سرسبز ملک کو جنگل بنا دیا۔ شہر ہرات میں ایک لاکھ کی آبادی تھی۔ صرف چالیس آدمی قتل عام سے بچے جو کہیں بہا کی غاروں میں چھپ گئے تھے۔ بخارا کی اینٹ سے اینٹ بچ گئی۔ مسجدوں میں گھوڑے باندھے گئے۔ چالیس لاکھ انسانی جانیں اس ملک آشوب حملہ میں ضائع ہوئیں جو بچ گئے۔ وہ غلام بنائے گئے۔

سمرقند بلخ اور کئی ایک دوسرے شہر جو متوسط ایشیا میں واقع ہیں۔ برباد اور تباہ کئے گئے اور کچھ عرصہ بعد یہی حال بغداد کا ہوا۔

مورخ ابن الاثیر ان واقعات کو تاریخ میں جگہ دیتے ہوئے لڑتا ہے۔ اور درد بھرے دل سے یوں نغاں سنچ ہے ”کہ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ کاش میں اس حاوۃ ناجعہ کے وقوع سے پہلے مر گیا ہوتا۔ آدم سے لیکر تائیں دم ایسا جو رستم ایسا قتل عام اور ایسی خونریزی نہیں ہوئی اور غالب ہے کہ اس کے بعد بھی کبھی نہ ہو“۔

چنگیز خاں کے مقبوضات اس کے چار پسران میں حسب ذیل تقسیم

کئے گئے ۛ

مشرقی حصہ اکتائی خاں۔ خاقان لقب کو دیا گیا۔ بعد میں اس کی ولاد  
میں سے قبولی خاں نے ملک چین کو بھی اس میں ملا لیا ۛ  
متوسط ممالک جگنائی خاں کے حصہ میں ۛ  
مغربی حصہ بانو خاں کے حصہ میں آیا ۛ

فارس خاص طولوی خاں چوتھے لڑکے کے قبضہ میں آیا۔ اس چوتھے  
حصہ میں ہلاکو خاں نے جو طولوی خاں کا پسر تھا۔ ایشیا کو چاک بھی شامل  
کر لیا۔ اور ”ایل خانی“ خاندان کے بنیاد ڈالی۔ کہتے ہیں کہ ہلاکو خاں کا پسر  
مکودار سلمان ہو گیا تھا۔ مگر پورے طور پر یہ بات متحقق نہیں۔ مکودار کا نام احمد  
رکھا گیا۔ اس پر ترکوں نے اُسے ستلہ میں بسپر رستی ارغواں قتل کر دیا ۛ  
منگول یعنی چنگیز خانی ”شامانی“ مذہب تھے۔ اعلیٰ ہستی کو مانتے تھے  
مگر عبادت شیطان اور ارواحِ جدیدہ کی کرتے تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے  
اور ان پر انسانی قربانیاں چڑھاتے تاکہ ان کا غصہ و غضب فرو کیا جائے ۛ  
مختصر یہ ہے کہ اُن کا نظام مذہب کوئی نہ تھا۔ بدھ، عیسائی، اور  
مسلمان ان کو اپنے اپنے مذہب میں لانے کے لئے ایک دوسرے کے  
رقیب بن گئے۔ تاریخِ دنیا میں یہ واقعہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ کہ  
باوجود یکہ اسلامیوں نے ان کو مسلمان بنانے کے لئے وہ سر توڑ کوشش نہیں  
کی جو عیسائیوں اور بدھوں نے کی تھی۔ تاہم مسلمان اپنے عقیدہ کی صداقت کی  
دہ سے ان کو مسلمان کر رہے ہیں۔ کیا یہ بے نظارہ بے نظیر ہے۔  
جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صداقت کا بول ہمارے ہمیشہ بالارہیگا۔ چین میں منگول  
بدھ مذہب سے متاثر ہوئے۔ چودہویں صدی عیسوی کے شروع میں بدھ  
مذہب کے موثرات ان پر غالب آگئے تھے۔ ملکِ نپت کا لانا، ان کو بدھ مذہب  
میں لانے کے لئے زیادہ سہولتیں چنانچہ منگول منگولیا کے اب تک



بد مذہب کہے بیروہیں \*

نظریہ فرقہ کے عیسائی ساتویں صدی عیسوی میں مقیم ایران ہو چکے تھے۔ اور اُس پر طرہ یہ کہ چنگیز خاں اور اس کے بیٹے اکتائی خاں کی بیماری سیویاں عیسائی مذہب تھیں۔ ان وجوہات سے عیسائیوں کو یہ اُمید بندھ گئی تھی کہ منگول ان سے ملکر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے \* آرمنیا کا عیسائی بادشاہ تھیودام جس نے ہلاکو خاں کو تباہی لگوا دی پر ابھارا تھا۔ اس کا بھی منگولوں کے ساتھ ساز باز تھا \*

سینٹ لونی نے بھی ایک مشنری پادری تبلیغ عیسائیت کے لئے منگولوں میں بھیجا۔ پادری، منگول بادشاہ کو ملا اور باہم تحفہ تحائف ایک دوسرے کو دئے گئے۔ اس مشن کا نتیجہ یہ ہوا کہ نسطوریوں آرمنیادالوں اور سنٹ لونی کے متضاد عقائد کا اثر منگولوں پر یہ ہوا کہ ان اختلاف عقائد میں عیسائیوں کا مذہب ان کو سچا معلوم نہیں ہوتا تھا \*

جو شخص کسی جانور کو اسلامی طریق پر ذبح کرتا تھا۔ چنگیز خاں اُسے مروا ڈالتا۔ اور اس کے پوتے قبولی خاں نے بھی اس امر میں اپنے دادا کا تتبع کیا۔ جاسوسوں کے واسطے انعام مقرر کر رکھے تھے کہ اسلامی ذبح کا پتہ لگائیں \*

۱۲۶۶ء سے لیکر ۱۲۹۱ء تک منگولوں کا میلان طبیعت عیسائیت کی طرف رہا۔ اور عیسائی مشنریوں کی ترغیب سے مسلمانوں پر سخت ظلم اور تشدد کیا جاتا تھا \*

آرغو خاں جو تھا ایل خانی بادشاہ ۱۲۸۶ء تا ۱۲۹۱ء مسلمانوں کا ایسا مخالف تھا کہ جس شخص کا اسلامی نام ہو ملازمت سے موقوف کر دیتا تھا جو ردِ حفا کی کوئی انتہا نہ تھی۔ منگول مسلمانوں کو گھوڑوں کی دم کے ساتھ باندھ کر گھسیٹتے تھے \*

تیرھویں صدی عیسوی کے وسط میں کچھ کچھ منگول مسلمان ہونے لگے۔ برقا خاں ایک ایل خانی رئیس کو ۱۲۵۷ء میں دو مسلمان سوداگروں نے جو بخارا سے آرہے تھے۔ اُس کے چند سوالات کا موزون جواب دیکھو مشرف باسلام کیا۔

اُدھر ہلاکو خانی منگولوں میں برقا خاں اور اس کے بیٹے اباقا خاں کی بیویاں عیسائی مذہب کی تھیں۔ اباقا خاں کی بیوی قیصر روم یعنی شاہ قسطنطنیہ کی دختر تھی۔ اس بنا پر ہلاکو خانی منگولوں، اور بازنطینی یعنی مشرقی سلطنت روم میں پرلے درجہ کارابطہ ایجاد تھا۔

اباقا خاں کو بائینمہ عیسائی مسیحی بناتے ہیں کامیاب نہ ہوئے۔ مگر خدا کی شان اس کا پسر لو کو دارخاں مسلمان ہو گیا۔ اور اسلامی نام محمد خاں رکھا۔ اس کے اسلام لانے پر اکثر تاتاری مسلمان ہو گئے۔ مورخ و صاف رقمطراز ہے کہ اس نے ایک خط بادشاہ مصر کو لکھا۔ جس میں اپنے اسلام قبول کرنے کا حال شرح و بسط سے تحریر کیا ہے۔ یہ خط جو اخلاق، اخلاص، اور فضائل کا بہترین نمونہ ہے۔ آج تک محفوظ ہے۔ اس نے قاضی اور دیگر عہدہ داران نظام سلطنت کے واسطے مقرر کئے۔

منگولوں میں یہ تبدیل مذہبی و بنیادیکھ رہی تھی اور اس کا ایسا اچھا اثر ہوا کہ گو اس کے جانشین کچھ مدت تک مائل بعیسائیت رہے۔ مگر آخر کار ۱۲۹۵ء میں غازاخاں ایل خانی مسلمان ہو گیا۔

غازاخاں ابتدا میں بد مذہب کے عقائد کو پسند کرتا اور بدھوں میں ہی اس کی پرورش ہوئی تھی۔ بدھوں کے لئے چند مند رہی بنوائے تھے۔ مگر صاحب علم اور بڑے پایہ کا عالم تھا۔ اُس نے بدھوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے باہم مباحثات دینی کرائے۔ عقائد اسلام کی صداقت اور حقانیت اس کے دل نشین ہو گئی۔ اور پھر جمع میں مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ ساتھ

ہزار ترک مشرف باسلام ہوا \*

غازا خاں کا بھائی "خدا بندہ" جس کی والدہ عیسائی تھی ۱۳۱۵ء میں مسلمان ہوا۔ یہ فارس کا بادشاہ تھا۔ بادشاہ کے اسلام لانے پر تمام ملک فارس مشرف باسلام ہو گیا۔ اس کا لڑکا سلطان ابوسعید بڑا ویندار مسلمان تھا۔ جو ۱۳۱۶ء میں فوت ہوا \*

برقہ خاں ۱۳۱۶ء تا ۱۳۱۷ء نے اسلام قبول کیا۔ مگر بعد میں مرتد ہو گیا۔ پھر ۱۳۲۲ء میں پتلا مسلمان ہوا \*

نوق لوق تیمور خاں کو ۱۳۱۷ء تا ۱۳۲۳ء جمال الدین کے بیٹے شیلیدین نے مسلمان کیا \*

ازبک خاں ۱۳۱۳ء تا ۱۳۲۰ء کی رواداری بہ تعلق دیگر مذاہب مشہور ہے۔ عیسائیوں کو چار لڑاؤں کا عطا کیا۔ ۱۳۱۷ء میں پوپ "جاں" نے جو بائیسواں پوپ تھا۔ ازبک خاں کی تعریف میں ایک مبسوط خط لکھا اور سلامی رواداری کی صفت و ثنا کی۔ اب خواجہ کمال الدین کی طرف نظریں اٹھتی ہیں۔ لارڈ ہیڈلے سیف الرحمن مسلمان ہو گیا ہے۔ اگر چند اور میر پا رہینٹ مسلمان ہو جائیں تو ساری سیاسی گتھیاں حل ہو جائیں۔ اور پارلیمنٹ اپنی ہو جائے۔ انشاء اللہ اس کا مشن کامیاب ہو گا۔ کیونکہ خدا حق و صداقت کا ہمیشہ معاون رہا ہے \*

دب) ملکی اور مذہبی تاریخ { کے صدر نشین رہے۔ ان چاروں خلفاء میں سیاسی لحاظ سے حضرت عمر فاروق ۶۳۴ء تا ۶۴۴ء ممتاز ہیں \*

حضرت ابو بکر کے خلیفہ منتخب ہونے کے وقت ایک طرف انصار اور دوسری طرف کسی حد تک بنو ہاشم کشیدہ تھے۔ اگر حضرت عمر بر وقت اور بر محل اپنی پرور

سے ماخوذ از سنن السنائی کلویڈ یا تاریخ اسلام اور روح الاسلام مصنفہ سید امیر علی تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی رشتہ العجم مولانا شبلی وغیرہ۔ منہ

شخصیت کی وجہ سے فیصلہ نہ کر دیتے تو معلوم نہیں کیا ہوتا!۔  
 حضرت عمرؓ کو حضرت ابو بکرؓ نے منتخب فرمایا۔ انہوں نے ہر ایک اعتبار سے  
 عثمانؓ خلافت بڑھائی۔ ان کے کارنامے تاریخ اسلام کی ضخیم جلدوں میں آڑیں  
 حروف میں لکھے ہوئے ہیں۔ اُن کی وفات پر حضرت عثمانؓ منتخب ہوئے۔ اور  
 حضرت عمرؓ کے بنائے ہوئے کام کی وجہ سے چند روز امن و امان سے امور  
 خلافت انجام دیئے۔ ان کے عہد میں تاریخ اسلام میں ایک اور لفظ یعنی "نہایت"  
 کا اضافہ ہوا۔

بنو امیہ کے ساتھ اُن کے مراعات مشہور ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا کاتب  
 مروان سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ افسوس کے ساتھ حوالہ قلم کیا جاتا ہے کہ مروان  
 کی وجہ سے مسلمانوں میں باہم خانہ جنگی ہوئی۔ جس میں حضرت عثمانؓ شہید  
 کئے گئے۔ تاریخ اسلام میں یہ سب سے پہلی "خانہ جنگی" ہے جو باہم مسلمانوں  
 میں ہوئی۔

اسلام میں دوسری خانہ جنگی "جنگِ حمل" کے نام سے مشہور ہے جس میں  
 طلحہ اور زبیرؓ صحابہ کرام جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے کام آئے۔  
 اسلام میں تیسری خانہ جنگی "جنگِ صفین" کہلاتی ہے۔ جس میں عمرو بن  
 عاصؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کی ساوہ لوحی سے فائدہ اٹھایا۔

اس موقع پر تاریخ اسلام میں دو اور الفاظ اضافہ ہوئے۔ شیعانِ علیؓ اور  
 خوارج۔ سلمہؓ میں خوارج نے حضرت علیؓ کو کوفہ کی مسجد میں شہید کیا۔ یہ لوگ  
 تاریخ اسلام کے (انسلسٹ) ہیں۔ "انکم اللہ" ان کا مانو ہے۔ شیخین کے  
 سوا کسی کی خلافت تسلیم نہیں کرتے۔ اُن کا مجموعہ اخلاق نہایت سخت ہے  
 براہِ منت کی پالیسی کو پسند نہیں کرتے۔

بنو امیہ کے عہد میں جب زبیرؓ ۶۴۹ء تا ۶۸۳ء دمشق میں حکمران تھا  
 جو تھی خانہ جنگی بتمام کر بلا واقع ہوئی۔ جس میں حضرت امام حسینؓ علیہ السلام

سج متعلقین شہید ہوئے۔ یہ واقعہ تاریخ اسلام میں مصیبت مغلطی ہے۔ جس کے دہرے سے قلم لرزتا ہے۔ سینکڑوں کتابیں لاکھوں مرثیے اس واقعہ کی یاد میں لکھے گئے ہیں۔ اور ہر سال پرم عاشورا پر اسلامی حلقوں میں ماتم عظیم کیا جاتا ہے \*

بنو امیہ سوائے حضرت عمر بن عبد العزیز کے تاریخ اسلام میں ظالم اور جار مشہور ہیں۔ شخصی حکومت کے دلدادہ تھے۔ ۶۶۱ء تا ۷۵۰ء ان کی حکومت رہی۔ چودہ خلفاء یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے۔ "امزم شورے" بیستم کی طرف ان کو مطلق توجہ نہ تھی \*

بنی امیہ کے خلاف جو سازشیں کی گئیں۔ اور جن کے باقی مباتی بنو عباس تھے۔ بظاہر بنی فاطمہ کو تخت خلافت کے لئے سیاسی وجوہات پر سامنے رکھا گیا۔ لیکن درپردہ ابو مسلم خراسانی "بنی عباس" کی ترغیب سے انہی کے واسطے کوشش کرتا تھا۔ چنانچہ انجام کار ایسا ہی ہوا۔ کہ بنی فاطمہ بیچارے سلطنت سے محروم رہے۔ بنی امیہ کے اخیر عہد میں "بنو ہاشم" کی جگہ ملکی وجوہات پر بنی فاطمہ "اور بنی عباس" کا لفظ استعمال ہونے لگا \*

عہد امیہ میں ایک گورنر کو قہ میں رہتا تھا۔ جس کے ماتحت ایک نائب گورنر مرو دار السلطنت خراسان میں رہتا تھا \*

خلفاء زمانہ جاہلیت کے قہے اور اشعار سنا کرتے تھے۔ پھر شعر خوانی کی بجگہ سرودنے لی۔ گو گویتے اطراف و اکناف سے دمشق میں جمع ہو گئے۔ رقاصہ عورتیں جو ناچتی اور گاتی تھیں شہر میں آ گئیں۔ اس لئے معوز خانو نہیں مل سکتے رکھی گئیں \*

سید امیر علی کہتے ہیں کہ ایرانیوں کے ساتھ میل ملاپ کی وجہ سے پردہ مسلمانوں میں آیا۔ اور کثرت سے رواج پا گیا۔ مگر تاہم خلیفہ متوکل علی اللہ ۸۴۷ء تا ۸۶۱ء عورتوں کو آزادی رہی۔ اور وہ محفلوں میں اور جلسوں میں ۲۳۲ھ

میں شامل ہوتی رہیں۔ اور مسافروں کی مدارات کرتی تھیں۔ ابو صفیاء اور ابو یونس  
دو عورتوں کے نام لکھے ہیں۔ کہ وہ بڑی فاضلہ اور خطیبہ تھیں۔ ابو طیب محمد  
سنتہم ایک عورت کے ساتھ کھلم کھلا مکالمہ کرتا ہے۔ اور اس عورت کا باپ  
اپنی لڑکی کے ساتھ اُس کی ملاقات کرتا ہے۔ سید امیر علی شہد فردوسی کا  
ایک شعر نقل کرتے ہیں۔

دولب پُرنزدہ دُوخ پُرنغم برفتار نیکو بخت ارگرم  
مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ایران میں پردہ کی رسم بہت پڑاتی ہے چنانچہ  
شاہنامہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے \*

ابتداءً زمانہ بنی امیہ میں سیدہ سکینہ فقیہہ محدثہ، اور شاعرہ تھیں۔  
ہشام کے عہد میں ۱۱۵ھ میں فوت ہوئیں۔ ان کا پہلا خاوند مصعب بن  
زبیر جو لڑائی میں مارا گیا۔ دوسرا خاوند عبداللہ حطامی۔ اور تیسرا خاوند حضرت  
عثمان کا پوتا تھا۔ اس سے بچہ چلتا ہے کہ اعلیٰ خاندانوں میں دواخی ہوگی سے  
اجتناب تھا۔ ولید اول کی ملکہ نے ۱۱۵ھ تا ۱۱۶ھ حجاج کو ایک نصیح و  
بلغ تقریر سنائی جو مشہور ہے۔ رابعہ بصری بھی اس زمانہ میں تھی \*

جعفر صادق مدینہ میں فلسفہ پر لکچر دیتے تھے۔ خواجہ حسن بصری المتوفی  
۱۱۵ھ ان کا شاگرد اور واصل بن عطا معتزلی المتوفی ۱۳۱ھ حسن بصری کا  
شاگرد تھا۔ زید سوم ۱۲۷ھ اور مروان دوم ۱۳۲ھ تا ۱۳۴ھ بھی معتزلہ تھے  
جہم بن صفوان خراسانی اور بعض اس کو سمرقندی کہتے ہیں۔ شاگرد جہم بن  
دراہم ہمعصر مقاتل مفتی بنی تھا۔ جس کی تفسیر سے امام شافعی استفادہ کرتے  
ہیں۔ جہم المتوفی ۱۲۸ھ کی تصنیفات سے اشاعرہ اور معتزلہ نے فائدہ اٹھایا۔  
شخصی حکومت کا مخالف تھا۔ دربارہ امامت بنو امیہ مع خاندان پیغمبر اپنا امام  
بنو عباس اپنا امام اور خواہ راج عام طور پر سب سے الگ اور اپنے امام کے  
پیچھے ہان پڑھتے تھے \*

لکھنؤ۔ بیہاول پور۔ تھانہ۔ نہ سکینہ بکسر ثانی جس طرح عوام میں مشہور ہے (احمد محمد علی)

یامشتر المسلمین! قبل اس کے کہ ہم آگے بڑھیں۔ یہاں ایک عجیب حکمت ان بزرگواروں کی ہدایت اور بصیرت کے واسطے درج کیا جاتا ہے جو سیاسی خواب دیکھا کرتے ہیں۔ اور ایک بات کی دھن میں نہ آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ۔ نہ اقتضاء وقت پر عمل کرتے ہیں۔ نہ ماحول پر نظر۔ اندھا دھند ایک مجہول امر کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

میں نے صدر اول میں خانہ جنگیاں باہم مسلمانوں میں گناہیں۔ اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ قرون اولے کے مسلمان بلحاظ دیانت، امانت، صداقت، اخلاص اور ایثار وغیرہ فضائل کے ایسے بنظیر بزرگ تھے جن کا نظیر تاریخ دنیا نے نہ کبھی پہلے دیکھا۔ اور نہ کبھی آئندہ دیکھے گی۔ اُسوۂ حسنہ "اِنَّكَ تَعَالٰی خَلِیْقٌ عَظِیْمٌ" کو انہوں نے خود دیکھا۔ فیض صحبت اُٹھایا۔ او اپنی آنکھوں سے بلکہ خود اپنے نہیں دیکھا۔ کہ صدیوں کی جدی اور پرانی دشمنیاں پھلا کر باہم دو قالب و یک جان بن گئے ہیں۔ اپنے پروردگار کی وہ نعمت اور احسان یاد کرو۔ کہ تم باہم سخت ترین دشمن تھے۔ تالیف قلوب پیدا ہوئی اور تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ قَالَتْ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاصِحْتُمْ بَعْمَتِهِ اِخْوَانًا۔ یہ جماعت صحابہ کرام جو پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے مشہور ترین مصلحان قوم اور پیغمبروں کی سوانح عمریاں پڑھیں۔ ان کے مقابلہ کا کیا ذکر میں نے اس انوت تامہ کا عشر عشر بھی نہیں پایا۔

پھر فرمائے وہ کونسی وجہ محرک تھی۔ جس کے باعث دربارہ خلافت وقات جناب پیغمبر پر کشیدگی پھر شہادت عثمان پھر جنگ جمل پھر جنگ صفین اور پھر واقعہ کربلا ظہور میں آیا۔

میں ان واقعات میں سوائے واقعہ کربلا کے کہ وہ مذہبی پہلو لئے ہوئے ہے۔ اور اس میں بھی نیرید کی طرف سے محض دنیوی لالچ تھا۔ کوئی مذہبی

اہمیت نہیں دیکھتا۔

سر سید مرحوم سے کسی شیعہ بزرگ نے لکھنؤ میں پوچھا تھا۔ کہ دوبارہ خلافت اور انتخاب حضرت ابوبکرؓ آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے فرمایا بھائی اگر میں اس وقت موجود ہوتا۔ تو اپنا ڈول ڈالتا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ دہر تھی حُصَب دُنیا یا حُصَب جاہ“

جب قرون اولے کے مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ اور یہ حالت کسی غیر کے مقابلہ میں نہیں۔ بلکہ باہم مسلمانوں میں اور وہ مسلمان بھی کون؟ صحابہ کرام۔ تو اندازہ کر لیجئے کہ جب ہمارا مقابلہ کسی حق کے حاصل کرنے کے لئے کسی غیر کے ساتھ ہوگا۔ تو کیا تم خود یا وہ غیر اپنے اپنے قدح کی خیر نہ منائے گا۔ اس سے انکار کرنا فطرت انسانی اور خاصہ طبیعت سے انکار کرنا ہے۔ انسان ”جلب منفعت اور دفع مضرت“ پر مجبول ہے۔ پس ہمیں عقل و وراندیش سے کام لینا چاہئے۔ اور معاملہ کے ہر پہلو پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے میدان سیاست میں جو واسعہ پر خاں ہے۔ گامزن ہونا چاہئے۔ جن طلبی ضروری امر ہے مگر ایسا نہ ہو کہ آخر کار تمہاری قومیت اور شخصیت بھی فنا ہو جائے۔ ہم انسان ہیں دنیا میں رہتے ہیں۔ دنیا وہ جس میں مصاف زندگی جاری ہے۔ ہم آسمانی نہیں۔ فرشتے نہیں۔ زمینی ہیں اور زمین پر رہتے ہیں۔ حُصَب دُنیا اور حُصَب جاہ بسا اوقات رحم اور انصاف کو بالائے طاق رکھ دیتی ہے۔ اور یہ سیاسی ظلم انفرادی حالت میں ایسا شدید نہیں ہوتا جیسا کہ اس حالت میں جب قوموں میں باہم کسی بات پر مقابلہ ہو۔ زبردست قوم زبردست کو نکل جائے گی۔ اگر دونوں قومیں باہم قوت میں مساوی ہیں۔ تو ان میں دونوں کی حیات کے لئے ایک سمجھوتہ ہو جائے گا۔ فتدبر۔ میں نے اس موضوع پر اپنے ایک کچر میں اسی پلیٹ فارم پر بعنوان ”مخود غرضی اور اس کا علاج“ مفصل بحث کی تھی۔



ہے مصاف زندگی میں موت یاں کمزور کی۔

یو ریا بستر پیٹیں سب ضعیف و ناتواں +

**حضرات!** جملہ مترضہ کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ "بنو امیہ" کے بعد بنو عباس کا عہد شروع ہوتا ہے۔ عہد خلفاء عباسیہ ۱۷۹ھ تا ۱۲۵۸ھ اس میں سینتیس<sup>۳</sup> خلیفہ تخت نشین ہوئے۔ ۳۵۸ھ کے بعد بھی اس وقت تک کہ عثمانی ترکوں نے ان سے خلافت باضابطہ حاصل کی برائے نام چند خلیفہ تخت پر بیٹھے۔ مگر وہ کسی شمار و قطار میں نہیں +

ہم جسٹہ جسٹہ صرف ان واقعات و حالات کا اظہار کریں گے۔ جو خصوصیت کے ساتھ موضوع خطبہ یعنی ایران سے متعلق ہیں۔ مگر فہم مطلب کے لئے ضروری ہے کہ بنی عباس، امامان اثنا عشریہ، زیدیہ اور اسماعیلیہ کا شجرہ نسب لکھ دیا جائے +  
نوٹ۔ جہاں صرف "سنہ" لکھا ہوتا ہے تاریخ وفات اور جہاں "سنہ تا سنہ" لکھا ہو وہ خلیفہ کی حالت میں تاریخ جلوس و وفات بادشاہ کی صورت تاریخ جلوس و وفات۔ اور دوسرے اشخاص کی حالت میں تاریخ پیدائش و وفات سمجھنا چاہئے +

بنو عباس

عباس ۳۲ھ وفات

عبد اللہ معروف بن عباس ۳۷ھ وفات ۱۱۹ھ

یعنی قبل از ہجرت تین سال پیدائش +

علی ۷۱ھ وفات

محمد ۱۲۵ھ وفات

ابراہیم عبد اللہ ابوالعباس المعروف سفاح خلیفہ اول بنو عباس ۱۷۹ھ تا ۱۸۵ھ

## شجرہ امامت اثنا عشرہ المعروف شیعہ اسماعیلیہ

حضرت علیؑ وفات

(۲) حسن مجتبیٰؑ

(۳) حسین شہید کربلاؑ

(۴) زین العابدینؑ - ولید اولؑ - یحییٰؑ - محمدؑ - عیسیٰؑ - عہد میں فوت ہوئے

(۵) محمد الباقرؑ - ہشامؑ کے عہد میں فوت ہوئے۔

(۶) اسماعیلؑ قبیل نوالد فوت ہوئے (۷) احمد صادقؑ (۸) منصور عباسیؑ کے عہد میں فوت ہوئے

(۹) محمد مختوم اخیریؑ (۱۰) موسیٰ کاظمؑ - ۱۲۳ھ - زارونؑ - رشید کے عہد میں وفات

(۱۱) علی الرضاؑ - سامون کے عہد میں وفات

(۱۲) تقیؑ - ۲۲۰ھ - محکم باللہؑ - ۲۳۳ھ - تاجؑ کے عہد میں وفات

(۱۳) تقیؑ - ۲۶۷ھ - معتمد علیہؑ کے عہد میں وفات

(۱۴) عسکریؑ - ۲۶۷ھ - مستمد علیہؑ کے عہد میں وفات

(۱۵) ہمدیؑ جو امام غائب ہیں ۳۵۸ھ - ۳۶۵ھ - ۳ سال کی عمر

میں غائب ہوا۔ شیعہ اس کو زندہ سمجھتے ہیں۔ وہ

عالمگیر خلافت قائم کریگا اور دنیا کو پاکیزہ کر دیگا۔

سنی کہتے ہیں کہ وہ پیدا نہیں ہوا۔ قیامت کے

نزدیک حضرت عیسیٰ کے ساتھ ظہور کریں گے

فرقہ اسماعیلیہ منسوب با اسماعیلؑ خلف اکبر محمد الباقرؑ - مگر والدہ کی زندگی میں فوت

ہو گیا تھا۔ محمد مختوم پر ان کا شجرہ امامت ختم ہو جاتا ہے۔ ان کو ہفت امامی

یا سبعونی بھی کہتے ہیں۔

زید یہ فرقہ کا شجرہ امامت حسب ذیل ہے :-

حضرت علیؑ  
 امام حسنؑ  
 امام حسینؑ  
 امام زین العابدینؑ

زید۔ ہشام بن عبد الملک کے عہد میں بنی امیہ کے خلاف اٹھا۔ کوفہ کے مصائب  
 میں مارا گیا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ امامت بزور حاصل کرنی چاہئے۔ امام باقرؑ  
 نے دوبارہ خلافت بزور اس سے اختلاف کیا۔  
 بچے نے بھی بخلاف نصیحت امام جعفر صادقؑ خراسان میں خروج کیا مگر ہشام  
 نے ۱۰۵ھ تا ۱۳۳ھ کے لشکر نے اسے مار ڈالا۔  
 محمد معروف نفس زکیتہ نے لقب محمدی اختیار کیا۔ خلیفہ منصور عباسی نے  
 اسے قتل کرایا۔

فرقہ زید یہ بخلاف اثنا عشریہ اور شیعوں کے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ امامت  
 زین العابدینؑ کے بعد زید کو ملی۔ محمد الباقر کو نہیں۔ یہ فرقہ بخلاف امامیہ کے  
 یہ بھی کہتے ہیں کہ امامت کے واسطے افضل الناس کی شرط نہیں مفصول  
 بھی امام ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر وہ شیعیں یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ  
 کی خلافت کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ امام علاوہ پرہیزگار  
 اور متقی ہونے کے شجاع بھی ہو۔ اور خلافت یا امامت بزور حاصل کرے۔  
 عباسیوں نے عامہ خلافت میں ہر ولعزیزی حاصل کرنے کے لئے  
 اپنی خلافت کے جواز میں شجرۂ امامت حسب ذیل وضع کیا۔

امام حسینؑ کے بعد امامت زین العابدینؑ کو نہیں ملی بلکہ محمد بن حنفیہ  
 کو جو حضرت علیؑ کی اولاد میں سے تھا۔ مگر بنو فاطمہؑ نہ تھا۔ صرف "علوی" تھا۔  
 بعد ازاں ہشام اس کا لڑکا امام ہوا۔ جس نے امامت محمد بن علیؑ

عبداللہ بن حضرت عباس کو نفو بھن کر دی \*

محمد عباسی نے مرتے وقت اپنے بیٹے ابراہیم کو امام مقرر کیا۔ ابراہیم نے مرتے وقت اپنے بھائیوں کو یکے بعد دیگرے امام مقرر کیا۔ چنانچہ اس بنا پر ابوالعباس عبداللہ سفاح پہلا خلیفہ عباسی ہوا۔ ابو جعفر منصور ۱۵۸ھ تا ۱۷۵ھ، ہارون الرشید ۱۷۵ھ تا ۱۹۳ھ، امین ۱۹۳ھ تا ۲۱۸ھ، متوکل ۲۱۸ھ تا ۲۳۲ھ، محمد ۲۳۲ھ تا ۲۴۸ھ، ہادی ۲۴۸ھ تا ۲۵۸ھ، ہارون ۲۵۸ھ تا ۲۸۱ھ، تھیں ہوئے \*

ہارون رشید ۱۷۵ھ تا ۱۹۳ھ اور مامون ۱۹۳ھ تا ۲۱۸ھ ۸۳۳ھ میں دونوں بڑے عظیم نشان و نشان شاہ خلفاء عباسیہ میں سے گذرے ہیں۔ منصور کے زمانہ میں لفظ "اہل بیت" اور "اہل سنت جماعت" کا تاریخ اسلام میں اضافہ ہوا \*

عباسیوں نے ایرانیوں کی وجہ سے تخت سلطنت حاصل کیا تھا۔ اس لئے ان کے دربار میں فارسیوں کا زور رہا۔ خالد بن برمک منصور کا وزیر اعظم اور خلیفہ ہمدی کے عہد میں بھی بار سوخ رہا۔ اس کا پسر یحییٰ ہارون الرشید کا استاذ تھا۔ بعد میں یحییٰ وزیر اعظم ہوا۔ اور اس کے پسران فضل ابو جعفر موسیٰ اور محمد عہدہ ہائے خلیفہ پر ممتاز اور مختار کل تھے \*

یحییٰ کی وفات پر جعفر وزیر اعظم ہوا۔ سترہ سال تک یہ خاندان برسر اقتدار اور سیاہ و سفید کا مالک رہا۔ مگر سیاسی جوہات کی بنا پر کہ یہ شیعہ اور اہل بیت کے معاون ہیں۔ ہارون کے عہد میں قتل کر دیئے گئے \*

جعفر بن یحییٰ استاد مامون۔ مامون نے خاندان برمک کو پھر بحال کیا۔ مامون کی والدہ فارس کی تھی \*

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مختصر قلم کی تاریخ کا فہم مطلب کے لئے کہیں نہیں۔ اور اس کے بعد مذہبی تاریخ کی طرف رجوع کریں گے \*

ملکی تاریخ۔ ایران میں تیسری صدی ہجری کے شروع میں مامون رشید کے ایک مشہور سپہ سالار طاهر نے "تاریخ طبرستان" کی بنیاد ڈالی۔

اگرچہ خود مختاری کا مدعی نہ تھا۔ مگر خراسان میں اس کا زور اور اقتدار میں بڑھ گیا تھا۔ کہ وہ قریباً خود مختار تھا۔ اس خاندان نے چوتھ سال حکومت کی ۶۵۹ھ اس خاندان کا خاتمہ ہوا۔

طاہرہ کے بعد یعقوب صفار جو ذات کا ٹٹھہرا تھا ۸۳۵ھ میں خود مختار بادشاہ بن گیا۔ خراسان اور فارس پر قابض ہو گیا۔ ۸۳۵ھ میں اس خاندان کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

اس خاندان کے بعد سامانیہ خاندان کی نوبت آئی۔  
 سامون رشید جب مرو میں تھا۔ "اسد" بن سامان کی جو کیا فی خاندان سے تھا۔ عزت افزائی کی۔ اور اس کی اولاد کو معزز و عمدے دئے۔ یہ وہی "اسد" ہے جس کا باپ "سامان" مسلمان ہوا تھا۔ اس خاندان کی حکومت ایک سو تیس سال تک قائم رہی۔ نوح بن منصور ثانی "منصور بن نوح" عبد الملک اور عبد الملک کے بعد اسمعیل بن عبد الملک پر اس خاندان کا خاتمہ ۳۹۵ھ ۴۹۹ھ میں ہوا۔ یہ خاندان خراسان اور ماوراء النہر پر قابض رہا۔ باقی ماندہ ملک فارس پر خلفاء عباسیہ کی حکومت رہی۔ تا آنکہ آل بویہ ۴۹۲ھ تا ۵۰۵ھ بغداد میں نائب السلطنت بن گئی۔ آل بویہ میں سیف الدولہ اور عضد الدولہ بڑے نامور گذرے ہیں۔ آل بویہ شیعہ تھے۔

یہ یاد رہے کہ خلفاء برائے نام خلیفہ ہوتے تھے۔ کل کار و بار سلطنت کا اہتمام نائب السلطنت جو بادشاہ یا سلطان کہلاتے تھے۔ کیا کرتے تھے۔ "آل بویہ کو طغرل بیگ سلجوقی ترک نے ۵۰۵ھ ۵۱۴ھ میں بے دخل کیا۔ اور خود نائب السلطنت بن گیا۔ اس کے خاندان میں الپ ارسلان ملک شہا اور سلطان سنجر نہایت عظیم الشان اور با اقتدار فرمانروا گذرے ہیں۔ ایک سو تریسٹھ برس حکومت کی۔

اس زمانہ میں مشرقی فارس کی تاریخ کا مرکز غزنوی اور غزنوی کے بعد غوری

خاندان "غزنویہ" خاندان سامانیہ کی ایک شاخ ہے۔ عبدالملک سامانی نے  
الپتگین اپنے ایک غلام کو خراسان کا حاکم مقرر کر دیا۔ جہاں سے وہ غزنوی چلا گیا  
اور خود مختار بن بیٹھا۔

الپتگین کا غلام سبکتگین نام جو ہر قابل تھا۔ لوگوں نے ۳۶۷ھ میں  
اسے غزنوی کا حاکم مقرر کر دیا۔ سلطان محمود شاخ ہندوستان اسی کا بیٹا ہے۔  
۳۸۷ھ میں وفات پائی۔ غزنوی ۳۸۷ھ تک خاندان غزنویہ کا پایہ تخت رہا۔  
غوریوں نے غزنوی کو برباد کیا۔ اور ہرات کو دار السلطنت مقرر کیا۔  
میں تیمور نے اس علاقہ کو تباہ کیا۔ علاؤ الدین جہاں سوز اور محمد غوری جو اپنی  
فتوحات کو ہندوستان تک لے گیا۔ دونوں اس خاندان میں نامور گذرے ہیں۔  
قطب الدین ایبک جو مسلمانوں میں پہلا بادشاہ دہلی میں ۶۰۰ھ میں تخت  
نشین ہوا۔ شہاب الدین محمد غوری کا غلام تھا۔

ترک سلاجقہ کی سلطنت خراسان سے ملک شام تک وسیع تھی اگرچہ  
یہ خاندان مغلوی مدت تک حکمران رہا۔ تاہم ایران عراق روم میں جو  
پر زور سلطنتیں قائم ہوئیں۔ وہ سلجوقی ترکوں کی شاخیں ہیں۔  
عثمانیوں سے پہلے جو ترک شاہان روم کہلاتے تھے اسی خاندان کی  
ایک شاخ تھے۔ سلطان خوارزم شاہ ہیر کا مورث اول تو سبکتگین اسی خاندان  
کا غلام تھا۔ اناجوں کے متعدد خاندان جن میں سے نور الدین زنگی سلطان  
صلاح الدین کا آقا، قزل ارسلان ظہیر خاریانی کا مددگار اور تابک ابوجبرین  
سعد زنگی۔ شیخ سعدی کا مربی تھا۔ سب کے سب خاندان سلجوقی کے غلام  
یا بہت گندارتھے۔

۱۲۱۷ء سے ۱۲۲۶ء تک فارس میں شاہان خوارزم کی حکومت رہی۔  
مہم شاہ خوارزمی پر چنگیز خاں منگول تازی نے فتح پائی۔  
ہلاکو خاں تیبیہ چنگیز خاں نے ۱۲۵۸ء میں فتح فارس کی تکمیل کی۔ بغداد

کو تاج کیا۔ اس کا مختصر تذکرہ اشاعت اسلام کی ذیل میں کیا گیا ہے  
ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اخیر فرمانروائے منگول ابوسعید ہے جو عادل  
بڈا اور دیندار تھا۔ ۷۳۵ھ میں فوت ہوا۔ اودھ کی کرنی ایک صوفی شاعر  
مثنویہ جام جم میں اس بادشاہ کی بڑی تعریف کرتا ہے

دو جہاں را صلئے عید زوند سکتہ یر نام بوسعید زوند  
سلطان ابوسعید لا ولد تھا۔ اس کی وفات ۷۳۵ھ تا ۷۳۶ھ طوائف الملوک  
کا دور دورہ رہا۔

آخر کار تیمور اٹھا۔ اور ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی ۷۳۵ھ تا ۷۵۳ھ  
دہلی سے لے کر اٹک اُس کا تاج گاہ تھا۔ اُس نے ایران اور توران کو باہم ملا  
دیا۔ اور ایسی وسیع سلطنت قائم کی کہ بائستثناء سلطنت اندلس باقی سب  
اسلامی سلطنتوں سے بڑی تھی۔ بی بی خاتم اُس کی خاتون نے ایک عالیشان  
مسجد اور کالج تعمیر کیا۔ جو اب تک سمرقند میں موجود ہے۔

اس کے بیٹے مظفر شاہ رخ نے سمرقند کی بجائے "ہرات" کو دار الخلافہ بنا  
لیا۔ بیگ خلف شاہ رخ بھی بڑے پایہ کا بادشاہ گذرایا۔  
اس کی اولاد میں سے بابر نے ۸۵۵ھ میں کابل فتح کیا۔ اور ۸۷۳ھ  
میں ہندوستان کا بادشاہ ہو گیا۔ جس کا خاندان ۸۵۵ھ تک ہندوستان میں  
حکومت کرتا رہا۔ ایران میں تیموریہ خاندان کا سلسلہ سلطان حسین مرزا پر ختم  
ہوتا ہے۔

سلطان حسین مرزا کے آخری زمانے میں سلطنت "صفویہ" کا آغاز ہوا۔  
یہ خاندان شیخ صفی الدین اردبیلی سے منسوب ہے۔ ان کی اولاد میں سے  
شاہ اسماعیل نے ۹۰۷ھ میں اپنی جمیعت بڑھائی۔ اور شروان کو فتح کر کے  
پچیس سال کی مدت سلطنت میں ایک وسیع سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جو  
حکومت "صفویہ" کہلاتی۔ ۹۲۷ھ شاہ اسماعیل فوت ہوا۔

اسماعیل کے بعد اس کے بیٹے طہماسپ نے سلطنت کو اور زیادہ ترقی دی۔ اور ۹۱۲ء میں وفات پائی۔

اس کے بعد اسماعیل مرزا اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اور اس کے بعد شاہ عباس اسماعیل کا بیٹا ۹۳۵ء میں مازندران ہوا۔ اس نے ایران کو اس سرے سے اس سرے تک فتح کیا۔ ازبکوں سے خراسان لیا۔ عراق عرب پر قبضہ کیا۔ شاہ عباس نے ۴۴ سال سلطنت کر کے ۱۰۳۸ء وفات پائی۔ اس کے ہم عصر ہندوستان میں اکبر بادشاہ اور اس کا بیٹا جہانگیر تسلیم تھے۔ اس کے بعد شاہ صفی اور اس کے بعد شاہ عباس ثانی تخت نشین ہوا۔ اور ۱۰۴۸ء میں وفات پائی۔ اس خاندان نے سنی مذہب کو ایران سے معدوم کیا۔ یہ مذہب شیعہ تھے۔ سلسلہ صفویہ کے ایک بادشاہ حسین نام کو محمود افغان نے شکست دیکر ۱۰۴۲ء میں اصفہان کو دارالخلافہ بنایا۔

اس کی وفات ۱۰۵۵ء میں اس کا چچا زاد اشرف تخت نشین ہوا۔ مگر اس کے عہد میں نادر قلی افغان نے صفوی خاندان کو پھر بحال کر کے حسین کے بیٹے طہماسپ دوم کو تخت پر بٹھایا۔ مگر آخر کار نادر نے اس کمزور بادشاہ کو ۱۰۶۹ء میں تخت سے اتار کر خود عثمان سلطنت مآلہ میں لی اور ۱۰۷۵ء میں نادر شاہ اپنا نام رکھا۔

افغانستان سے لیکر وہلی تک لوٹ مار کی۔ ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کیا۔ سنی مذہب بھلا کر ۱۰۷۸ء میں مارا گیا۔

اس کے بعد آغا محمد شاہ قاجار جو شیعہ مذہب تھا۔ تخت پر بیٹھا۔ اور اب تک فارس میں لوگ مذہب شیعہ ہیں۔ نادر شاہ کے بعد ملک میں خانہ جنگیاں اور طوائف السلوک رہی۔ تا آنکہ آغا محمد شاہ قاجار نے جو تاتاریوں کو بھگاڑا ۱۰۹۲ء میں قاجار شاہان کی بنیاد ڈالی۔ حکومت کی طرف سے ۱۰۹۶ء میں اعلان ہوا کہ ملک کا مذہب تشیع ہے۔ یہ خاندان روس کی



پیشقدمی کو نہ روک سکا۔

آغا محمد شاہ کے بعد فتح علی تخت پر بیٹھا۔ اور روس سے جنگ کی مگر مغلوب ہوا۔ اُس کے پوتے محمد شاہ نے ہرات افغانوں سے چھین لیا۔

۱۸۹۷ء میں اس کا بیٹا شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ہوا جو ۱۸۹۷ء میں مارا گیا۔ اُس کے بعد اُس کا چھوٹا لڑکا مظفر الدین شاہ تخت پر بیٹھا جو ۱۸۹۷ء میں فوت ہوا۔

مظفر الدین کے عہد میں ۱۹۰۵ء میں ایران میں دستوری حکومت یعنی پارلیمنٹ قائم ہوئی۔ اور ۱۹۰۶ء میں انتظام سلطنت ایک کونسل کے سپرد کیا گیا۔

۱۹۰۹ء میں ملک میں مفسدہ پردازیوں اور رشور و فساد ہوا۔ آغا محمد علی مرزا جو ۱۸۹۷ء میں تخت پر بیٹھا گیا تھا جولائی ۱۹۰۹ء میں معزول کیا گیا۔ محمد علی مرزا کا نابالغ بیٹا احمد مرزا تخت پر بیٹھا گیا۔ مگر اب تک خانہ جنگیوں مفسدہ پردازیوں اور بد نظمیوں کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

۱۹۱۱ء میں انگریزوں اور روسیوں میں دوبارہ تجارت اور حفاظت صوبجات جنوبی و مشرقی معاہدہ ہو گیا ہے۔ اور ایران کی یہ حالت ہے کہ مروجہ بدست زندہ۔ روس، مشرقی صوبوں میں اپنی حکومت جھاتا ہوا مشہد مقدس تک پہنچ گیا ہے۔ اگر دولتِ برطانیہ کا قدم درمیان نہ ہوتا۔ تو وہ فارس کو بھی کاٹ چکا ہوتا۔

زندہ و پابندہ باش اے دولتِ برطانیہ! ہیں مسیحائی کے تیرے منتظر نیم جہاں اب ہم مذہبی ناریج کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور جہاں تک فارس سے علاقہ ہے ہم مختصر طور پر اسے بیان کریں گے۔ تاکہ سلسلہ واقعات نزدیک وار قائم رہے۔

اس کا قدیم نام طوس ہے جو تودر کا آباد کیا ہوا ہے۔ اس کی خاک سے فردوسی اور خردانی کے ایسے نامور پیدا ہوئے ہیں

یہاں اس قدر بیان کرنا خالی از و جہی نہ ہوگا کہ اسلام کا عقیدہ توحید بالکل سادہ اور عرب "افرار توحید" اور عمل بالاعتقاد کے شدید تھے۔ مگر اب جو ان کا اختلاط اور میل ملاپ عجیبوں اور خاص کر ایرانیوں سے ہوا۔ جو آریہ نسل اور تختیل پسند تھے۔ اور ایران میں جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں مختلف النسل اور مختلف العقیدہ لوگ بستے تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا اپنے اپنے مہمان طبائع اور رجحانات کے زیر اثر رہے۔ چنانچہ کئی ایک فرقے پیدا ہوئے۔ مگر جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔ مفسرین، مجتہدین، محدثین، فقہاء اور متکلمین کی فارس میں ایک ایسی جماعت و فرقہ فوقہ پیدا ہوئی۔ جو اسلامی تاریخ میں عدیم النظیر اور فقید المثال ہے۔

فتح اسلام کے بعد مشرقی فارس کے صریحات مختلف النسل اور عقائد عقیدہ لوگوں کا سکون بن گئے تھے۔ مگر زرتشتی بھاگ کر یہاں مقیم ہو چکے تھے۔ اور ہندو قوم کے لوگ بھی جو وشنو اور کرشن کو آوتا رہا کرتے تھے۔ اور کرشن اور گوہیوں کے تعلقات سے واقف اور کرشن کا آسمان سے آنا ان کے عقیدہ میں داخل تھا۔ یہاں بستے تھے۔

داوندی یعنی انڈو ماگی تہذیب کے قائل تھے۔ اس ماحول میں ایک شخص حاکم ابن ہاشم المعروف "مختار" اٹھا۔ اور خراسان میں اس عقیدہ کو رائج دیا کہ خدا نے اس وقت سے جبکہ اس نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ آدم کو سجدہ کریں۔ انسانی شکل اختیار کر لی ہے۔ وہ شکل ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر میں منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اب اس شکل کا مظہر "مختار" ہے۔ یہ شخص چہرہ پر نقاب ڈالے رہتا تھا۔ اس کو ساڑھ ماہ بھی کہتے ہیں۔ "ماہ نقشب" اس کی طرف منسوب ہے۔ اس کو خلیفہ ہمدانی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> نے گرفتار کیا۔

و فرقہ مزہ کہہ کو جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ نیز شیرواں نے

۲۵ سال قبل اس سے تباہ کیا تھا۔ اور اسی ہزار مزد کی قتل کئے۔  
 نئے۔ اب اُس نے ”بابک خرمی“ کی شکل میں ظہور کیا۔ یہ شخص بھی ”مزدک“  
 کی طرح عورتوں اور اسباب کو سب اشخاص کی مشترکہ ملکیت قرار دیتا تھا  
 اور اس بات کا قائل تھا کہ انسان اپنے افعال کی بابت ذمہ دار نہیں ہیں  
 سال تک اُس نے اخلاقی دنیا میں ہلکے چھایا۔ آخر کار مقصم باللہ کے  
 حملہ میں جو ۳۸۴ھ میں تخت نشین ہوا پکڑا گیا اور خلیفہ کے سامنے  
 قتل کیا گیا۔

چونکہ اسلام صرف اقرارِ توحید اور اعمالِ حسنہ کی تاکید کرتا ہے۔ اور اس میں ہر ایک شخص کو آزادیِ فیصلہ حاصل ہے۔ اس لئے جیسا کلام نے اشاعتِ اسلام کی ذیل میں بیان کیا ہے، ”زرتشتی، میگزرتشتی، عیسائی اور یہودی کثیرِ لغاد میں اسلام سے مشرف ہوئے۔“

ناشک فرقہ کے عیسائی یعنی وہ فرقہ عیسائیوں کا جنہوں نے مسیحیت میں افلاطون کا اشراق اور مختلف مشرقی مذہبی خیالات داخل کر دیئے تھے، اعلیٰ المستی کے قائل اور حضرت مسیح کی ”الوہیت“ سے منکر تھے۔

اس فرقہ کے عیسائی خیرالو مسلمان ہو گئے۔ یا اگر یک چرچ اور روٹن  
کی تھلاک عیسائیوں کے جو رجحان تھے مصلحتوں و ماموں ہو گئے۔  
خلفاء عباسیہ کے تحت ہر ایک عقیدہ کے لوگ اپنے اپنے عقیدہ کے  
مطابق آزادانہ طور سے رہتے اور عبادت کرتے تھے۔ مسلمانوں کی رواداری  
و دنیا کی تاریخ میں بے نظیر ہے۔

نہایت اہم: پانی میں مچھلیوں کی پیداوار اور اس سے پیداوار

۱۰۰

Handwritten signature: *John A. ...*

مانی اور مانی کے عقائد میں جس کو بہرام گور ۲۷۲ء نے قتل کیا تھا۔  
 متخیلہ فلسفے کو بڑا دخل تھا۔

مانی اور اس کے عقائد فرقہ ”پالیہ“ کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اُن کو  
 باطنیوں امپائر یعنی مشرقی رومی سلطنت نے سخت سزا دیں۔ یہ  
 لوگ انجیل کے ہر ایک لفظ کے دو معنی ایک باطنی اور دوسرے ظاہری  
 کیا کرتے تھے۔ صوبہ آرمینیا اور ہمدان میں ان کا ایک ایک فرقہ تلاش کر کے  
 قتل کیا گیا۔

ایشیا سے بھاگ کر یہ فرقہ جنوبی فرانس میں گیا۔ اور فرانس سے جب  
 نکالے گئے۔ تو انہوں نے انگلستان میں ”لارڈ“ کی شکل میں ظہور کیا اور  
 یہاں بھی ان کو وہی سزا دی گئی۔ جو سوئٹھ پرولش ”اور“ سیواٹی“ میں  
 دی گئی تھی۔

یہاں سے ”بوسیمیا“ پہنچے۔ اور ”ہس“ کی سرپرستی میں انہوں نے بال  
 و بڑ نکالے۔

آخر کار لوہر اور کالون کی سرپرستی میں عیسائی دنیا میں انہیں کامیابی  
 نصیب ہوئی۔

اُن ایام میں جبکہ فرقہ پالیہ کی ایشیا میں یہ حالت تھی، شہر ہوادک  
 فارس میں عبداللہ بن میمون المعروف القدرح نے سر اٹھایا۔ یہ شخص  
 ”مانی“ کا مانا اور عالم بن کر تھا۔

جب تک طاقتور نہ ہوا۔ اُس نے اپنے عقائد اور مسائل مخفی رکھے۔ اپنے  
 مذہب میں سات درجے قائم کئے۔ اور ساتویں درجہ میں انسان ہر ایک مذہبی  
 پابندی سے آزاد ہو جاتا تھا۔ سزا اور جبر کا خوف اُٹھ جاتا تھا۔ اور افعال اعمال  
 کی ذمہ داری سے بکروشی حاصل ہوتی تھی۔

اُس نے داعی مقرر کئے اور ہدایت کی کہ لوگوں کو ان کی حسب قیادت

جس درجہ کے وہ اہل ہوں۔ داخل کیا جائے۔

بظاہر اسماعیل پسر امام باقر کو سامنے رکھ لے مگر درحقیقت وہ دنیا کو مختل  
اور صداقت و پاکبازی سے محروم کرنا چاہتا تھا۔

عبدالکریم شہرستانی مصنف مل و نخل اور مولف دیستان مذاہب حسن  
خاں نے اس کے عقائد کو بغور مطالعہ کیا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ  
یہ شخص مادی موجد اور مافی کی طرح ”الکٹاک نیچرل ازم“ یعنی ”انتخاب طبیعی“  
پیدا کرنا چاہتا تھا۔ جس سے فلسفہ مذہب کے ساتھ مطابق ہو جائے۔

اس کے ساتھ درجے صوفیوں کے صوفیانہ مقامات سے ملنے چلتے  
ہیں۔ موثرخ میرخوند کے بموجب ”مصری فاطمیہ“ نے اس کے مسائل اخذ کئے۔  
اور پھر انہیں مسائل کی پیروی کی۔

اہواز سے بصرہ میں اور بصرہ سے ملک شام میں گیا۔ اور یہاں وہ فرقہ  
پالیہ کے تبیین سے طا اور ان کے عقائد سے واقفیت حاصل کی۔  
اپنے فرقہ کا نام ”باطنیہ“ یعنی ظاہری مذہب سے الگ نام رکھا۔

اس کے عقائد یہ تھے۔ کہ ماوہ قدیم اور خدا اپنے مظاہر سے جدا نہیں۔ قرآن  
کریم کے ہر ایک لفظ کے دو معنی ہیں۔ ایک باطنی اور دوسرے ظاہری۔ قیامت  
کے یہ سنی ہیں۔ کہ امام آئے گا۔ تمام روایات سے اعراض سکھاتا تھا۔

اس کے مخالف اُس کو ماگی النسل یعنی مجوس کہتے ہیں۔ یہ حضرت  
علی اور ان کی اولاد کی قدر کرتا۔ اور حضرت علی کو سب انسانوں سے  
افضل سمجھتا تھا۔ اور اہل بیت کا دل سے معتقد تھا۔ دارون رشید کے عہد  
میں <sup>۱۱۹۱ھ</sup> ۱۱۹۱ء میں موجود تھا۔ تقیہ کا رواج ہوا۔ کیونکہ یہ شخص خوف کی

وجہ سے بعض اوقات اپنے اصلی عقائد کو مخفی رکھتا تھا۔

ملک شام میں ایک شخص قرطوبہ تارینچ میں ”بدنام“ پر کہ دار مشہور تھا۔  
اُس کا شاگرد تھا۔

قرمط نے الاحصاء و ذکرین میں خروج کیا۔ زبردستی لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنا شروع کیا۔ کعبہ پر حملہ کر کے حجر اسود اٹھا لایا۔ اس کے پیرو فرقہ ”قرمطہ“ کے نام سے نامزد ہوئے۔ معتقد بالحد <sup>۸۹۲</sup> تا <sup>۹۰۲</sup> نے ان کا قلع قمع کیا۔ اس زمانہ میں خلافت کی طرف سے فرقہ اسماعیلیہ پر عتاب نازل ہوا۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ عبید اللہ المہدی نے بھاگ کر مصر میں پناہ لی۔ اور <sup>۹۰۸</sup> تا <sup>۹۳۵</sup> ”فاطمیہ“ خاندان کی بنیاد ڈالی۔ جن میں بڑے بڑے نامور خلفاء گذرے ہیں۔ پوٹیکل وجوہات پر عبداللہ ابن متیوں کے عقائد کو ملک میں رواج دیا۔ اس لئے خلفاء عباسیہ ”فاطمیہ“ مصر کو مامی القسطن اور مجوسی کہتے تھے۔ یہ خاندان مصر میں <sup>۹۶۹</sup> تک بڑی اقدار و شان کے ساتھ سلطنت کرتا رہا۔ مذہبان کو اسماعیلیہ مغربی کہتے ہیں۔ سات درجے سات امام ناطق اسات صامت سات دن سات آسمان اور سات زمینیں سات ستارے مشہور میں تفصیل بات تلویل ہے۔

حسن بن صباح طوسی جو نظام الملک اور عمر ختام کا ہم جماعت تھا۔ نظام الملک وزیر اعظم ملک شاہ کے ساتھ حسد و عناد رکھنے کی وجہ سے دربار شاہی سے نکالا گیا۔ کچھ عرصہ آوارہ پھرتا رہا۔ پھر داعیان اسماعیلیہ مغربی کے ہمراہ ہو کر مصر میں گیا۔ اور واپس آکر ”شیخ الجبال“ لقب اختیار کر کے ایک پہاڑی جگہ ”القموت“ میں جو قزوین کے پاس ہے۔ اپنے معتقد اور مرید بنانے شروع کئے۔ یہ شخص فرقہ اسماعیلیہ مشرقی کا باقی ہے۔ چونکہ بھنگ پلا کر مرید بنایا کرتا تھا۔ اور بھنگ کو عزلی زبان میں حشیش کہتے ہیں۔ اس لئے یہ فرقہ ”حشیشین“ کے نام سے بھی نامزد ہے۔ اور اسی لفظ سے انگریزی میں لفظ ایٹینین بمعنی قاتل بنا ہے۔ اس لئے کئی مشہور زمانہ بزرگ قتل کر گئے۔

سلسلہ میں نظام الملک کو مروایا۔ ملک شاہ کو ڈرایا۔ اس کی جماعت

کے تین درجے تھے۔ داعی فدائی اور رفیق۔ عقیدہ یہ تھا کہ امام پر ایمان جب ایمان کی تکمیل ہو جائے۔ ظاہری افعال اور اعمال سے بکدوشی۔ صبح کے چارم جانشین نے ہمدی لقب اختیار کیا۔ اور مشہور کیا۔ کہ وہ امام ہمدی ہے۔ قیامت آگئی ہے۔ اور اس لئے اس کا طور ہوا ہے۔ چرچہ فیول شاہ انگلستان کو انہوں نے ڈرا ہوا۔ اور امام محمد الدین رازی المتوفی ۷۴۰ھ سے ایک فدائی نے اس کا مدت تک شاگرد رہا اور ایک دن موقع پا کر اس کو زمین پر پھینکا کہ یہ عہد لیا کہ وہ کبھی اپنی زندگی میں فرقہ اسماعیلیہ کے خلاف کچھ نہ کہے گا۔

ہذا کو خاں نے ۱۲۷۸ھ میں اس فرقہ اور اس کے پیروؤں کا استیصال کیا۔ یورپ کے جہاد میٹروپولیٹن ڈومینیکیں۔ اور فرانسسکن اور دیگر عظمیٰ سوسائٹیاں انہیں اسماعیلیوں کی نقل ہیں۔

فارس میں جو عیسائی مسلمان ہوئے۔ بعض اُن سے فرقہ غالبہ میں داخل ہوئے۔ یہ لوگ جناب بہیمہ اور خاص کر حضرت علی کو مسیح کہتے ہیں۔ اور ان میں اَلْوَبَیْت مانتے ہیں۔ فرقہ نصیریہ مَسْحَوٰیہ اور خطابیہ حضرت علی فاطمہ حسن اور حسین کو معاذ اللہ خدا سمجھتے ہیں۔

کروستان میں پیر عبد القادر گیلانی کو نہ صرف غوث اعظم محبوب سبحانی اور قطب ربانی کہتے ہیں۔ بلکہ سنی مسلمان اُن کو قریباً خدا سمجھتے ہیں۔

میاں روشن دین پانڈیہ نے افغانستان میں شہنشاہ اکبر کے عہد میں ”روشنائیہ“ فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کے عقائد بعض عامیہ صوفیوں سے ملتے جلتے ہیں۔ خدا محیط کل کائنات خدا کی اشکال۔ کائنات میں مرشد ص

سلی نصیریہ علی محمد اور سلمان فارسی کو یکے بعد دیگرے خدا مانتے ہیں۔ اور ”عمس“ یعنی علی صمد اور سلمان سے منسوب ہیں (توضیحات)

سے بڑا مظہر۔ مرشد کی پیروی اور جب یہ پیروی درجہ تکمیل کو پہنچ جائے  
شریعت کی پیروی کی ضرورت نہیں رہتی۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں مختلف النسل  
اور مختلف ممالک کے لوگ جو اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ وہ سند اور  
روایت پر جو قول و فعل پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہ راست اخذ  
کی جاتی تھی۔ پیروی کرتے تھے۔

بنی اُمیہ کے عہد میں جبر و قدر ذات و صفات کے مباحثات پیدا ہوئے  
لیکن امامت یا خلافت کی بحث کھلے طور پر معرض تبلیغ میں نہیں آئی تھی۔  
حضرت امام جعفر صادق سے جو منصور عباسی کے عہد میں ۱۴۸ھ میں فوت  
ہوئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کی دربارہ خلافت حضرت ابو جعفر و عمر فاروق  
کیا رائے ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اَمَانٌ عَادِلَانِ مَقْسُطَانِ کا نا علی الحق  
و مآتا علی الحق۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ بحث اگر اس کا وجود تھا بھی۔ تو حضرت علی کے  
خلیفہ منتخب ہونے پر ختم ہو گئی تھی۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ  
جنگ صفین اور واقعہ کربلا نے اسے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔ جنگ صفین  
کا واقعہ بھی بھول جاتا۔ چنانچہ حضرت امام حسینؑ امیر معاویہ کے لشکر میں تھے۔  
جبکہ قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تھا۔ مگر واقعہ کربلا ایک حادثہ فاجعہ اور مصیبت عظمیٰ  
تھی۔ جس نے بعد کے زمانہ میں اسلامیوں کی جمعیت کا شیرازہ پر آگندہ  
کر دیا۔

ملکی وجوہات پر نہوا امیہ اور پھر بنو عباس نے اہل بیت اور ان کے  
معاویہ پر سخت جو رستم توڑے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعد میں فرقہ اثنا عشریہ  
یعنی اصلی شیعہ پیدا ہوا۔

امام زین العابدین سے لیکر گیارھویں امام تک کسی نے بھی سلطنت  
یا اس کے کاروبار متعلقہ کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں رکھا۔ اور نہ ان بزرگواروں کے



جاہ طلبی کی خواہش تھی۔ مگر وقتہ فوقتہ ان پر مظالم کی وجہ سے عقیدہ مند لوگ ان کے ساتھ ہمدردی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ خیالات ایک مستقل فرقہ کی شکل میں ظہور پذیر ہوئے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے بھی اہل بیت میں سے محمد نفس زکیہ کے دعوے کی تائید کی۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ کو منصور نے قید کیا اور وہ قید ہی میں مر گئے۔ امام مالک کو کوڑے لگوائے گئے۔ امام جعفر صادق فاضل جلیل اور عالم متبحر تھے۔ ان کے شاگردوں میں امام ابو حنیفہ اور خواجہ حسن بصری مشہور عالم ہیں \*

خواجہ حسن بصری المتوفی ۱۱۰ھ نے بصرہ میں ایک مدرسہ کھولا۔ یہ بزرگ آزاد خیال اور محنت پسند تھے۔ عراق کے لوگ ان کے پاس حق جو ق آئے۔ اور انہوں نے مابعد الطبیعات اور ذہنی سوالات پر ایک آزادانہ اور نقادانہ نظر ڈالی \*

ان کا ایک مشہور شاگرد اصل بن عطاء تھا۔ جو ۶۹۹ھ میں پیدا ہوا اور ۷۲۹ھ میں فوت ہوا۔ اس نے عبدالملک ولید اور یزید شام، امیہ کا عہد دیکھا۔ اور اپنی آنکھوں سے استبداد کے ہولناک مناظر دیکھے۔ جب وفات کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور عبدالملک ہی پہلا خلیفہ ہے جس نے غرور نفس سے متاثر ہو کر فرمان جاری کیا تھا۔ کہ کوئی شخص خلیفہ کا نام لیکر خطاب نہ کرے۔ جو عربوں کا ایک مسلمہ دستور اور حریت کا ایک معینہ نشان تھا۔

اصل پر سب سے درجے کا ذہین اور ماہر علوم و فنون تھا۔ روایات پر اسے کُلّی احاطہ تھا۔ اس نے اپنے استاد سے دربارہ ”مسئلہ تفویض“ مختلف رائے ظاہر کی۔ اور ایک علیحدہ فرقہ کی بنیاد ڈالی جو تاریخ اسلام میں ”معتزلہ“

سے ایران کی وسعت دیکھ کر فرات سے دریائے سندھ تک تھی۔ بصو بابل، مدائن اور سلوشیا کے کھنڈروں کے پاس ہے۔ جو مدت تک ایران کی حکومت میں رہے۔ بصرہ مسلمانوں نے آباد کیا ہے۔ اس ملک شام عراق عرب عراق عجم وغیرہ سب ایران میں شامل ہیں۔ منہ

یا "اہل اعتزال" کہلاتا ہے \*

یہ شخص نہایت سرگرم اور بسا اوقات حد معتدل سے متجاوز ہو جایا کرتا تھا۔ اُس کے عقائد معقول پسند لوگوں نے مانے۔ جو فرقہ "بھریہ" کے اصولوں سے مختلف تھے۔ خواجہ حسن بصری کا سکول اس کے سکول میں مستغرق ہو گیا۔ چند صدیوں تک اُس کے خیالات پھیلے رہے۔ مامون عباسی <sup>۸۳۳ھ</sup> مقتصد <sup>۸۷۲ھ</sup> اور واثق باللہ <sup>۸۶۱ھ</sup> معتزلہ تھے۔ اور ان کے عہد میں قاضی بھی معتزلہ تھے \*

سید امیر علی رقمطراز ہیں۔ کہ معتزلہ کی طفیل قومی اور ذہنی زندگی مسلمانوں میں پیدا ہوئی۔ ممتاز عالم حاذق اطباء کمال مورخ اور دقیقہ رس مفسر اور حکماء عالم وجود میں آئے۔ پھر پھر ابو المنذیل ہمدانی <sup>۳۵۵ھ</sup> ابراہیم ابن سینا شاگرد ابو ہریرہ علی محمد اجتہادی <sup>۳۳۵ھ</sup> جابر اللہ زنجیزی مفسر تفسیر کشف ابو مسلم اصفہانی مشہور مفسر المتوشی <sup>۳۲۲ھ</sup> مسعودی مؤرخ ابو امام اوفیسی بھی تھے۔ اور ابن بحرین سب کے سب معتزلہ تھے \*

ارسطو اور دیگر حکماء اسکندریہ کے تراجم اور ان پر نقادانہ مباحث کی وجہ سے چوتھی صدی ہجری میں علم کلام پیدا ہوا۔ مناسب موقع پر ہم صرف متکلمین کے نام لکھنے پر اکتفا کریں گے۔ یہاں اتنا کہنا کافی ہو گا۔ کہ یونانی فلسفہ اور اُس پر تنقید و تنقیح سے جو بہت بڑی چیز پیدا ہوئے۔ اُن کا جواب علماء اسلام نے جو متکلمین کہلاتے ہیں۔ عقلی دلائل سے دیا۔ ابتداء علم کلام کی اہل اعتزال نے کی۔ اور رفتہ رفتہ اشاعہ بھی اُن کے ساتھ شافعی ہو گئی۔ عقائد معتزلہ۔ خدا و محمد کا لاشریک سمجھنا صدقات اُن کی راست سے علیحدہ نہیں۔ بلکہ عین راست ہیں۔ قرآن کریم مخلوق سمجھنا اور حجب مخلوق سمجھنا۔ تو وہ لفظ اوہ آواز۔ سمجھنا بڑا گناہ سمجھنا ہے۔ تشریف خدا کا دیدار ان ظاہری آنکھوں سے نہیں ہو سکتا \*

لے اصولی حجج سے اصل کی سنگریاں بجا کلام بولتاں کے امور بول لولا لیا ہے (امجد)

ایسی صفات جو مادی اشیاء میں پائی جائیں۔ مثلاً جہت، مقام، شکل اور جسم۔ وہ خدا کی طرف منسوب نہیں کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ وہ آیاتِ جبر ایسی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ مجاز اور استعارہ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ ان آیات کے لفظی معنی نہ لیتے چاہئیں۔ یہ ان کے ہاں ”توجید“ کے معنی ہیں۔ انسان کو وہ خود مختار مانتے ہیں۔ نیک و بد افعال پر قادر ہے۔ اور اپنے افعال کی وجہ سے سزا و جزا کا مستوجب و مستحق۔ کوئی ”شر“ خدا کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ اگر اس نے ”شر“ پیدا کی ہے۔ تو معاذ اللہ وہ خود شر ہے۔

بالا اتفاق ان کی یہ رائے ہے۔ کہ خدا خیر کا خالق اور وہی کرتا ہے جو صلح و خیر ہے۔ اور من حیث الحکمتہ مصالح عباد اُس پر لازم ہیں۔ اُس کو وہ ”عدل“ کہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اصحاب التَّوْحِيدِ والعدل کہتے ہیں۔ ”رسالت“ کے قائل ہیں۔ اور مرنی کی فکر گزاری کو لازمی سمجھتے ہیں عقل پر ان کا مدار ہے۔ برے اور اچھے فعل کی عقل سے تمیز کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ امامت میں مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ امام مامور من اللہ یعنی مقرر کردہ خدا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ امام یا خلیفہ انتخاب کے ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔

مختصر یہ کہ معتزلہ اسلام کو ”ایمان اور عقیدہ“ کے دور سے نکال کر ”وہیل و فہم“ کے دور میں لے آئے۔ جس پر انہوں نے قرآنِ کریم سے استدلال کیا۔

اب ہم اہل سنت و الجماعت یعنی فرقہ ”سنی“ کا اجمالی تذکرہ کرتے ہیں۔ تمہیداً اتنا کہنا کافی ہے۔ کہ صحابہ کرام کی زمانہ میں اجتہاد کی ضرورت نہ پڑی۔ اور حقہٴ حلال ہی یہ ہے۔ کہ قرآنِ کریم کے احکام ہر ایک حالت میں

ہر ایک وقت اور ہر ایک زمانے پر صادق آ سکتے ہیں۔ خلفاء راشدین اور صحابہ کے زمانے میں بوجہ قرب زمانہ سعادت اجتہاد اور قیاس کی ضرورت نہ پڑی۔ مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ اہل الرائے اور فقیہوں کی ضرورت بڑھتی گئی۔ چنانچہ بنی اُمیہ کے اخیر عمر میں فقہا لوگوں میں ہر دلعزیز ہو گئے اور وہ اپنی اپنی رائے و اجتہاد کے مطابق عموماً لوگوں کی قوتِ مینر کے مالک ہو گئے۔

اس فتنانہ سماجی کے زمانے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ تا ۲۴۰ھ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۹ھ وفات ۲۶۱ھ بغدادی تھے۔ مدینہ منورہ میں مشغول ہوئے۔ مدینہ سے امام ابو حنیفہ نے واپس آ کر کوفہ میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ جس کی غایت یہ تھی کہ دینِ قیم کی بنیادوں میں وسعت اور ایک واجب العمل مجموعہ قوانین مرتب ہو جائے۔ جو قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ پر مبنی ہو۔

انہوں نے کئی ایک احادیث کو وضعی سمجھ کر مسترد کیا۔ اور قرآن کریم پر حصر رکھا۔ تطائش اور تماثل، مطابقت اور مماثلت سے نتائج اخذ کر کے حتیٰ الامکان یہ کوشش کی کہ کتابِ پاک کو ہر ایک امر کے متعلق مسترد نہ کریں۔ ان کے دو شاگردوں امام ابو یوسف اور محمد نے ان کے مسائل کو باقاعدہ بنیاد پر ترتیب دیا۔

امام مالک نے رائے و قیاس کی نفی کی۔ اجتہاد کو نہ مانا اور ہر ایک میں جنابِ پیغمبر کی مدینہ میں سنت اور امتدادِ حدیث پر عمل کیا۔ ایک کتاب بھی جس کا نام موطا ہے۔ جو اہل حدیث میں ایک معتبر اور مستند کتاب ہے۔ ان کے مسائل نے اہل عرب اور اہل افریقہ پر چھا اثر کیا۔

اس کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۴ھ وفات ۲۷۰ھ ممدائے مدینہ میں آئے۔ اور انہوں نے امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے

مسائل میں سے ایک مجموعہ انتخاب کر لیا۔ جس کو متوسط درجہ کے لوگوں نے قبول کیا۔

اس کے بعد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ واقع بالحد میں وفات پائی۔ آئے۔ جو عوام الناس میں بڑے ہر دلعزیز اور پرلے درجہ کے سرگرم تھے۔ یہ بزرگ ابو حنیفہ کی آزاد بیٹے خیال اور مالکیوں کی تنگ خیالی اور شافعیوں کی عاصیانہ حالت سے متاثر ہوئے۔ انہوں نے صرف احادیث پر تمام ممالک میں اپنا نظام مذہب جاری کرنا چاہا۔

یہ آخوالہ کمر بزرگ آیات کریمہ کے لفظی معنوں سے سرمواد ہر اُدھر نہ ہوتے تھے۔ اس وجہ سے دانشی طور پر وجہ اللہ سے خدا کا واقعی تعلق اور پیدائش سے خدا کا واسطی نام نہ۔ اور استواء علی العرش سے خدا کو واقعی مقیم عرش مانتے تھے۔ عوام الناس میں ان کی بڑی عزت و عظمت تھی۔ سید امیر علی سپرٹ اوف اسلام میں لکھتے ہیں کہ وہ فرقہ "صفائیت" میں افراط کی حد تک پہنچ گئے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ خدا کی صفات اُس کی ذات سے جدا ہیں۔ خدا عرش پر مقیم ہے۔ ان آنکھوں سے وہ دیکھا جاسکتا ہے۔ آدمی کسی مفہوم میں آواز نہیں۔ ہر ایک فعل انسان براہ راست خدا کا فعل ہے۔ انہوں نے علوم و فنون کی مدت کی اور عقیدت کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔

عوام ان کی فصاحت و جوش سے متاثر ہوئے۔ اور ان کے ساتھ مل گئے۔ اور "حنفی" جو مارون اور رامون کے دربار میں اہل اعتزال پر رہنمائی کرتے تھے۔ "سنا بلہ" کے معاون ہو گئے۔ معتزلہ اور سنیوں کی جنگ چھڑ گئی۔ ممبروں سے گالی گلوچ کی بوچھاڑ شروع ہوئی۔ بغداد کے کوچوں میں بلوے اور فساد اور آٹے دن کشت و خون ہوئے رہتے تھے۔ "خلق قرآن" کی نزاع پر آنکھوں آدمی مارے گئے۔ مقتصد ۸۷۲ھ اور الف ۸۷۲ھ میں

تفتہ کے ساتھ اس جویش مذہبی کو فرو کیا۔ واقعے نے امام حنبل کو قید کر لیا اور وہ قید ہی میں فوت ہو گئے۔ ایک لاکھ چالیس ہزار مرد و عورت اُن کے جنازے میں شامل تھا۔ اُن کا نظام مذہبی کبھی مقبول عام نہ ہوا۔ حنفیوں میں جذب ہو گیا۔ اور حنفی مذہب کو ایک نئی صورت دی جو آج تک سچ ہے۔ امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تاسع مئی ۳۲۰ھ موافق ۹۳۱ء کی ولادت سے تھے جو جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے حکم ہوا تھا۔ یہ بزرگ ابتدا میں معتزلی اور جہانی کا شاگرد تھا۔ بصرہ کی مسجد میں عقائد اعتزال سے تائب ہو کر سُنی ہو گیا۔

امام مالک اور امام شافعی کے پیرو دونوں اس بزرگ کی نسبت سے اشاعرہ کہلاتے ہیں۔

امام اشعری کا شاگرد ابو زید مروزی (یعنی متوطن مرو) اور ابو زید کے شاگردوں کے شاگرد امام الحرمین ہیں۔ جو بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں اور ان بزرگ کے شاگرد امام غزالی طوسی رحمہ اللہ تاسع مئی ۴۰۵ھ میں حنفی ابو منصور ماتریدی کی نسبت سے "ماتریدیہ" کہلاتے ہیں۔ ماتریدی ایک قصبہ ہے جو ترمذ اور بلخ کے قریب ہے۔ ابو منصور متوطن ماترید و واسط سے شاگرد امام محمد اور قاضی ابو یوسف کا ہے۔ المتوفی ۳۲۰ھ۔

سنیوں کے چار مذاہب کو فروعاً میں مختلف ہیں۔ مگر اصول میں متحد ہیں۔

(۱) قرآن (۲) حدیث یا سنت (۳) اجماع امت (۴) قیاس۔ ان چار اصول پر اُن کے اعمال کی بنیاد ہے۔

مذکورہ بالا چاروں اماموں میں سے صرف مالک عمری نژاد ہیں۔ باقی سب کے سب ایرانی ہیں۔

امام اعظم صاحب کے دادا ازوطی نام نے حضرت علی کریم اللہ وجہہ کے

طے وقت نسبت قبل یا زلے دلا کر مروزی کہتے ہیں جس طرح بے کے کہنے والے کو رازی کہا جاتا ہے (اصح حدیث)

عمد میں ایران سے آکر کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ امام صاحب فارسی میں کافی استعداد رکھتے تھے۔

امام شافعی شہر غزہ ملک شام میں پیدا ہوئے۔ امام احمد بھی عجمی ہیں۔ سنیوں کے سب مشہور امام ایرانی ہیں۔ صاحبان صحاح ستہ بھی ایرانی تھے۔

(۱) محمد نام۔ امام بخاری لقب۔ واداروز بہ نام مجوسی مسلمان ہوا۔ متوطن بخارا ۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ "صدق" تاریخ ولادت "تور" تاریخ وفات احادیث

۴۷۵

(۲) امام مسلم۔ نیشاپور وطن ۲۴۱ھ تا ۲۶۱ھ۔ احادیث بارہ ہزار۔  
(۳) امام ابو داؤد ۲۴۲ھ تا ۲۵۵ھ متوطن سیستان جو اُس وقت خراسان کے ساتھ شامل تھا۔  
(۴) امام محمد ابو عیسیٰ۔ ترمذی ۲۰۹ھ تا ۲۷۱ھ۔ متوطن ترمذ جو ایک شہر بربل جیون واقع ہے۔

(۵) امام عبد الرحمن نسائی ۲۴۵ھ تا ۳۰۳ھ خراسانی۔  
(۶) ابن ماجہ ابو عبد اللہ ۲۶۹ھ تا ۳۴۰ھ متوطن قزوین۔ امامت یا خلا کو ہر ریعہ انتخاب مانتے ہیں۔

اشنا عشریہ معروف شیعہ ان کا بارہواں امام محمد المہدی ۸۷۳ھ تا ۸۹۳ھ تین سال کی عمر میں "نسرین زائی" میں جو مقصم باللہ نے بغداد کے قریب آباد کیا تھا۔ معتز علی اللہ ۲۷۱ھ کے عہد میں ایک غار میں غائب ہوا۔ اور وہاں سے واپس نہ آیا۔

ابن خلدون چودھویں صدی عیسوی میں اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ شیعہ اُس غار پر امام منتظر کے انتظار میں جمع ہوتے ہیں۔ کہ وہ اس غار سے نکلیں گے۔

اس امام کا آنا متردّد نہ ٹکھائوں سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ عالمگیر خلافت قائم کرے گا۔ سنی کہتے ہیں۔ کہ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا۔ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ کے ساتھ آئیگا۔

”شیعہ“ دو قسموں میں منقسم ہیں۔ اصولی۔ اخباری۔

”اصولی“ اپنے عقل سے کام لیتا ہے۔ اور اخباری اندھا دھند مجتہد کی پیروی کرتا ہے۔ امامت یا خلافت کو دو نون منصوص من اللہ یا امور من اللہ سمجھتے ہیں۔ اور امام غائب کے متعلق بھی متفق ہیں۔

اصولی احادیث کو تہذیب قرآن تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ان کے واجب العمل ہونے کی نسبت یہ معیار ہے۔ کہ کہاں تک وہ قرآن کریم کے مطابق ہیں۔ ان کے ہاں احادیث چار قسم کی ہیں۔

(۱) صحیح جس کا انتہا امام معصوم تک اور روایات امام عادل ہوں۔ جن کی صداقت اور امانت پر رباب حدیث کا اتفاق ہو۔

(۲) حسن جس کی سند امام معصوم تک اگرچہ روایات پر ثقہ یا عادل کا لفظ نہ آیا ہو۔ مگر مورخین نے ان کی تعریف کی ہو۔

(۳) موثق۔ جس کے راوی ثقہ اور عادل ہوں خواہ بعض یا تمام راوی

امامیہ ہوں۔

(۴) ضعیف۔ جو تینوں اقسام مذکورہ بالا میں نہ آوے۔

اصولی۔ اول الذکر تین اقسام کی احادیث کو مانگتے ہیں۔ اور اخباری چاروں قسم کی حدیثوں کو۔

امامیہ میں علامہ شیخ مفید مضاف عماد قادیان علیہ السلام ۹۹۱ھ تا ۱۰۳۱ھ میں اور دیگر کئی ایک مجتہد بڑے پایہ کے گذرے ہیں۔ ہم خوف طوالت ان کا ذکر قلم انداز کرتے ہیں۔ انسان کی خود مختاری اور مجبوری کے متعلق بین بین میں۔ یعنی نہ کلی خود مختار اور نہ کلی مجبور۔ الامر بین الامرین۔



مختصر یہ ہے کہ ذات و صفات مبدع و معاد، نوعیت حشر و نشر اور نوعیت  
رویت خدا سے قطع نظر کر کے باعتبار آزادی افعال عبادیوں کے عہد  
میں تین فرقے مستقل طور پر قائم ہو گئے۔

۱) ”جہرہ“ یہ مذہب اشاعرہ کا ہے۔ فعل مخلوق خدا ہے۔ اس میں  
انسان کی مرضی کا کوئی تعلق نہیں۔ خدا شہنشاہ ہے۔ گنہگار کو بخش دے  
اور نیکو کار کو سزا دے دے۔

۲) ”قدریہ“ یا ”لقویض“ یہ مذہب اہل اعتزال کا ہے۔ انسان فعل مختار  
ہے۔ اور اس کو اچھے اور بُرے فعل کے منتخب کرنے کا اختیار ہے۔  
۳) افعال انسان پیدا کرتا ہے۔ مگر نیکی اور بُرائی خدا نے پیدا کی ہے  
لیکن انسان کو بُرائی کرنے کے واسطے مجبور نہیں کیا۔ یہ مذہب امامان  
اہل بیت کا ہے۔

سوائے مامون مقتدم اور واثق کے سب خلفاء عجمی سنی تھے بنصوہ  
نے اہل بیت پر ظلم کیا۔ ہارون نے براۓ کو اس شبہ پر قتل کرایا کہ وہ شیعہ  
ہیں۔ مامون مقتدم اور واثق کے عہد میں مسئلہ خلق قرآن پر مباحث جہتوں  
اور معتزلہ میں ہوئے۔ اور کئی ایک خانہ جنگیاں ہوئیں۔

المتوکل علی اللہ ۸۴۷ھ تا ۸۶۱ھ نے غیر مسلموں اور اہل اعتزال  
کو ملازمت سے برخاست کر دیا۔ اہل بیت کا بھاری دشمن تھا۔ حضرت علی  
اور حسین علیہما السلام کے مقبرے منہدم کرائے۔ باغ فدک جو عمر بن عبد العزیز  
نے واگذار کر دیا تھا ضبط کر لیا۔ امامیہ نے اس کو ”ناصبی“ خطاب دیا۔  
مستنصر ۸۶۱ھ تا ۸۶۴ھ نے روضہ حضرت علی اور حسین تعمیر کرایا اور  
امامیہ کے متعلق رواداری کا اظہار کیا۔

۹۴۵ھ میں خاندان آل بویہ چین کو دیا گیا بھی کہتے ہیں۔ برسر اقتدار  
ہوا۔ اسی سنیین عضد الدولہ نائب السلطنت نے مستغنی باللہ ۹۴۷ھ میں

کے عہد میں یوم عاشورا قائم کیا۔ اور عید خم غدیر منائی۔ اس وقت سے آج تک مسلمانوں میں امام حسین کے ماتم کی یاد تازہ کی جاتی ہے \*  
 مطہج الشہداء ۳۳۳ھ جلوس کے عہد میں ۳۵۵ھ میں بغداد کے وازوں پر اس مضمون کے اشتہار چسپان کئے گئے۔ "لعنت اُس شخص پر جس نے باغ فدک حضرت فاطمہ کو نہ دیا۔ امیر معاویہ پر لعنت۔ اُس شخص پر لعنت جس نے امام حسن کو جناب پیغمبر کے مقبرہ میں دفن نہ ہونے دیا۔ اہل بیت پر جن لوگوں نے ظلم کیا لعنت" \*  
 ۳۵۲ھ یوم عاشورا قائم کیا۔ بازار بند کئے گئے۔ کھانا پکانا روکا گیا۔ عورت و مرد ماتم حسین میں روئے اور آہ و بکا کرتے تھے۔ اور اسی سال ۱۲ ذی الحجہ کو خم غدیر منائی گئی \*  
 شیعہ اور سنی دونوں فرقے آل بوہرہ کے عہد میں جو ۵۵۰ھ تک رہا بڑی شد و مد سے قائم ہو گئے۔ اور "نواصب" اور "وافض" کی اصطلاحیں اسلامی تاریخ میں اضافہ ہوئیں \*  
 آل بوہرہ کو سلجوقیوں نے نکالا جو سنی تھے۔ ۵۵۵ھ ۵۶۹ھ

شیعہ اور سنیوں کی خانہ جنگیاں وقتہ فوقتہ ہوئی تھیں۔ شیرازہ جمعیت منتشر ہو گیا۔ باہمی جنگ و جدل میں مسلمان ضعیف ہوتے گئے۔ تا آنکہ چنگیز خاں منگول نے اس ضعف کا فائدہ اٹھایا۔ اور اسلامی ممالک کو تباہ و برباد اور باشندوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ فتنہ تاتار میں فرید الدین عطاء ۶۲۷ھ شہید ہوئے۔ یہ صلح گل بزرگ صنی اور شیعہ کے یہودہ تنازعات سے متاثر ہو کر دو بھر سے دل سے یوں فرماتے ہیں

زنا دانی دل پر جمل پر مکر گرفتار علی ماندی و بو بکر  
 چو یکدم زیں پختیل مے ترشی نمیدانم خدارا کے پر سنی  
 اور مولانا روم المتوفی ۸۰۸ھ ۸۱۲ھ

رافضی انگشتِ درونداں گزید چوں علی را با عمر آ میخند  
 مستعصم باللہ ۲۳؎ جلوس کے عہد میں موید الدین علقمی شیعہ  
 اور مجاہد الدین سنی تھا۔ موید الدین نے نصیر الدین محقق طوسی شیعہ سے  
 جو وزیر اعظم ہلاکو خاں کا تھا۔ خط و کتابت کی۔ ہلاکو خاں نے شیعہ و سنیوں  
 کی خانہ جنگیوں کا فائدہ اٹھایا۔ بغداد کو تباہ کیا۔ خلیفہ کو قتل۔ اور چالیس  
 دن تک قتل عام جاری رکھا۔ وجہ کا پانی خون سے سرخ ہو گیا۔ بعض  
 مؤرخ کہتے ہیں کہ بغداد کے کتب خانے جو پانچ سو سالہ محنت اور جانفشانی  
 سے مہیا کئے گئے تھے۔ دریا میں بہا دئے گئے۔ اور کتابوں کی سیاہی سے  
 کٹی دن تک وجہ کا پانی سیاہ ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون ۵

کیا بغداد کو برباد اپنی خانہ جنگی نے  
 مٹایا نام غرناطہ کا بے نام و نشان ہو کر  
 بچا کر کے چھوڑا ہم کو آپس کی خصوصیت  
 انگلیں دل کی دل ہی میں رہیں رو نہاں کر  
 افسوس ہم مسلمانوں نے ماضی کے فنا لئے جن سے اب کچھ حاصل نہیں  
 ہو سکتا نہ بھلائی۔ اپنے حال کو نہ سنوارا۔ اور آئندہ کی فکر سے غافل  
 نہیں ۵

سرمو بھی نہیں ہے فرق شیعہ اور سنی میں  
 مٹا دیں سارے جھگڑے مولوی گرد میناں کر  
 تفصیل کے لئے دیکھو ہمارا مضمون بعنوان ”اسلام میں فرقہ بندی  
 اور اس کے مضرت نتائج“ اب ہم اس حصہ مضمون کو ان اشعار پر ختم کرتے  
 ہیں ۵

۵۵۵ سعدی صاحب نے مستعصم کا بڑا پر زور مرثیہ لکھا ہے جس کا مطلع یہ ہے ۵  
 آسمانِ راحق بو و گر خونِ بگریز زمین۔ برزوال ملکِ مستعصم امیر المومنین

یا اولی الالباب سنبھلو قعر میں ادبار کی۔  
 لے چلی ہیں۔ شیعہ و سنی کی خانہ جنگیاں  
 ایک دین اور ایک قبلہ اک رسول و اک کتاب۔  
 ہے سمجھ قاصر کہ پھر کیوں ہیں یہ فرقہ بندیوں :-

ہم تو چند رسالت اور معاذ میں اصولی طور پر متفق ہیں۔ فروعات کے  
 تنازعات نہ بھی ختم ہوئے نہ ہونگے۔ وسیع الشرحی سے کام لینا چاہئے۔  
 مذہبی اور معاشرتی میدان میں معاندین اور مخالفین کا مقابلہ یکسوئی اور اتحاد  
 سے کرنا چاہئے۔ یہاں سنی و شعی کی لا طائل بحث اور وٹاں سرے سے خدا  
 اور رسول سے جواب اور اقتصادیات پر قبضہ سے

سنبھلو و گرنہ رہنا یا اس طرح پڑے گا۔

گوٹا اور بھیل جیسے کمزور و ناتواں ہیں :-

جب سنی برسر اقتدار ہوئے۔ شیعوں پر ظلم کیا گیا۔ اور جب شیعہ کے ہاتھ  
 میں حکومت آئی۔ سنیوں پر جو روستم توڑے گئے :-

صفویہ خاندان کے عہد میں سنیوں پر تشدد کیا گیا۔ مجتہدوں کا زور  
 ہو گیا۔ مگر شاہ عباس اول نے رواداری سے کام لیا۔ اسی شیعہ و سنی  
 کے تنازعات نے حدود ایران اور ترکی روم اب تک مشخص نہ ہونے  
 دیں۔ اور نہ ایرانیوں اور ترکوں کا اتحاد ہوا۔ جو ملکی وجوہات کی وجہ سے  
 نہایت ضروری اور اہم تھا۔ ہندوستان میں بھی مغلیہ سلطنت کا خاتمہ  
 شیعہ و سنی کے تنازعات کی وجہ سے ہوا۔ اور رنگ زیب سنی اور خاندان  
 بہمنی و کن شیعہ۔ دونوں میں جہاں و قتال۔ بالآخر بہمنی خاندان ضعیف  
 ہو گیا۔ جن سے مرہٹہ و بے رہتے تھے۔ بہمنی خاندان کے خاتمہ پر مرہٹہ  
 اُٹھے۔ اور مغلوں کے خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ فاعتبہ و ایا اولی لا بصار :-

ہم نے بار بار کہا اور اب پھر کہتے ہیں۔ کہ آفتاب اسلام ایک ہی ہے :-

اور اس کی کرنوں میں وہی آب و تاب ہے۔ مگر یہ شعاعیں قوس قزح کی طرح مختلف در پچھل سے گزرنے کی وجہ سے مختلف الماوان ہو گئی ہیں۔ ورنہ ان کی اصلیت اور حقیقت وہی ہے جو پہلے تھی۔

یہ وہی روشن دین ہے جو پیغمبر خدا نے سکھایا۔ اور جس پر تاویلات حضرت فاروق عمل ہوتا رہا۔ بعد کی خانہ جنگیاں، فرقہ بندیاں اور نوعیت ذات و صفات جبر و دین نہیں اور نہ کبھی تھیں۔

از کثرتِ رودن نشود مہر مکرر لے کج نظراں شیعہ و سنی مست یکے **تصوف**۔ نظام مذہب نہیں۔ مگر چونکہ ایرانی نژاد ہے اور بواسطہ حضرت ابو بکر اور حضرت علی اس کا سلسلہ پیغمبر خدا تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا اجمالی تذکرہ اس موقع پر پہلے محل نہ ہو گا۔

تصوف۔ فارسی کے موجودہ علم ادب کی جان ہے۔ علی حزمین سے کسی نے پوچھا تھا "تصوف چیست" اُس نے جواب میں کہا "برائے سخن گفتن خوب است"

اسلام میں خدا "محیط کل" اور جناب پیغمبر نے ہمیشہ وہ سرگرمی اور محویت جو طاعتِ خدا کے قدیر و مقدر کے ساتھ مخصوص تھی۔ ظاہر فرمائی۔ اس محویت پر وہ بنیاد قائم ہوئی۔ جس پر اسلامی تصوف کی عمارت قائم کی گئی۔

جناب پیغمبر کے زمانے میں عمل اور ادائیگی فرائض سب امور سے مقدم تھی۔ خیالِ بندگی اور تحصیلِ کاناام و نشان نہ تھا۔ اس لئے "اشرافی" یا "تحلیلہ فلاسفی" کا وجود میں آنا ناممکن تھا۔ مگر امتنا ضرور ہوا کہ علی سرگرمی کو ابھارنے کے لئے قرآن کریم میں ذاتِ خداوندی پر بھروسے کے متعلق چند آیات سن

لے چھوٹا دروازہ اور الفاظ کو دیکھنے سے جن میں کلمہ ہے تعمیر کا کام دیتا ہے۔ جیسا کہ بارغ۔ پند و قند و چہرہ قیاس اور چہرہ کرنا چاہئے بدون پاسکے۔ صاحبِ غیثات کی یہ تحقیق درست معلوم ہوئی ہے۔ کہ در پچھل در پچھل ہے۔ ہزہ کے معنی چھوٹے کے ہیں۔ بوقت ترکیب یا کو ساکن کر دیا جیسا کہ شکلیہ ہزہ۔ ناویزہ (مشک کو چک ناو کو چک) احمد مخدومی ۱۳

کر یہ نازل ہوئیں۔ جن کے سیاق و سباق کے دیکھنے سے صاف پتہ چلتا ہے۔  
 کہ اُن سے مخلصانہ عمل مقصود تھا نہ صوفیانہ تخیلات۔ مگر تاہم جدت پسند  
 طبائع اس کے کئی ایک مختلف معانی یا مفہوم مستنبط کر سکتی تھیں \*  
 اس قسم کے پراسرار اور اثر آفرینانہ عناصر تمام مذاہب دنیا میں موجود تھے۔  
 اور اب بھی موجود ہیں۔ جب اخلاقی اور جسمانی لڑائیاں کم ہو جاتی ہیں۔ عمل اور  
 چابکدستی کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے۔ تو انسان طبعاً اس پراسرار فلاسفی پر صلح  
 کا راز نظر ڈالتا ہے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ انسانیت اور اعلیٰ اخلاق  
 کی تصدیق صرف نصوت ہی ہے اور بس۔

مگر بائیں ہمہ یہ تجزیل کسی شخص یا اشخاص یا قوم یا اقوام کے متعلق اُن  
 کے اپنے اپنے رجحان اور میلان کی وجہ سے مختلف اثرات پیدا کرے گا۔ او  
 ان اثرات کے دیر اثر دیکھا جائے گا۔ کہ کہاں تک کوئی خاص شخص یا قوم  
 معقولات کو مادیات سے اور طبیعیات کو اکثیات سے جدا اور علیحدہ رکھ سکتی ہے  
 پس ہندوؤں کے ہاں ایک خصوصیت یا شخصیت کا "غیر محدود"یں  
 مستغرق یا جذب ہو جانا ایک انتہائی راحت ہے۔ جسے وہ مکھش سے تعبیر  
 کرتے ہیں۔ اور جو انہیں تناسخ کے چکر سے محفوظ اور مصون کر دیتی ہے \*  
 خدا کی غیر محدودیت کا مفہوم ان کے لئے یہ امر مشکل بنادیتا ہے۔ کہ وہ  
 عبداور مجبور یا پریسٹ اور خدا میں تمیز کر سکیں۔ وہ اپنے آپ اور خدا میں کوئی  
 فرق نہیں کر سکتے۔ آخر کار وہ خدا اور مختلف اشکال کا عنایت کو جن میں وہ مظاہر  
 خدا سمجھتے ہیں۔ ایک واحد وجود سمجھتے ہیں \*

یہ سلسلہ خیالات رفتہ رفتہ ان کو اس منزل پر لجاتا ہے جو "بھگوت گیتا"  
 میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ کہ خالق اور مخلوق ایک ہی ہیں۔ اور ان میں باہمی  
 کوئی تمیز نہیں۔ اس طرح پر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیسے عجیب و غریب طرز سے  
 عقیدہ وحدت وجود یا ہمہ اوست اپنے انتہائی اظہار میں اشیاء پر ترقی ریش انم

کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جو خدا کی ہستی ماننے سے پہلے سوسائٹی کی ابتدائی اور غیر منہذب حالت میں موجود تھا۔

”اشیاء پرستی“ فیثش ازم“ میں خوف کی وجہ سے اشیاء کی پرستش جاری ہوتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ اور بتدریج اُن اشیاء کے ساتھ ایک ”تصور متخیلہ“ منسوب کیا جاتا ہے۔ جس کو قابل پرستش خیال کیا جاتا ہے۔ پھر امتداد زمانہ سے یہ ”تصورات متخیلہ“ ایک عالمگیر اور وسیع ”تصور“ میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح پر ظاہر ہوتا ہے کہ مادی وحدت وجود ”یا“ طبیعیات کا ایک مرکز پر اتحاد، پہلا قدم ہے۔ جو ”اشیاء پرستی“ (فیثش ازم) کے قعر سے نکالتا ہے۔ ”تجددِ افلاطونیہ“ (نیو پلینیٹو ازم) مشرقی خیالات نے پیدا کیا۔ اور مسیحیت پر اُس نے وہ اثر کیا۔ جو ”عشتائے ربانی“ کی شکل میں عیسائیوں میں متداول ہے۔ ”تجددِ افلاطونیہ“ کو مسلمانوں میں شہاب الدین سہروردی مقتول ۷۹۹ھ نے رواج دیا۔ ورنہ اس سے پہلے مسلمانوں نے فلسفۂ اشراق کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔

”متعادل تصوف“ جس کو صحیح مفہوم میں تصوف کہہ سکتے ہیں۔ اور جس میں یہ اعلیٰ اور ارفع خواہش موجود ہے کہ غیر محدود یعنی خدا تک رسائی حاصل ہو مسلمانوں نے پیدا کیا۔

وہ مخلصانہ اور محویت تام پیدا کرنے والے ترانے وہ خدائے قدیر و مقتدر کی قدرت اور اقتدار کے نغمے جو قلب الطہر اور اقدس محمدیہ سے نکلے۔ اور بگوئے قرآن حکیم فارہین کرام کے دل و دماغ کو محفوظ و مسرور کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ نیک دل اور نیک نما و بزرگوں کو اس طرف کے گئے کہ معائے قرآن کریم اس سے افضل اور اعلیٰ ہیں جو بظاہر معلوم ہوتے ہیں۔ پس خدا کے محیط ہونے کا تصور جو قرآن اور جناب پیغمبرؐ نے سکھایا۔ مسلمانوں کو اشراقی اور متخیلہ فلاسفی کی طرف لے گیا۔ جس کا نام انہوں

نے تصوف رکھا۔

ہشام برادر نیریز رحمۃ اللہ علیہ تا ۱۲۵ھ ۱۲۵ھ کے عہد میں حسن بصری فوت ہوئے۔ اور عہد امتیہ میں ابو حاتم رابعہ بصری، مالک دینار، شفیق بنی حبیب، عجمی، بایزید بسطامی، حارث محاسبی اور حاتم اصم صوفی موجود تھے۔ امام اعظم خواجہ حسن بصری سے مستفیض ہوئے۔ اور امام اعظم کے شاگرد فضیل بن عیاض، تائب، ابراہیم ادہم، بشر حافی اور داؤد طائی منصور کے عہد میں، امام علی رضا اور ان کا شاگرد معروف کرخی، معروف کرخی کا مرید سرسقی سقطی جو خالو اور مرشد حضرت جنید تھا، ابوسفید شمر ازہم عصر سقطی بشر حافی اور ذوالنون بصری بھی ہم عصر سقطی تھے۔ یہ بزرگوار مامون کے عہد میں موجود تھے۔ مقتدر بالله رحمۃ اللہ علیہ تا ۳۲۰ھ ۳۲۰ھ کے عہد میں جنید، شبلی، منصور اور ان کے ہم عصر سہل بن عبد اللہ ثمری، ابو عثمان حیری خراسانی، ابراہیم بن داؤد سہلی اور ابن عطار مرید جنید جو تنزیل اور تاویل میں سرآمد روزگار تھا۔ حضرت جنید جن کو سید الطائفہ کہتے ہیں۔ ۳۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ شیخ فرید الدین عطار نے ۳۲۰ھ میں ایک کتاب تالیف کی۔ جس کا نام تذکرۃ الابرار ہے۔ اس میں تمام صوفیاء کرام کا مختصر تذکرہ درج ہے۔ اس کے استقصا سے معلوم ہوا

لے فضیل پہلے ڈاکو تھا اور ہنزوں کا سرغنہ ایک رات سحری کے وقت ایک قافلہ کو لوٹنے کے لئے نکلا۔ جسے خوان اور مٹ پر بیٹھا آہ کر میہ المہین للذین امنواں بخشے قلوبہم لذلک اللہ، تلاوت کر رہا تھا پشیمان ہو کر لوٹ آیا اور قہ کی۔ بعد ازاں حضرت امام اعظم کو مدین فقہ میں مدد دی۔ صوفیاء شافعی میں اس کا نام خواجہ فضیل ہے۔ ہارون رشید کو بارہ امور ملکداری میں نصیحت کی تذکرۃ الابرار فرید الدین عطار نے لکھ کر ایک محلہ بغداد میں (بسنے والا) احمد رحمۃ اللہ علیہ تری سندھی یہ فتح اول و کسرت ثانی و تشدید بیاض تختانی (احمد) اس بزرگ نے سب سے پہلے رباعی فارسی میں خیالات صوفیہ ظاہر کئے ہیں ۳۵۰ھ خزاز (روزہ روز) مشتق از روزہ دینا (احمد) ۳۵۰ھ بکسر با سے موجدہ حرف را کو اٹھا سے پڑھنا چاہئے۔ حافی رہے نہ پا چلنے والا) احمد۔



ہے کہ اول اول نقطہ مرکزی "خوف" تھا۔ خوف سے صوفیاء کرام "رجا" کی منزل میں آئے۔ اور حضرت جنیدؒ پہنچ کر رضا کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے۔ تب سے "رضا و تسلیم" ان بزرگواروں کا مرکزی نقطہ ہے جس کا حصول ان کا نصب العین ہے۔

علماء دین میں سے امام غزالیؒ طریقی سنیہ اور حکماء میں سے ابن طفیل اندلسی نے جو ہم زمان غزالی تھا، تصوف پر زور دیا۔ کتابیں لکھیں۔ اور صوفیاء علم ادب کو وسعت دی۔ اس کے بعد پیر عبد القادر گیلانیؒ سنیہ سے جو کمال و حال میں وحید العصر تھے۔ تصوف کو عالمانہ اور عارفانہ رنگ میں رنگ دیا۔ ان کے بعد شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ متوفی ۵۶۳ھ اور شہاب الدین سہروردیؒ متوفی ۶۹۵ھ نے اشراقی فلسفہ میں کمال پیدا کیا۔ علماء ظاہر نے شہاب الدین پر قتل کا فتوے دیا جس کی تعمیل ہوئی۔ ابن عربی بچ گیا۔ مگر اکثر علماء دین اس کے خلاف ہیں۔

حکیم سنائیؒ بعد بہرام شاہ غزنویؒ ۷۹۷ھ فرید الدین عطارؒ ۷۲۷ھ خاقانیؒ سعدیؒ ۷۹۱ھ نظامیؒ ۷۹۶ھ حافظؒ ۷۹۱ھ عراقیؒ مغربیؒ اور دیگر کئی ایک بزرگوں نے تصوف میں مظلوم کتابیں لکھیں۔ جن میں مولانا رومؒ متوفی ۷۶۳ھ سب سے برآوردہ ہیں۔ مختصر یہ کہ تصوف اصلی اور پاکیزہ جو قرآن پر مبنی اور داغ و اثر شریعت کے اندر ہے۔ نہایت ہی اعلیٰ اور مکمل مضمون ہے۔

لے طوس ملک فارس میں مشہور شہر ہے علی ہوسنی رضا کا مدفن ہونے کی وجہ سے مشہد مقدس کہلاتا ہے۔ پیر عبد القادر کو سلطان سنجر سلجوقی ملک نیمروز و جرمعاش کے لئے دیا اور لکھا کہ یہ آپ کا وظیفہ مقرر کیا گیا ہے پیر صاحب نے انکار کیا اور یہ دوشعر لکھ بھیجے۔ چون تاج سنجر رخ بخت سیاہ باد باقر گرد ہوس تاج خرم۔  
تا لام خبر ہزار ملک شیشب۔ صد ملک نیمروز یک جوہی خرم ہدیہ تھا لاکھ و رجب نیا سے سفر سلجوقیوں کے تاج میں با تاج عباسیہ سیاہ رنگ کی طور سے ہو کرتے تھے۔ سعدی کے وقت تک صوفیاء اپنے تہذیبی و تمدنی ترقی کے لئے جو حیرانت کے مال سے نفرت کرتے تھے پاکستان میں حکایت ہے کہ بادشاہ نے درویشوں میں کچھ روپیہ تقسیم کرنے کے لئے وزیر کے پاس

بھیجا۔ وزیر روپیہ پیش کیا اور کہا کہ جو درویش ہے وہ روپیہ نہیں لیتا۔ اور جو لیتا ہے وہ درویش نہیں ہے۔ وزیر نے

جس پر شعراء ایران نے طبع آزمائیاں کیں۔ امام غزالی جو بڑے پایہ کے صوفی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ تصوفِ علیم اور جلیل دماغ میں ایک کیفیت پیدا کرتا ہے۔ جس کی معرفت اور مہر و صرف ذوقِ سلیم سے تعلق رکھتا ہے۔ لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تصوفِ دین و دنیا کے لئے مفید ہے۔ مگر جاہل اور عامیانا دماغ کو مختل کر دیتا ہے۔ نہ دین رہتا ہے نہ دنیا۔ وہ فرماتے ہیں اب دنیا کا کیا حشر ہو گا۔ کہ لوگوں نے تصوف کے پیچھے پڑ کر دنیاوی کاروبار ترک کر دئے ہیں۔ کسانوں نے کاشتکاری چھوڑ دی ہے۔ اوزناہروں نے تجارت۔ سچ یہ ہے کہ چونکہ تصوف نظامِ مذہب نہیں۔ اس لئے کوئی نقطہ مرکزی مقرر نہیں جس پر قیام کیا جاسکے۔ اس لئے جاہل اور نادان معنی کی حالت میں اخلاق کی بنیادیں متزلزل اور کمزور ہو جاتی ہیں۔ غفلت اور سہل انگاری کا رو بار سے بے پروائی۔ طبیعت کچھ ایسی متوالی ہو جاتی ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی۔

خیالاتِ نادانِ عزالت نشین۔ ہم برزند عاقبت کفر و دین آج کل بھی ہم انفس کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ کہ عامۃ الناس اس کی وجہ سے رہبانیت کی طرف جھمک گئے ہیں۔ سب نہیں تو بعض ابلہ فریب گدی نشین بزرگواران کو تہ اندیشوں کا مال و اسباب ضبط کر رہے ہیں۔ سعدی نے مدتِ ہوائی سلاخ میں یہ شکایت کی تھی کہ

ترک دنیا مردم آموزند خویشتن سیم و غلہ اندوزند

مگر میں آج ساڑھے چھ سو سال کے بعد ۱۳۳۳ھ میں لسان العصر اکبر کا ہریان ہو کر کہتا ہوں۔ کہ آج بھی وہی حالت ہے

خریب ضرورتِ معیشت ہے بہت خرقے کو بھی اب خیالِ خلعت ہے بہت خالق کے جمال کا تو سودا کم ہے اللہ کے نام کی تجارت ہے بہت صوفی صاف باطن کم رہ گئے۔ ہاں دوکانداریاں ہیں سو

لہذا جسے صاف حال کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ تا کہ حق باقی الٹ نہ جہاں چہ مردوانا کے مخور و نشوون

انسان کو چاہئے کہ وہ اہل فہم ہو دنیا پر جب تک کہ تسلط ہے اہل فہم  
جب اہل باطن کا یہ حال ہے۔ تو اہل ظاہر کی نسبت خاموشی اختیار کرتا ہوں ع  
حکایت بود بے پایاں بجا خاموشی ادا کر دوں

فرقہ بابیہ۔ محمد شاہ ناچار کے عہد میں جو بڑا پوتا محمد شاہ ناچار اول کا تھا پیدا  
ہوا لکھنؤ والی محمد شیرازی ۱۸۱۹ء تا ۱۸۵۷ء جو مدت تک عرب اور شام میں  
وعظ کرتا رہا۔ اس کا بانی ہے۔ مقتدوں نے اسے خطاب ”باب“ یعنی حضرت  
اعلیٰ کا دیا۔ اس کے عقائد وحدت وجودی۔ مجموعہ اخلاق سخت ہے۔ اس میں  
نرمی اور حلم کو کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ باب ۱۸۵۷ء میں مارا گیا۔ قرۃ العین  
ان میں ایک عورت پیدا ہوئی۔ جو فصیح البیان اور بڑے پایہ کی شاعرہ تھی۔  
چہ وہ کے مخالف اور لونیوں کا امتناع کرتے ہیں۔ معاشرانہ زندگی سدھانے  
میں کوشش کرتے ہیں۔

احمدیہ فرقہ ملک پنجاب یا تو ”فرقہ بہائیہ“ کا متبع ہے یا تو اردو۔ یہ بزرگوار علی صاحب  
معاشرت میں سرگرم اور سچے مسلمان ہیں۔ اس کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی  
ہیں۔ جو ابتدائیں ”مصلح“ پھر ”شیل سچ“ پھر ”سیح و مہدی“ بنے۔ جب ”بروز محمدیہ“  
کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ فوت ہو گئے۔ امید ہے کہ ان بزرگواروں سے اسلام کو  
ہمت مدد ملے گی۔ خواجہ کمال الدین صاحب احمدی آج کل لندن میں سرگرم

مرزا علی محمد پیدائش ۱۸۴۷ء اور ۱۸۷۷ء میں اپنے آپ کو پیغمبر قرار دیا ۱۸۷۷ء میں مارا گیا۔ اس کے  
پیروا الزام بغاوت میں گرفتار ہوئے۔ ہندوکار ۱۸۷۷ء میں قسطنطنیہ اور وہاں سے ایڈریا فوٹل میں  
جلاوطن کئے گئے۔ پھر ان میں ایک شخص ”بہا“ پیدا ہوا۔ اور فرقہ کا نام ”بہائیہ“ رکھا۔ باب کو شاہ نام لکھنؤ  
ناچار نے ۱۸۷۷ء میں تہذیب میں متزل کیا۔ منہ ۱۸۷۷ء وہ اپنے تئیں انفرادہ اور ہم آہنگی کے عہد کے رہنے والے تھے (احمدی)

۱۸۷۷ء اس کا پورا نام بہاؤ اللہ ہے۔ ۱۸۷۷ء میں اس نے جلاوطنی کے وقت مریدین کو بتلایا کہ باب  
(علی محمد باب) جس کی پیشینگوئی کیا کرتا تھا۔ وہ منتظر انتظار کیا گیا۔ میں ہوں۔ بہاؤ اللہ  
نے ۱۸۷۷ء میں رحلت کی۔ اس کی وصیت کے موافق اس کا بڑا بیٹا عباس آفندی  
جانشین ہوا۔ اور لقب عبدالبہاء (بہاؤ اللہ کا غلام) رکھا۔ جو زندہ ہے۔ اور شہر عکا  
میں مقیم ہے۔ (احمدیہ تحریک)

عہد یزید حکیم محمد بہائی اور ایک اور صاحب نام ہر رسول کے ان کے عقیدے جو سننے میں آئے ان میں ایک بہت بڑا اہل ایمان و عقیدہ  
ہے۔ قاضی کو نہیں ملتا ہے۔ قاضی کو نہیں ملتا ہے۔ قاضی کو نہیں ملتا ہے۔ قاضی کو نہیں ملتا ہے۔ قاضی کو نہیں ملتا ہے۔

عہد یزید حکیم محمد بہائی اور ایک اور صاحب نام ہر رسول کے ان کے عقیدے جو سننے میں آئے ان میں ایک بہت بڑا اہل ایمان و عقیدہ

اشاعت اسلام ہیں۔ اور ان کی ساعی جیلہ بار آور ہوتی معلوم ہوتی ہیں۔ خدا  
ان کو جزائے خیر دے۔

ایرانیوں نے فرقے تو بہت بناوٹے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ اصول  
میں سب متفق ہیں۔ قرآن کریم ان کو ایک مرکز پر لا کر رہیگا۔

آرہی ہے ساری دنیا مرکز تو حید پر۔ آفتاب دین قیم ہو رہا ہے ضو نشان  
(ج) علوم و فنون { اب ہم اسلامیوں میں علوم و فنون کی ترقی کا حال  
بیان کریں گے۔ اور خصوصیت کے ساتھ اجمالی

طور پر یہ بھی بتائیں گے۔ کہ ایرانیوں کا اس میں کیا حصہ ہے۔

جناب پیغمبر کے حضور میں زمانہ سعادت میں زید بن ثابت نے سریانی  
اور عبرانی زبان بموجب ارشاد عالی پڑھی۔ کہ یہود سے غلط و کتابت میں کسائی پڑ  
حضرت عمر کے عہد میں یحییٰ بنوی جو مسیحی تھا۔ عمرو بن عاص فاتح مصر کا  
مقرب تھا۔ بعض صحابہ نے فارسی میں دستگاہ حاصل کی۔ چنانچہ پیغمبر نے ہرمز  
سے فارسی میں گفتگو کی تھی۔

امیر معاویہ کے عہد میں ابن اثال عیسائی طبیب نے یونانی سے عربی میں  
کئی طب کی کتابیں ترجمہ کیں۔

ولید اول سے عہد جلوس کے عہد میں قبادین سریانی سے عربی میں  
ترجمہ ہوئی۔ عمر بن عبد العزیز سے جلوس کے عہد حکومت میں تالیف عجم کا  
ترجمہ عربی میں اور وہ سامان مہیا کئے گئے۔ جن سے غیر قوموں کے علوم و  
فنون پر اطلاع ہوئی۔

ابو جعفر منصور عباسی ۱۵۷ھ جلوس اس کے عہد میں عبد اللہ ابن المقفع  
موسی جس کی مادری زبان فارسی تھی۔ مسلمان ہوا۔ اور زبان عربی میں کمال پیدا  
کیا۔ اُس نے فارسی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کیا۔ اب الکبیر و الصغیر و اخلاقی  
لہ اثوار سپرٹ اوف اسلام۔ سیر اسین ہسٹری مصنفہ سید امیر علی رسائل و علم کلام۔ مولانا شبلی پڑ

آتا ہے۔ اگرچہ سب طبیب تھے۔ مگر وہ سورہ سجدہ کی یہ آیت نہ ملا۔ ہر ملک پیش کر رہے ہیں کہ قید براہ اس میں اسلام

قیہ خاصہ ص ۹۹ یا شاید دوسری طرح یہ قیہ کہتے ہیں۔ مشکب آیات و احادیث کا مختصر کرتے ہیں۔ کہ یہ ان کے نزدیک شریعت قرار دے گا۔ گند سطر کے بعد مرد ہو جاتی ہے۔ اور تازہ دم ہوں۔

کتابیں عربی میں ترجمہ ہوئیں۔ قیصر دوم سے کتب فلسفہ منگو آئیں۔ حاج عیسائی طیب نے منصور کا علاج مسئلہ ۴۸ میں کیا۔ اور بعد میں اس کا خاندان دبار عتبات میں مسئلہ ۵۶ تک معزز و محدود پر ممتاز رہا۔ خالد بن برمک فارسی وزیر اعظم تھا۔ اس کے عہد میں تصنیف و تالیف اسلامی مسئلہ ۱۳۸ یا ۱۳۹ میں شروع ہوئی۔ محمد بن اسحق نے حساب پیغمبر کی سوانح عمری لکھی۔ مذہبی آزادی اور ایک فرقہ کو دی گئی۔

ہارون رشید ۸۰۶ء جلوس کے عہد میں سریانی اور سنسکرت سے ترجمہ ہشام بن حکم مشہور متکلم علم ادب سائنس اور آرٹ کو فروغ اعلم موسیقی کی سپرستی اور اس میں ڈگریاں۔ شارلمین شاہ فرانس اور فقور چین سے خط و کتابت صیغہ تعلیم قائم کیا۔ اور سطوریہ فرقہ کے عیسائی عموما پر فیس مقرر رکھے۔ مامون ۸۱۳ء جلوس کے عہد میں۔ مقتولہ اور ستیوں کے مباحثہ تا بیچ یعقوبی مولفہ احمد بن ابی یعقوب جس میں مسئلہ ۵۹ کے حالات تراجم بخیر ہیں۔ مامون نے خواب میں ارسطو دیکھا۔ حنین بن اسحق، یعقوب کندی، اسلم بن ہارون اور سعید بن ہارون علامہ دہر تھے۔ الکندی اگرچہ عرب مگر بصرہ و بغداد میں مدت تک رہا۔ فیلسوف فارسی کا عالم تہذیب ۹۱۳ء تا ۹۵۴ء۔

موسے بن شاکر ریزن تا لب ہوا۔ اس کے عین پسران محمد حسن اور احمد تینوں صاحب کمال علم ادب سائنس اور فلسفہ کو ترقی مسلم، یہودی، عیسائی پارسی اور صابئیں باہم علمی اور مذہبی مناظرات کرتے تھے۔ معصم باللہ ۸۳۳ء جلوس۔ اس کے عہد میں کوئی علمی ترقی نہیں ہوئی مگر مزاحم بھی نہ تھا۔ متوسط ایشیا کے ترکوں کو جو ملوک کہلاتے تھے۔ فوج میں نوکر رکھا۔ اس پر عرب اور فارسی الگ الگ ہو گئے۔ آخر کار ملوک خود مختار جس کو چاہیں بادشاہ بنائیں۔ اور جس کو چاہیں معزول کریں۔ سترہ ہزار جات ہندوستان سے منگو اگر سلوشیا میں چوسلو کس نے آباد کیا ہوا تھا۔ بیانیے۔

۱۳۸۸ء  
۱۳۸۹ء  
۱۳۹۰ء  
۱۳۹۱ء  
۱۳۹۲ء  
۱۳۹۳ء  
۱۳۹۴ء  
۱۳۹۵ء  
۱۳۹۶ء  
۱۳۹۷ء  
۱۳۹۸ء  
۱۳۹۹ء  
۱۴۰۰ء  
۱۴۰۱ء  
۱۴۰۲ء  
۱۴۰۳ء  
۱۴۰۴ء  
۱۴۰۵ء  
۱۴۰۶ء  
۱۴۰۷ء  
۱۴۰۸ء  
۱۴۰۹ء  
۱۴۱۰ء  
۱۴۱۱ء  
۱۴۱۲ء  
۱۴۱۳ء  
۱۴۱۴ء  
۱۴۱۵ء  
۱۴۱۶ء  
۱۴۱۷ء  
۱۴۱۸ء  
۱۴۱۹ء  
۱۴۲۰ء  
۱۴۲۱ء  
۱۴۲۲ء  
۱۴۲۳ء  
۱۴۲۴ء  
۱۴۲۵ء  
۱۴۲۶ء  
۱۴۲۷ء  
۱۴۲۸ء  
۱۴۲۹ء  
۱۴۳۰ء  
۱۴۳۱ء  
۱۴۳۲ء  
۱۴۳۳ء  
۱۴۳۴ء  
۱۴۳۵ء  
۱۴۳۶ء  
۱۴۳۷ء  
۱۴۳۸ء  
۱۴۳۹ء  
۱۴۴۰ء  
۱۴۴۱ء  
۱۴۴۲ء  
۱۴۴۳ء  
۱۴۴۴ء  
۱۴۴۵ء  
۱۴۴۶ء  
۱۴۴۷ء  
۱۴۴۸ء  
۱۴۴۹ء  
۱۴۵۰ء  
۱۴۵۱ء  
۱۴۵۲ء  
۱۴۵۳ء  
۱۴۵۴ء  
۱۴۵۵ء  
۱۴۵۶ء  
۱۴۵۷ء  
۱۴۵۸ء  
۱۴۵۹ء  
۱۴۶۰ء  
۱۴۶۱ء  
۱۴۶۲ء  
۱۴۶۳ء  
۱۴۶۴ء  
۱۴۶۵ء  
۱۴۶۶ء  
۱۴۶۷ء  
۱۴۶۸ء  
۱۴۶۹ء  
۱۴۷۰ء  
۱۴۷۱ء  
۱۴۷۲ء  
۱۴۷۳ء  
۱۴۷۴ء  
۱۴۷۵ء  
۱۴۷۶ء  
۱۴۷۷ء  
۱۴۷۸ء  
۱۴۷۹ء  
۱۴۸۰ء  
۱۴۸۱ء  
۱۴۸۲ء  
۱۴۸۳ء  
۱۴۸۴ء  
۱۴۸۵ء  
۱۴۸۶ء  
۱۴۸۷ء  
۱۴۸۸ء  
۱۴۸۹ء  
۱۴۹۰ء  
۱۴۹۱ء  
۱۴۹۲ء  
۱۴۹۳ء  
۱۴۹۴ء  
۱۴۹۵ء  
۱۴۹۶ء  
۱۴۹۷ء  
۱۴۹۸ء  
۱۴۹۹ء  
۱۵۰۰ء  
۱۵۰۱ء  
۱۵۰۲ء  
۱۵۰۳ء  
۱۵۰۴ء  
۱۵۰۵ء  
۱۵۰۶ء  
۱۵۰۷ء  
۱۵۰۸ء  
۱۵۰۹ء  
۱۵۱۰ء  
۱۵۱۱ء  
۱۵۱۲ء  
۱۵۱۳ء  
۱۵۱۴ء  
۱۵۱۵ء  
۱۵۱۶ء  
۱۵۱۷ء  
۱۵۱۸ء  
۱۵۱۹ء  
۱۵۲۰ء  
۱۵۲۱ء  
۱۵۲۲ء  
۱۵۲۳ء  
۱۵۲۴ء  
۱۵۲۵ء  
۱۵۲۶ء  
۱۵۲۷ء  
۱۵۲۸ء  
۱۵۲۹ء  
۱۵۳۰ء  
۱۵۳۱ء  
۱۵۳۲ء  
۱۵۳۳ء  
۱۵۳۴ء  
۱۵۳۵ء  
۱۵۳۶ء  
۱۵۳۷ء  
۱۵۳۸ء  
۱۵۳۹ء  
۱۵۴۰ء  
۱۵۴۱ء  
۱۵۴۲ء  
۱۵۴۳ء  
۱۵۴۴ء  
۱۵۴۵ء  
۱۵۴۶ء  
۱۵۴۷ء  
۱۵۴۸ء  
۱۵۴۹ء  
۱۵۵۰ء  
۱۵۵۱ء  
۱۵۵۲ء  
۱۵۵۳ء  
۱۵۵۴ء  
۱۵۵۵ء  
۱۵۵۶ء  
۱۵۵۷ء  
۱۵۵۸ء  
۱۵۵۹ء  
۱۵۶۰ء  
۱۵۶۱ء  
۱۵۶۲ء  
۱۵۶۳ء  
۱۵۶۴ء  
۱۵۶۵ء  
۱۵۶۶ء  
۱۵۶۷ء  
۱۵۶۸ء  
۱۵۶۹ء  
۱۵۷۰ء  
۱۵۷۱ء  
۱۵۷۲ء  
۱۵۷۳ء  
۱۵۷۴ء  
۱۵۷۵ء  
۱۵۷۶ء  
۱۵۷۷ء  
۱۵۷۸ء  
۱۵۷۹ء  
۱۵۸۰ء  
۱۵۸۱ء  
۱۵۸۲ء  
۱۵۸۳ء  
۱۵۸۴ء  
۱۵۸۵ء  
۱۵۸۶ء  
۱۵۸۷ء  
۱۵۸۸ء  
۱۵۸۹ء  
۱۵۹۰ء  
۱۵۹۱ء  
۱۵۹۲ء  
۱۵۹۳ء  
۱۵۹۴ء  
۱۵۹۵ء  
۱۵۹۶ء  
۱۵۹۷ء  
۱۵۹۸ء  
۱۵۹۹ء  
۱۶۰۰ء  
۱۶۰۱ء  
۱۶۰۲ء  
۱۶۰۳ء  
۱۶۰۴ء  
۱۶۰۵ء  
۱۶۰۶ء  
۱۶۰۷ء  
۱۶۰۸ء  
۱۶۰۹ء  
۱۶۱۰ء  
۱۶۱۱ء  
۱۶۱۲ء  
۱۶۱۳ء  
۱۶۱۴ء  
۱۶۱۵ء  
۱۶۱۶ء  
۱۶۱۷ء  
۱۶۱۸ء  
۱۶۱۹ء  
۱۶۲۰ء  
۱۶۲۱ء  
۱۶۲۲ء  
۱۶۲۳ء  
۱۶۲۴ء  
۱۶۲۵ء  
۱۶۲۶ء  
۱۶۲۷ء  
۱۶۲۸ء  
۱۶۲۹ء  
۱۶۳۰ء  
۱۶۳۱ء  
۱۶۳۲ء  
۱۶۳۳ء  
۱۶۳۴ء  
۱۶۳۵ء  
۱۶۳۶ء  
۱۶۳۷ء  
۱۶۳۸ء  
۱۶۳۹ء  
۱۶۴۰ء  
۱۶۴۱ء  
۱۶۴۲ء  
۱۶۴۳ء  
۱۶۴۴ء  
۱۶۴۵ء  
۱۶۴۶ء  
۱۶۴۷ء  
۱۶۴۸ء  
۱۶۴۹ء  
۱۶۵۰ء  
۱۶۵۱ء  
۱۶۵۲ء  
۱۶۵۳ء  
۱۶۵۴ء  
۱۶۵۵ء  
۱۶۵۶ء  
۱۶۵۷ء  
۱۶۵۸ء  
۱۶۵۹ء  
۱۶۶۰ء  
۱۶۶۱ء  
۱۶۶۲ء  
۱۶۶۳ء  
۱۶۶۴ء  
۱۶۶۵ء  
۱۶۶۶ء  
۱۶۶۷ء  
۱۶۶۸ء  
۱۶۶۹ء  
۱۶۷۰ء  
۱۶۷۱ء  
۱۶۷۲ء  
۱۶۷۳ء  
۱۶۷۴ء  
۱۶۷۵ء  
۱۶۷۶ء  
۱۶۷۷ء  
۱۶۷۸ء  
۱۶۷۹ء  
۱۶۸۰ء  
۱۶۸۱ء  
۱۶۸۲ء  
۱۶۸۳ء  
۱۶۸۴ء  
۱۶۸۵ء  
۱۶۸۶ء  
۱۶۸۷ء  
۱۶۸۸ء  
۱۶۸۹ء  
۱۶۹۰ء  
۱۶۹۱ء  
۱۶۹۲ء  
۱۶۹۳ء  
۱۶۹۴ء  
۱۶۹۵ء  
۱۶۹۶ء  
۱۶۹۷ء  
۱۶۹۸ء  
۱۶۹۹ء  
۱۷۰۰ء  
۱۷۰۱ء  
۱۷۰۲ء  
۱۷۰۳ء  
۱۷۰۴ء  
۱۷۰۵ء  
۱۷۰۶ء  
۱۷۰۷ء  
۱۷۰۸ء  
۱۷۰۹ء  
۱۷۱۰ء  
۱۷۱۱ء  
۱۷۱۲ء  
۱۷۱۳ء  
۱۷۱۴ء  
۱۷۱۵ء  
۱۷۱۶ء  
۱۷۱۷ء  
۱۷۱۸ء  
۱۷۱۹ء  
۱۷۲۰ء  
۱۷۲۱ء  
۱۷۲۲ء  
۱۷۲۳ء  
۱۷۲۴ء  
۱۷۲۵ء  
۱۷۲۶ء  
۱۷۲۷ء  
۱۷۲۸ء  
۱۷۲۹ء  
۱۷۳۰ء  
۱۷۳۱ء  
۱۷۳۲ء  
۱۷۳۳ء  
۱۷۳۴ء  
۱۷۳۵ء  
۱۷۳۶ء  
۱۷۳۷ء  
۱۷۳۸ء  
۱۷۳۹ء  
۱۷۴۰ء  
۱۷۴۱ء  
۱۷۴۲ء  
۱۷۴۳ء  
۱۷۴۴ء  
۱۷۴۵ء  
۱۷۴۶ء  
۱۷۴۷ء  
۱۷۴۸ء  
۱۷۴۹ء  
۱۷۵۰ء  
۱۷۵۱ء  
۱۷۵۲ء  
۱۷۵۳ء  
۱۷۵۴ء  
۱۷۵۵ء  
۱۷۵۶ء  
۱۷۵۷ء  
۱۷۵۸ء  
۱۷۵۹ء  
۱۷۶۰ء  
۱۷۶۱ء  
۱۷۶۲ء  
۱۷۶۳ء  
۱۷۶۴ء  
۱۷۶۵ء  
۱۷۶۶ء  
۱۷۶۷ء  
۱۷۶۸ء  
۱۷۶۹ء  
۱۷۷۰ء  
۱۷۷۱ء  
۱۷۷۲ء  
۱۷۷۳ء  
۱۷۷۴ء  
۱۷۷۵ء  
۱۷۷۶ء  
۱۷۷۷ء  
۱۷۷۸ء  
۱۷۷۹ء  
۱۷۸۰ء  
۱۷۸۱ء  
۱۷۸۲ء  
۱۷۸۳ء  
۱۷۸۴ء  
۱۷۸۵ء  
۱۷۸۶ء  
۱۷۸۷ء  
۱۷۸۸ء  
۱۷۸۹ء  
۱۷۹۰ء  
۱۷۹۱ء  
۱۷۹۲ء  
۱۷۹۳ء  
۱۷۹۴ء  
۱۷۹۵ء  
۱۷۹۶ء  
۱۷۹۷ء  
۱۷۹۸ء  
۱۷۹۹ء  
۱۸۰۰ء  
۱۸۰۱ء  
۱۸۰۲ء  
۱۸۰۳ء  
۱۸۰۴ء  
۱۸۰۵ء  
۱۸۰۶ء  
۱۸۰۷ء  
۱۸۰۸ء  
۱۸۰۹ء  
۱۸۱۰ء  
۱۸۱۱ء  
۱۸۱۲ء  
۱۸۱۳ء  
۱۸۱۴ء  
۱۸۱۵ء  
۱۸۱۶ء  
۱۸۱۷ء  
۱۸۱۸ء  
۱۸۱۹ء  
۱۸۲۰ء  
۱۸۲۱ء  
۱۸۲۲ء  
۱۸۲۳ء  
۱۸۲۴ء  
۱۸۲۵ء  
۱۸۲۶ء  
۱۸۲۷ء  
۱۸۲۸ء  
۱۸۲۹ء  
۱۸۳۰ء  
۱۸۳۱ء  
۱۸۳۲ء  
۱۸۳۳ء  
۱۸۳۴ء  
۱۸۳۵ء  
۱۸۳۶ء  
۱۸۳۷ء  
۱۸۳۸ء  
۱۸۳۹ء  
۱۸۴۰ء  
۱۸۴۱ء  
۱۸۴۲ء  
۱۸۴۳ء  
۱۸۴۴ء  
۱۸۴۵ء  
۱۸۴۶ء  
۱۸۴۷ء  
۱۸۴۸ء  
۱۸۴۹ء  
۱۸۵۰ء  
۱۸۵۱ء  
۱۸۵۲ء  
۱۸۵۳ء  
۱۸۵۴ء  
۱۸۵۵ء  
۱۸۵۶ء  
۱۸۵۷ء  
۱۸۵۸ء  
۱۸۵۹ء  
۱۸۶۰ء  
۱۸۶۱ء  
۱۸۶۲ء  
۱۸۶۳ء  
۱۸۶۴ء  
۱۸۶۵ء  
۱۸۶۶ء  
۱۸۶۷ء  
۱۸۶۸ء  
۱۸۶۹ء  
۱۸۷۰ء  
۱۸۷۱ء  
۱۸۷۲ء  
۱۸۷۳ء  
۱۸۷۴ء  
۱۸۷۵ء  
۱۸۷۶ء  
۱۸۷۷ء  
۱۸۷۸ء  
۱۸۷۹ء  
۱۸۸۰ء  
۱۸۸۱ء  
۱۸۸۲ء  
۱۸۸۳ء  
۱۸۸۴ء  
۱۸۸۵ء  
۱۸۸۶ء  
۱۸۸۷ء  
۱۸۸۸ء  
۱۸۸۹ء  
۱۸۹۰ء  
۱۸۹۱ء  
۱۸۹۲ء  
۱۸۹۳ء  
۱۸۹۴ء  
۱۸۹۵ء  
۱۸۹۶ء  
۱۸۹۷ء  
۱۸۹۸ء  
۱۸۹۹ء  
۱۹۰۰ء  
۱۹۰۱ء  
۱۹۰۲ء  
۱۹۰۳ء  
۱۹۰۴ء  
۱۹۰۵ء  
۱۹۰۶ء  
۱۹۰۷ء  
۱۹۰۸ء  
۱۹۰۹ء  
۱۹۱۰ء  
۱۹۱۱ء  
۱۹۱۲ء  
۱۹۱۳ء  
۱۹۱۴ء  
۱۹۱۵ء  
۱۹۱۶ء  
۱۹۱۷ء  
۱۹۱۸ء  
۱۹۱۹ء  
۱۹۲۰ء  
۱۹۲۱ء  
۱۹۲۲ء  
۱۹۲۳ء  
۱۹۲۴ء  
۱۹۲۵ء  
۱۹۲۶ء  
۱۹۲۷ء  
۱۹۲۸ء  
۱۹۲۹ء  
۱۹۳۰ء  
۱۹۳۱ء  
۱۹۳۲ء  
۱۹۳۳ء  
۱۹۳۴ء  
۱۹۳۵ء  
۱۹۳۶ء  
۱۹۳۷ء  
۱۹۳۸ء  
۱۹۳۹ء  
۱۹۴۰ء  
۱۹۴۱ء  
۱۹۴۲ء  
۱۹۴۳ء  
۱۹۴۴ء  
۱۹۴۵ء  
۱۹۴۶ء  
۱۹۴۷ء  
۱۹۴۸ء  
۱۹۴۹ء  
۱۹۵۰ء  
۱۹۵۱ء  
۱۹۵۲ء  
۱۹۵۳ء  
۱۹۵۴ء  
۱۹۵۵ء  
۱۹۵۶ء  
۱۹۵۷ء  
۱۹۵۸ء  
۱۹۵۹ء  
۱۹۶۰ء  
۱۹۶۱ء  
۱۹۶۲ء  
۱۹۶۳ء  
۱۹۶۴ء  
۱۹۶۵ء  
۱۹۶۶ء  
۱۹۶۷ء  
۱۹۶۸ء  
۱۹۶۹ء  
۱۹۷۰ء  
۱۹۷۱ء  
۱۹۷۲ء  
۱۹۷۳ء  
۱۹۷۴ء  
۱۹۷۵ء  
۱۹۷۶ء  
۱۹۷۷ء  
۱۹۷۸ء  
۱۹۷۹ء  
۱۹۸۰ء  
۱۹۸۱ء  
۱۹۸۲ء  
۱۹۸۳ء  
۱۹۸۴ء  
۱۹۸۵ء  
۱۹۸۶ء  
۱۹۸۷ء  
۱۹۸۸ء  
۱۹۸۹ء  
۱۹۹۰ء  
۱۹۹۱ء  
۱۹۹۲ء  
۱۹۹۳ء  
۱۹۹۴ء  
۱۹۹۵ء  
۱۹۹۶ء  
۱۹۹۷ء  
۱۹۹۸ء  
۱۹۹۹ء  
۲۰۰۰ء  
۲۰۰۱ء  
۲۰۰۲ء  
۲۰۰۳ء  
۲۰۰۴ء  
۲۰۰۵ء  
۲۰۰۶ء  
۲۰۰۷ء  
۲۰۰۸ء  
۲۰۰۹ء  
۲۰۱۰ء  
۲۰۱۱ء  
۲۰۱۲ء  
۲۰۱۳ء  
۲۰۱۴ء  
۲۰۱۵ء  
۲۰۱۶ء  
۲۰۱۷ء  
۲۰۱۸ء  
۲۰۱۹ء  
۲۰۲۰ء  
۲۰۲۱ء  
۲۰۲۲ء  
۲۰۲۳ء  
۲۰۲۴ء  
۲۰۲۵ء  
۲۰۲۶ء  
۲۰۲۷ء  
۲۰۲۸ء  
۲۰۲۹ء  
۲۰۳۰ء  
۲۰۳۱ء  
۲۰۳۲ء  
۲۰۳۳ء  
۲۰۳۴ء  
۲۰۳۵ء  
۲۰۳۶ء  
۲۰۳۷ء  
۲۰۳۸ء  
۲۰۳۹ء  
۲۰۴۰ء  
۲۰۴۱ء  
۲۰۴۲ء  
۲۰۴۳ء  
۲۰۴۴ء  
۲۰۴۵ء  
۲۰۴۶ء  
۲۰۴۷ء  
۲۰۴۸ء  
۲۰۴۹ء  
۲۰۵۰ء  
۲۰۵۱ء  
۲۰۵۲ء  
۲۰۵۳ء  
۲۰۵۴ء  
۲۰۵۵ء  
۲۰۵۶ء  
۲۰۵۷ء  
۲۰۵۸ء  
۲۰۵۹ء  
۲۰۶۰ء  
۲۰۶۱ء  
۲۰۶۲ء  
۲۰۶۳ء  
۲۰۶۴ء  
۲۰۶۵ء  
۲۰۶۶ء  
۲۰۶۷ء  
۲۰۶۸ء  
۲۰۶۹ء  
۲۰۷۰ء  
۲۰۷۱ء  
۲۰۷۲ء  
۲۰۷۳ء  
۲۰۷۴ء  
۲۰۷۵ء  
۲۰۷۶ء  
۲۰۷۷ء  
۲۰۷۸ء  
۲۰۷۹ء  
۲۰۸۰ء  
۲۰۸۱ء  
۲۰۸۲ء  
۲۰۸۳ء  
۲۰۸۴ء  
۲۰۸۵ء  
۲۰۸۶ء  
۲۰۸۷ء  
۲۰۸۸ء  
۲۰۸۹ء  
۲۰۹۰ء  
۲۰۹۱ء  
۲۰۹۲ء  
۲۰۹۳ء  
۲۰۹۴ء  
۲۰۹۵ء  
۲۰۹۶ء  
۲۰۹۷ء  
۲۰۹۸ء  
۲۰۹۹ء  
۲۱۰۰ء  
۲۱۰۱ء  
۲۱۰۲ء  
۲۱۰۳ء  
۲۱۰۴ء  
۲۱۰۵ء  
۲۱۰۶ء  
۲۱۰۷ء  
۲۱۰۸ء  
۲۱۰۹ء  
۲۱۱۰ء  
۲۱۱۱ء  
۲۱۱۲ء  
۲۱۱۳ء  
۲۱۱۴ء  
۲۱۱۵ء  
۲۱۱۶ء  
۲۱۱۷ء  
۲۱۱۸ء  
۲۱۱۹ء  
۲۱۲۰ء  
۲۱۲۱ء  
۲۱۲۲ء  
۲۱۲۳ء  
۲۱۲۴ء  
۲۱۲۵ء  
۲۱۲۶ء  
۲۱۲۷ء  
۲۱۲۸ء  
۲۱۲۹ء  
۲۱۳۰ء  
۲۱۳۱ء  
۲۱۳۲ء  
۲۱۳۳ء  
۲۱۳۴ء  
۲۱۳۵ء  
۲۱۳۶ء  
۲۱۳۷ء  
۲۱۳۸ء  
۲۱۳۹ء  
۲۱۴۰ء  
۲۱۴۱ء  
۲۱۴۲ء  
۲۱۴۳ء  
۲۱۴۴ء  
۲۱۴۵ء  
۲۱۴۶ء  
۲۱۴۷ء  
۲۱۴۸ء  
۲۱۴۹ء  
۲۱۵۰ء  
۲۱۵۱ء  
۲۱۵۲ء  
۲۱۵۳ء  
۲۱۵۴ء  
۲۱۵۵ء  
۲۱۵۶ء  
۲۱۵۷ء  
۲۱۵۸ء  
۲۱۵۹ء  
۲۱۶۰ء  
۲۱۶۱ء  
۲۱۶۲ء  
۲۱۶۳ء  
۲۱۶۴ء  
۲۱۶۵ء  
۲۱۶۶ء  
۲۱۶۷ء  
۲۱۶۸ء  
۲۱۶۹ء  
۲۱۷۰ء  
۲۱۷۱ء  
۲۱۷۲ء  
۲۱۷۳ء  
۲۱۷۴ء  
۲۱۷۵ء  
۲۱۷۶ء  
۲۱۷۷ء  
۲۱۷۸ء  
۲۱۷۹ء  
۲۱۸۰ء  
۲۱۸۱ء  
۲۱۸۲ء  
۲۱۸۳ء  
۲۱۸۴ء  
۲۱۸۵ء  
۲۱۸۶ء  
۲۱۸۷ء  
۲۱۸۸ء  
۲۱۸۹ء  
۲۱۹۰ء  
۲۱۹۱ء  
۲۱۹۲ء  
۲۱۹۳ء  
۲۱۹۴ء  
۲۱۹۵ء  
۲۱۹۶ء  
۲۱۹۷ء  
۲۱۹۸ء  
۲۱۹۹ء  
۲۲۰۰ء  
۲۲۰۱ء  
۲۲۰۲ء  
۲۲۰۳ء  
۲۲۰۴ء  
۲۲۰۵ء  
۲۲۰۶ء  
۲۲۰۷ء  
۲۲۰۸ء  
۲۲۰۹ء  
۲۲۱۰ء  
۲۲۱۱ء  
۲۲۱۲ء  
۲۲۱۳ء  
۲۲۱۴ء  
۲۲۱۵ء  
۲۲۱۶ء  
۲۲۱۷ء  
۲۲۱۸ء  
۲۲۱۹ء  
۲۲۲۰ء  
۲۲۲۱ء  
۲۲۲۲ء  
۲۲۲۳ء  
۲۲۲۴ء  
۲۲۲۵ء  
۲۲۲۶ء  
۲۲۲۷ء  
۲۲۲۸ء  
۲۲۲۹ء  
۲۲۳۰ء  
۲۲۳۱ء  
۲۲۳۲ء  
۲۲۳۳ء  
۲۲۳۴ء  
۲۲۳۵ء  
۲۲۳۶ء  
۲۲۳۷ء  
۲۲۳۸ء  
۲۲۳۹ء  
۲۲۴۰ء  
۲۲۴۱ء  
۲۲۴۲ء  
۲۲۴۳ء  
۲۲۴۴ء  
۲۲۴۵ء  
۲۲۴۶ء  
۲۲۴۷ء  
۲۲۴۸ء  
۲۲۴۹ء  
۲۲۵۰ء  
۲۲۵۱ء  
۲۲۵۲ء  
۲۲۵۳ء  
۲۲۵۴ء  
۲۲۵۵ء  
۲۲۵۶ء  
۲۲۵۷ء  
۲۲۵۸ء  
۲۲۵۹ء  
۲۲۶۰ء  
۲۲۶۱ء  
۲۲۶۲ء  
۲۲۶۳ء  
۲۲۶۴ء  
۲۲۶۵ء  
۲۲۶۶ء  
۲۲۶۷ء  
۲۲۶۸ء  
۲۲۶۹ء  
۲۲۷۰ء  
۲۲۷۱ء  
۲۲۷۲ء  
۲۲۷۳ء  
۲۲۷۴ء  
۲۲۷۵ء  
۲۲۷۶ء  
۲۲۷۷ء  
۲۲۷۸ء  
۲۲۷۹ء  
۲۲۸۰ء  
۲۲۸۱ء  
۲۲۸۲ء  
۲۲۸۳ء  
۲۲۸۴ء  
۲۲۸۵ء  
۲۲۸۶ء  
۲۲۸۷ء  
۲۲۸۸ء  
۲۲۸۹ء  
۲۲۹۰ء  
۲۲۹۱ء  
۲۲۹۲ء  
۲۲۹۳ء  
۲۲۹۴ء  
۲۲۹۵ء  
۲۲۹۶ء  
۲۲۹۷ء  
۲۲۹۸ء  
۲۲۹۹ء  
۲۳۰۰ء  
۲۳۰۱ء  
۲۳۰۲ء  
۲۳۰۳ء  
۲۳۰۴ء  
۲۳۰۵ء  
۲۳۰۶ء  
۲۳۰۷ء  
۲۳۰۸ء  
۲۳۰۹ء  
۲۳۱۰ء  
۲۳۱۱ء  
۲۳۱۲ء  
۲۳۱۳ء  
۲۳۱۴ء  
۲۳۱۵ء  
۲۳۱۶ء  
۲۳۱۷ء  
۲۳۱۸ء  
۲۳۱۹ء  
۲۳۲۰ء  
۲۳۲۱ء  
۲۳۲۲ء  
۲۳۲۳ء  
۲۳۲۴ء  
۲۳۲۵ء  
۲۳۲۶ء  
۲۳۲۷ء  
۲۳۲۸ء  
۲۳۲۹ء  
۲۳۳۰ء  
۲۳۳۱ء  
۲۳۳۲ء  
۲۳۳۳ء  
۲۳۳۴ء  
۲۳۳۵ء  
۲۳۳۶ء  
۲۳۳۷ء  
۲۳۳۸ء  
۲۳۳۹ء  
۲۳۴۰ء  
۲۳۴۱ء  
۲۳۴۲ء  
۲۳۴۳ء  
۲۳۴۴ء  
۲۳۴۵ء  
۲۳۴۶ء  
۲۳۴۷ء  
۲۳۴۸ء  
۲۳۴۹ء  
۲۳۵۰ء  
۲۳۵۱ء  
۲۳۵۲ء  
۲۳۵۳ء  
۲۳۵۴ء  
۲۳۵۵ء  
۲۳۵۶ء  
۲۳۵۷ء  
۲۳۵۸ء  
۲۳۵۹ء  
۲۳۶۰ء  
۲۳۶۱ء  
۲۳۶۲ء  
۲۳۶۳ء  
۲۳۶۴ء  
۲۳۶۵ء  
۲۳۶۶ء  
۲۳۶۷ء  
۲۳۶۸ء  
۲۳۶۹ء  
۲۳۷۰ء  
۲۳۷۱ء  
۲۳۷۲ء  
۲۳۷۳ء  
۲۳۷۴ء  
۲۳۷۵ء  
۲۳۷۶ء  
۲۳۷۷ء  
۲۳۷۸ء  
۲۳۷۹ء  
۲۳۸۰ء  
۲۳۸۱ء  
۲۳۸۲ء  
۲۳۸۳ء  
۲۳۸۴ء  
۲۳۸۵ء  
۲۳۸۶ء  
۲۳۸۷ء  
۲۳۸۸ء  
۲۳۸۹ء  
۲۳۹۰ء  
۲۳۹۱ء  
۲۳۹۲ء  
۲۳۹۳ء  
۲۳۹۴ء  
۲۳۹۵ء  
۲۳۹۶ء  
۲۳۹۷ء  
۲۳۹۸ء  
۲۳۹۹ء  
۲۴۰۰ء  
۲۴۰۱ء  
۲۴۰۲ء  
۲۴۰۳ء  
۲۴۰۴ء  
۲۴۰۵ء  
۲۴۰۶ء  
۲۴۰۷ء  
۲۴۰۸ء  
۲۴۰۹ء  
۲۴۱۰ء  
۲۴۱۱ء  
۲۴۱۲ء  
۲۴۱۳ء  
۲۴۱۴ء  
۲۴۱۵ء  
۲۴۱۶ء  
۲۴۱۷ء  
۲۴۱۸ء  
۲۴۱۹ء  
۲۴۲۰ء  
۲۴۲۱ء  
۲۴۲۲ء  
۲۴۲۳ء  
۲۴۲۴ء  
۲۴۲۵ء  
۲۴۲۶ء  
۲۴۲۷ء  
۲۴۲۸ء  
۲۴۲۹ء  
۲۴۳۰ء  
۲۴۳۱ء  
۲۴۳۲ء  
۲۴۳۳ء  
۲۴۳۴ء  
۲۴۳۵ء  
۲۴۳۶ء  
۲۴۳۷ء  
۲۴۳۸ء  
۲۴۳۹ء  
۲۴۴۰ء  
۲

واثق باللہ ۹۸۷۲ھ جلوس۔ علم ادب اور سائنس کو ترقی۔ موسیقی کا خود  
ماہر ترجمہ کے کام کو از سر نو رونق۔ فلسفیانہ مناظرے۔ علامہ سعودی مورخ  
جو معتزلی تھا۔ اس کے عہد میں تھا۔ اس نے عربوں کو نکال کر ترکوں کی پرورش  
کی۔ عجایبوں کا شان شوکت ختم ہوا برے نام خلفا ہوتے رہے۔ درحقیقت میو ریا  
نائب السلطنت خود مختار بادشاہ ہوتے تھے۔

متوکل باللہ ۹۸۷۳ھ جلوس۔ بلاذری مصنف فتوح البلدان اس کے  
عہد میں تھا۔ مباحثات علمی بند کئے گئے۔ مگر ترجمہ کا کام جاری رہا۔ سلطنت عباسیہ  
برائے نام۔ عقل و نقل یعنی منقول و منقول یا دلیل و سند میں منازعات نقل  
کا غلبہ ہوا۔

مقتدر باللہ ۹۸۷۴ھ جلوس۔ فلسفہ اور سائنس کی کتابیں جلا دی گئیں  
علامہ طبری فوت ہوا۔ جو متاثرہ کے خوف کی وجہ سے پوشیدہ طور پر دفن کیا گیا۔  
یہ عالم بتحریر تاریخ اسلام میں نہایت نامور اور مشہور ہے۔ تاریخ کبیر (ابو جعفر جبر طبری)  
کا مصنف المتوفی ۹۲۲ھ ابن الاثیر اور ابن خلدون طبری کے خوشہ چین  
ہیں۔ تاریخ طبری جو الیس جلدوں میں ہے۔ جو اصل جہتی نے اب طبع کی ہے۔  
مستغنی باللہ ۹۸۷۵ھ جلوس۔ آل بویہ صاحب اقتدار جو نہایت شیعہ تھے۔

طاعی الی اللہ ۹۸۷۶ھ جلوس۔ آل بویہ یعنی دیلمہ صاحب اقتدار جو عظام  
اور سائنس کے مرتقی تھے۔ سعودی بغدادی مورخ ابو نصر فارابی فیلسوف شیعہ  
شاعر ابو الفراج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی اس کے عہد میں موجود تھے۔  
ان کے علاوہ شاعرانہ فنیہ مقتن اور سائنس دان بکثرت تھے۔ عضد الدولہ بوز  
نائب السلطنت خود ریاضی دان اور عالم تھا۔

الکوہی بیست دان اور ابو الفایاضندہ خراسان ۹۵۹ھ میں حساب دان  
بیست دان تھا۔ اس نے ٹولہ کی غلطیاں نکالیں۔ ۹۹۷ھ میں فوت ہوا۔ ایک  
زاچہ شامل نام کا موجود ہے۔

نہ انگریزی لفظ جس کا ترجمہ علم یا علوم حکمیہ ہے (احمد علی واحد (احمد) ۳۳ بظہر میں (احمد)  
تھام سے تظنا اجتناب رکھنا اور اپنے مخالفین پر غلطیہ و غضب میں دہشتیں پھیلانے کی کفری اور چارواکی راہ

یہ سچ ہے بل پر ایک قسم کا اثر پیدا ہوتا ہے بالخصوص اس کے نتیجے میں ان میں انوسل خدشہ پیدا ہوتا ہے

ابونصر فارابی متوفی ۳۴۰ھ سیف الدولہ ہمدانی کے عہد میں۔  
 فیلسوف طبیب۔ شاہِ ارسطو۔ لقب معلم ثانی بمقابلہ ارسطو جس کو معلم اول کہتے  
 ہیں۔ منطق، حساب، منجمل سائنس، سیاسی اور مجلسی علم الاقتصاد کا ماہر۔ ایک  
 کتاب "احصاء العلوم" اور علم اخلاق پر "سیرت الفاضلہ" سیاست پر "سیرت المہذبت"  
 لکھی۔ پہلے اور نئے علم موسیقی کا مقابلہ کیا۔ اوزار موسیقی کے ایجاد کئے۔ نئی تھیوری  
 موسیقی میں اور فن ترکیب میں کمال حاصل کیا۔ "مطوئن" "فاراب" جو فارس میں  
 ایک شہر ہے۔

قادر باللہ ۳۸۱ھ جلوس۔ اس کے عہد میں غزنویہ خاندان کا اقتدار مشرق  
 فارس پہنچا۔

محمد ۳۸۶ھ تا ۴۲۲ھ غزنوی کے عہد میں۔ ابوریحان بیرونی فیلسوف  
 ریاضی دان، جغرافیہ دان، ہیئت دان زبان سنسکرت پڑھی۔ اور تاریخ میں کتاب  
 الهند لکھی۔ جو ایک مشہور کتاب ہے۔ حساب، تاریخ، طبیعی جغرافیہ اور علم کیسیا پر مشتمل  
 لکھیں۔ "آشکار باقیہ" اس کی مشہور کتاب ہے۔

فردوسی، دقیقی اور عنصری فارسی میں باکمال اور نامور شعرا غزنی میں علیشاہ  
 کالج بنوایا۔

بوعلی ابن سینا رئیس الحکما لقب ۳۹۰ھ پیدائش شہر افشانہ میں جو  
 شیراز کے قریب ہے۔ بخارا میں طب پڑھی۔ پھر فلسفہ اور سائنس کا ماہر ہوا۔ محمد  
 غزنوی سے ڈر کر بھاگا۔ اور ہمدان میں شمس الدولہ کا وزیر بن گیا۔ پھر علاؤ الدولہ  
 امیر اصفہان کے پاس چلا گیا۔ دو کتابیں علم طب میں لکھیں جو ماخذ طب ہیں۔  
 اور یورپ میں مدت تک داخل درس رہیں۔ شفا اور نجات اس کی دو کتابیں  
 اب تک موجود ہیں۔ جو فلسفہ اور سائنس میں مستند مانی جاتی ہیں۔ انسان اور خدا  
 میں جو فاصلہ ارسطو چھوڑ گیا تھا۔ اس کو اس نے پورا کیا۔  
 اس کا علم القلوب ارسطو سے بدرجہا اعلیٰ والرفع ہے۔ "وحدت فی الکائنات"

لے علمی راجہ علی غفریہ احمد علیہ السلام کہا جاتا ہے کہ بیرون شہر خوار سندھ میں جس کی طرف اربعین منسوب ہے ۱۲۰ھ

کا قائل تھا۔ جس سے دل مطمئن اور انسانی روح اور علت اسے میں مشغول ہو  
اور گہرا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ عبد الکریم شہرستانی اس کی کتاب "ابناء الطبیعیات"  
کے دس ابواب کی یوں تفصیل کرتا ہے۔ پہلے پانچ باب میں علم کی ابتدا تجربہ  
استقرا، قیاس، مادہ، قوت اور تعلق علت و معلول کی بحث ہے۔ باب چھ اور سات  
میں یہ بحث کہ علت اسے واجب الوجود ہے۔ اور ابواب آٹھ، نو اور دس میں  
وحدت فی الکائنات، معاد، بقا، روح اور پیغمبر کی ضرورت پر بحث کرتے ہیں۔ ابوالفتح کلبی

یہ بزرگ تاریخ اسلام میں شیخ الزہری اور مشرقی ارسطو کہلاتا ہے۔ اس کا  
اثر دونوں بڑے اعظم ایشیا اور یورپ محسوس کرتے ہیں۔ سنیہ میں قوت ہو یا فاسی  
میں باکمال شاعر تھا۔

ابراہیم اور بہرام شاہ متوفی ۷۷۷ھ غزنوی کے عہد میں حکیم سنائی غزنوی  
جو صوفی مشرب تھا۔ اور کئی ایک دیگر فلاسفہ ایرانی موجود تھے۔

اسی قادر باللہ کے عہد میں مشرق میں محمود اٹھا اور مغرب میں طغرل بیگ سلجوقی  
نے آل بویہ کو محال دیا۔ اور نائب السلطنت بن گیا جس کی اولاد میں ایک سو  
تیرہ سال تک حکومت رہی۔ طغرل نے جو شہر فتح کیا۔ مسجدیں اور مدرسے بنوائے۔  
قائم باللہ پیر قادر باللہ ۷۶۲ھ تا ۷۶۹ھ کے عہد میں الپ ارسلان خلف  
طغرل بادشاہ اور نظام الملک وزیر تھا۔ جس نے ۷۵۹ھ میں مدرسہ نظامیہ بنوایا۔  
امام غزالی طوسی ۷۹۵ھ عبد القادر سرہوردی، عماد الدین موصلی، ابوالفتح شیرازی  
اور ابوالفرج جوزی ۷۹۹ھ و ۸۰۰ھ اس کالج کے پرنسپل رہے۔ ہزاروں  
طلبہ جیسے شیخ سعدی وغیرہ فارغ التحصیل ہو کر نکلے۔

مصر کے کتب خانہ کا جائزہ ۷۳۵ھ میں لیا گیا۔  
الپ ارسلان کے بعد ملک شاہ اس کا پسر تخت نشین ۷۶۹ھ۔ لقب  
جلال الدولہ۔ مقتدی یا مراد اللہ ۷۶۹ھ جلوس۔ عمر خیام منجم زاچہ جلالیہ بنایا۔

لکھ لکھ یعنی در شاہ انگلیہ کا اعلیٰ مدرسہ (راحمہ)



ملک شاہ کے بعد سلطان سنجر سلجوقی۔ آخر کار سلجوقی خاندان کا ۱۱۹۳ھ میں خاتمہ ہوا۔ مدرسہ نظامیہ کے علاوہ مدرسہ مستنصریہ ۱۲۲۲ھ میں بغداد میں بنایا گیا۔ اگرچہ فارس میں طوائف الملوکی رہی۔ طاہریہ، صفاریہ، سامانیہ، غزنویہ، غوریہ، آل بویہ، سلاجقہ، چنگیز خانی تیموریہ، تاجکوں اور زنگیوں کی یکے بعد دیگرے سلطنتیں بنیں اور یحییٰ بن مکر خلفاء امراء و وزراء اسلامین اور خود علما علوم و فنون کے شائق اور ایک دوسرے پر سبقت کے خواہاں رہے۔ مارس اور مرکاتب کا تمام قلمرو اسلامیہ میں ایک جال بچھا ہوا تھا۔ علما و فضلاء اپنے اپنے گھروں میں درس و تدریس کا کام کیا کرتے تھے۔ ہرات اور نیشاپور میں عظیم الشان کالج بغداد اور مراغہ میں رصد گاہیں سمرقند میں دارالعلوم۔ اور سلیم میں صلاح الدین کا کالج موصل میں نوویہ زینبیہ الدیہ نام مدرسے۔ ہسپتال اور شفا خانے جا بجا موجود تھے۔ کیمسٹری، علم نباتات، نیچرل ہسٹری، تاریخ، فلسفہ اور سائنس کے عالمان شجر البوموسے جعفر کوئی زاندا کیمسٹری کا باپ۔ باغات بصرہ اور بغداد میں علم نباتات پڑھایا جاتا تھا۔

مورخین میں بلاذری بغداد متوفی ۲۵۷ھ فتوح البلدان کا مصنف۔ مسعودی اگرچہ عرب مگر باشندہ بغداد۔ ابن الاثیر پیدائش عراق عرب منوطی محل مصنف الکامل جو طبری کی تاریخ کو جو ۹۱۲ھ تک تھے۔ ۱۲۳۱ھ تک لے گیا۔

اب ہم مختصر طور پر حتی الامکان سلسلہ وار تاریخی لحاظ سے ایرانی حکماء اور علماء کا نام جو منجم، فلاسفہ اور تھکمدین تھے قلمبند کرتے ہیں۔ تاریخی اگرچہ ظالم تھے مگر مسلمان ہو کر سرپرست علوم و فنون بن گئے۔ بغداد کے کالج مرکز علوم و فنون تھے۔ بغدادیوں نے معلول سے علت اور معلوم سے غیر معلوم معلوم کرنے کے قواعد وضع کئے۔ اور تجربہ اور شاہدہ سے تصدیق معلوم کی

منصور کے زمانے میں باظاء اللہ اور احمد بن محمد ہیئت دان جو نہاد و مذکور کے رہنے والے تھے ۔

محمد بن موسیٰ خوارزمی (خیوا) نے سدھانت کا ترجمہ سنسکرت سے کیا ۔  
 خراسان میں طاہر یہ خاندان اور ماوراء النہر اور طبرستان میں سامانیہ خاندان  
 اور پھر فارس اور بغداد میں آل بویہ نے علوم و فنون کی سرپرستی کی ۔  
 عمر خیام نیشاپوری نے "کاشفہ زائچہ جلالیہ" اور نصیر الدین محقق طوسی نے  
 زائچہ "فانیہ" بنایا ۔ غزویہ خاندان کے زیر اثر گیارہویں صدی عیسوی میں کئی  
 ایک فلاسفہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ۔ خاندان سلاجقہ ۵۵۷ تا ۶۱۸ء میں  
 طغرل 'الپ ارسلان' ملک شاہ اور سلطان سنجر نے ترقی علوم میں حصہ لیا ۔  
 تاتاری چنگیز خانیوں کے عہد میں خدا بندہ رششم پشت از جنگین خاں  
 کے زمانے میں نصیر الدین طوسی مویہ الدین علقمی اور علی شاہ بخاری بڑے  
 پایہ کے فیلسوف ہوئے ۔ چودھویں صدی میں تیموریہ خاندان کے زیر اثر سائنس  
 اور شاعری نے عروج حاصل کیا ۔ کلج مسجدیں اور کتب خانے بنائے گئے ۔  
 تیمور عالموں اور مصوروں کا مشتاق تھا ۔ تیمور کا پسر شاہ رخ بھی علم و فن کا باپ  
 کی طرح قدردان تھا ۔ بہزاد مصور جس کا نام علم ادب میں مانی کے ساتھ لیا جاتا  
 ہے ۔ اسی عہد میں تھا ۔ الف بیگ شاہ رخ کا بیٹا خود ہیئت دان تھا جس کی تصنیف  
 سے کیپلر نے ۵۰ سال بعد فائدہ اٹھایا ۔

ابو موسیٰ جعفر باشنده طرطوس علم کیمیا میں ماہر ۔ ابو نصر فارابی اور ابو علی سینا  
 کا تذکرہ اوپر بیان ہو چکا ہے ۔ روجر بیکن عربی دان مشہور فاضل و مصلح انگلستان  
 ہے ۔ ابو نصر فارابی کا ذلہ چین ہے ۔

مختصر یہ ہے کہ بغداد ، دمشق اور مراغہ نے مشرق میں انسانیت پر وہ احسانات  
 عظیمہ کئے ہیں جن کے لئے وہ ہمیشہ شکر گزار رہے گا ۔

خاندان ازبک دشمن علوم تھے ۔ مگر صفویہ خاندان نے پھر سرپرستی علوم کا

بیڑہ اٹھایا۔ ملا صدرا اور دیگر بزرگ پیدا ہوئے۔ اہلیات طبعیات اور فلکیات کے درس و تدریس میں ترقی ہوئی۔ ملا صدرا شیعہ فرقہ اصولی کا امامیہ سب میں بانی ہے۔

اگرچہ المتوکل علی اللہ ۱۱۶۲ھ وفات کے عہد میں فلسفہ اور مذہب میں جنگ چھڑ گئی تھی۔ مگر تاہم فلسفہ کی تعلیم حکومت کی طرف سے علانیہ نہ روکی گئی تھی۔ فلسفہ کی تردید یا تطبیق میں جیسی کہ صورت ہو چوتھی صدی ہجری کے شروع میں علم کلام کی تدوین شروع ہو گئی۔ جس کی بنیادیں خلیفہ المہدی ۱۵۸ھ میں رکھی گئی تھیں۔

حکومت نظر مصلحت فلسفہ کے خلاف رہی۔ اور یہ مخالفت بڑھتے بڑھتے چوتھی صدی ہجری یا دسویں صدی عیسوی کے اخیر میں اس حد تک پہنچ گئی۔ کہ فلسفہ کی تعلیم حکماً روک دی گئی۔ ان حالات میں جب آزاد کے رائے رو کی جائے۔ جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے۔ بصرہ میں ایک عقی بن سبائی بنام اخوان الصفا قائم ہوئی۔ یہ انجمن اگرچہ کسی قدر صوفیانہ رنگ سے متاثر تھی۔ مگر ملکی معاشری اور فلسفیانہ اعتبارات سے ان کا نصب العین "عمل" اور صرف عمل تھا۔

اخلاقی ترقی کو وہ ذہنی ترقی سے مقدم رکھتے تھے۔ ان کا دستور العمل جتن وہ عمل پیرا ہوتے تھے یہ تھا۔ کہ "ایمان بغیر عمل" اور "علم بغیر عمل" محض ناکارہ اور لاشے ہے۔ ایسے ایمان اور ایسے علم سے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا۔ وہ فضائل کے شید اور رذائل سے متنفر تھے۔ ان کا مذہب بونصر فارابی اور بوعلی سینا کا مذہب تھا۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ علت اولیٰ واسطہ درواسطہ اور سلسلہ در سلسلہ اپنی اونٹ سے اونٹ مخلوق سے متصل اور علاقہ رکھتی ہے۔ کیونکہ روح جو قالب انسانی میں آئی۔ ہمیشہ یہ آرزو اور کوشش کرتی رہتی ہے۔ کہ تعلیم و تربیت تزکیہ نفس اور صفایہ باطن سے اس منزل اعلیٰ اور مقام ارفع پہنچ جائے۔ جہاں سے وہ منفصل ہو کر آئی تھی۔ اس کا نام طہینان ہے۔ جنت ہے۔ اور اسی کو خدا کہتے ہیں۔ جو بہر فیض اور کرم سے

لہ اس دینے کا نام ہجرت علم کہا گیا ہے۔ خلاصہ مغرب میں چلے گئے (منہ)

صورت ازبے صورتی آمد بروں باز شد انا الیہ راجعون  
اخلاق ناصری، اخلاق جلالی، اخلاق محسنی اور دیگر کتب اخلاق جو فارسی  
میں لکھی گئی ہیں۔ رسائل "اخوان الصفا" پر مبنی ہیں۔

تمام قلم و عباسیہ میں مناسب جگہوں پر اس انجن کی مختصر شاخیں تھیں۔  
رسائل "اخوان الصفا" میں ہر ایک مضمون پر جو انسانی کمالات سے  
علاقہ رکھتا ہے۔ بحث کی گئی تھی۔ حساب ریاضی، نجوم، جغرافیہ طبعی، موسیقی،  
طبیعیات، اکبیات، مشین سازی، کیمسٹری، علم الموسم، علم طبقات الارض، علم  
الحیات، علم نباتات، علم حیوانات، منطق، صرف و نحو، مابعد الطبیعیات، علم الاخلاق  
اور رسائل مراد پر مبسوط اور مکمل تشریحات موجود تھیں۔

آخر کار المستنجد باللہ علیہ السلام تاسع کو شہنشاہ اورنگ زیب نے  
نے بھڑکایا۔ جس نے رسائل "اخوان الصفا" کو جلا دیا۔

علم کلام جس کا بنیادی پتھر منصور اور المہدی کے عہد میں رکھا گیا۔ چوتھی  
صدی ہجری کے شروع میں کمال کو پہنچ گیا۔ جس سے مقصود یہ تھا کہ مسائل  
فلسفہ عقائد اسلام کی رو سے موازنہ کئے جائیں۔ یا ان کی تطبیق عقائد اسلام  
سے کی جائے یا تردید۔ ہارون اور ہامون کے عہد میں مناظرات۔

ابو مسلم، ابن سنان، متوفی ۲۷۱ھ تفسیر قرآن کریم مطابق عمل و درایت یہ  
مفتزی تھا۔ ابوالقاسم، بنی متوفی ۳۱۱ھ تفسیر بارہ جلدوں میں۔

ابوالحسن اشعری متوفی ۳۲۵ھ نے جس سے اشاعرہ منسوب ہیں علم  
کلام میں افعال انسانی کے متعلق "کسب" کا تخیل بتقابہ معتزلہ داخل کیا۔  
جو صرف "تقویٰ" یعنی خود مختاری انسان کے قائل تھے۔

امام اشعری کا شاگرد ابو یزید ساکن مرو اس کا شاگرد امام الحرمین اور امام  
الحرمین کا شاگرد امام غزالی طوسی متوفی ۵۰۵ھ۔

امام غزالی نے منطق کو فرض کفایہ قرار دیا۔ اور چند مسائل کے سوا فلسفہ

پڑھنا جائز قرار دیا۔ اُن کا لقب حجتہ الاسلام ہے۔ اور علم کلام میں کئی ایک کتابیں تصنیف کیں۔ فلسفہ کا رد لکھا۔ مگر عقیدہ ہے دلیل کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔  
 محمد بن عبد الکریم شہرستانی <sup>۳۸۵ھ</sup> پیدا ہوا۔ بھٹنہ لیل و نخل یہ علامہ  
 دہراور وحید العصر تھا۔ اس کا شاگرد سمعانی تھا۔

امام فخر الدین رازی متوطن شہر <sup>۳۸۵ھ</sup> سے ہوا صفہان سے چھ سبیل تھا۔  
 پیدا ہوا <sup>۳۸۵ھ</sup> وفات <sup>۴۳۵ھ</sup> عالم بقیہ تفسیر کبیر کا مصنف ہے۔ فلسفہ کے  
 خلاف تھا۔ اور محقق طوسی فلسفہ کی ناٹید کرتا تھا۔ دونوں میں مناظرہ ہوا۔  
 قطب الدین رازی حکم مقرر ہوا تھا۔

علامہ آمدی سیف الدین پیدا ہوا <sup>۳۸۵ھ</sup>

شہاب الدین شہروردی شیخ الاشراق جس نے افلاطون کے فلسفہ  
 کو رواج دیا۔ المتوفی <sup>۵۹۵ھ</sup> شیخ ستدی ان کا مرید ہے۔

مراد پیر دانلے مرشد شہاب و داندرز فرمود برائے آب  
 سیکے آئینہ بر غیر بد میں مباحش دگر آنکہ بر خویش خود میں مباحش

علامہ ابن تیمیہ مخالف اشاعرہ و حنابلہ پیدا ہوا <sup>۶۲۱ھ</sup> وفات <sup>۷۲۸ھ</sup>  
 حکومت کی طرف سے قید کیا گیا۔ حسن و قبح عقلی پر اس کے دلائل شہرہ  
 آفاق ہیں۔ ابن قیم اس کا شاگرد تھا۔

مولانا روم پیدا ہوا <sup>۶۰۴ھ</sup> وفات <sup>۷۴۲ھ</sup> علم کلام صوفیانہ پشروی  
 مولانا روم مشہور کتاب جو واعظوں کے لئے گرے محفل اور انفسر دگان کے لئے  
 موجب راحت ہے۔ ایک بحرِ خوار ہے۔ جس سے سحافی کے موتی آروے جاتے  
 ہیں۔ اس اجمال سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایرانبول کا علوم و فنون عقلی  
 اور مذہبی میں کیا پایہ تھا۔

اب فلسفہ جدید کے مقابلہ میں علم کلام جدید کی ضرورت ہے جس کی  
 بنیاد ہندوستان میں۔ سرسید فارس میں۔ سید جمال الدین اسد آبادی اور مصر میں

لے سے کی طرف منسوب۔ یہ نسبت خلاف قاعدہ ہے۔ لے سے زیادہ قبل یا آگے کر داری ہو سکتے ہیں۔ (احمد)

مطلق محمد عہد ہامروجین نے ڈال دی ہے۔ اب اس پر اضافہ کرنا اور اس میں  
منڈھے چڑھانا موجودہ مسلمانوں کا فرض ہے۔

اجتہادات میں نیک نیتی کے ساتھ غلطیاں قابل گرفت نہیں۔  
(۱) زبان ہم اور ہمنما کہ آئے ہیں۔ کہ فارس یا ایران کی زبانوں کے  
پچار دور ہیں۔

(۲) مادی زبان جو پیشدادیوں میں ابتدائی حالت سوسائٹی میں مروج  
تھی۔ اس کا خاتمہ "اسوریوں" کی سلطنت کے شروع میں ہوا۔

(۳) ژند اس زبان کا نام ہے۔ جو عہد "اسوریہ" میں مروج رہی۔ آرامی  
خطوط میں لکھی جاتی ہے۔ ژند اور "تتا" مذہبی کتاب اسی زبان میں ہے۔ کتب  
مذہبی کے تعلقات میں یہ زبان کیانیوں کے عہد میں زندہ رہی۔ گو عام بول  
چال میں اس کا رواج نہ تھا۔

(۴) قدیم فارسی جو کیانیوں کے عہد میں اس وسیع سرزمین میں رائج  
ہوئی۔ جس میں کیگاتی حکمران تھے۔ اسوری خط میں لکھی جاتی تھی۔ اس کے  
کتبے ماہران علم الاسرار نے بلند پہاڑوں اور اونچے اونچے ٹیکروں پر علوم  
کے ہیں۔

(۵) پہلوی دور ساسانیوں کی زبان ہے۔ جس کا زمانہ ۲۲۷ء سے شروع  
ہو کر فتوحات اسلامیہ تک ہے۔

یہ زبان حکومت ساسانیہ کے مقبوضات میں اچھی طرح رائج تھی۔ دینی اور  
ادبی علوم اسی زبان میں مدون کئے گئے۔ شامیوں اور یونانیوں کے علوم  
سے ساسانیوں نے جند شاپور میں ترجمہ کر لئے تھے۔ اور پھر اسی زبان  
سے عہد اللہ ابن المنفع نے منصور عباسی کے عہد میں کتاب کلیلہ و منہ تارنج  
عجم کتاب مزدک خدائی نامہ آداب صغیر اور کبیر وغیرہ عربی میں ترجمہ کی تھیں۔  
اسی زبان سے رستم و اسفندیار اور ہرام گور کے قصے ترجمہ ہوئے۔

صفی الرحمن

لے کتابوں میں فارسی کی سات قسمیں لکھی ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ پارسی پہلوی۔ دی۔ ہر دی۔ زاوی۔ سکری۔

(۵) "فارسی جدید" جو دور اسلامیہ میں پیدا ہوئی۔ اور اب تک رائج ہے۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ فارسی جدید کیونکر پیدا ہوئی۔ مختصر تمہید کی ضرورت ہے۔ ہم نے پچھلے سال بیان کیا تھا۔ اور اب پھر کہتے ہیں۔ کہ "عربی" زبان جس میں "ام الکتاب" یعنی قرآن کریم نازل ہوا عجیب و غریب متفاطمیسی کشش اپنے اندر رکھتی ہے۔ جب عرب مصر میں گئے۔ مصر کی زبان عربی ہو گئی۔ ٹیونس بحیرہ مراکش اطرابلس غرضکہ سارے مغرب الاقطے کی زبان عربی بن گئی۔ جو اب تک ان لوگوں کی مادری زبان ہے۔ اندلس میں ساتویں صدی سے لے کر ۱۴۹۲ء تک یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی یہی زبان تھی۔ تو بیت کا غالب عنصر "عربی" صدیوں تک ان میں موجود رہا۔

جب عربوں نے ملک شام فتح کیا۔ تو وہاں کے یہود اور نصاریٰ کی زبان اور عبرانی زبانوں پر "عربی" غالب آئی۔

اب جب عرب حیرہ والوں اور عسائیوں کو مغلوب کر کے فارس میں گئے۔ تو شامیوں اور فارسیوں نے ایک ہی وقت عربی سیکھنے میں کمال کیا۔

صرف و نحو کے امام کو فی اور بصری ہیں۔ مقامات حریری اور مقامات بدیع ہمدانی جو علم ادب عربی میں مستند کتابیں ہیں۔ ان کے مصنف عجمی ہیں۔ پہلی صدی ہجری میں مقاتل لمجی نے تفسیر نکھی۔ معانی و بیان وضاحت و بلاغت میں میدان لے گئے۔ اسم کہ آئے ہیں کہ عباسیوں کے عہد میں فارسیوں کا رسوخ دربار میں بڑھ گیا۔ کیونکہ یہی ان کی خلافت کے واسطے ابتدا میں منصوبے باندھتے رہے تھے۔ حکومت نے انہیں ممتاز عہدے دیئے۔ وزیر عظم سے لے کر تمام ماتحت صیغہ جات میں ایرانی مامور ہوئے۔ اس طرح باہمی اثر اور میل ملاپ میں عربیت کا رنگ ان میں بڑھتا گیا۔ اور عجمیت کم ہوتی گئی۔

"الناس علیٰ دین۔ ملوکہم" صحیح مقولہ ہے۔

ضرور تھا۔ کہ طریق معاشرت اور بات چیت میں عربی رنگ سرایت کر جائے

سید امیر علی سیراسمین ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ مامون کے عہد میں لوگ ”پہلوی“ کو بھولتے جاتے تھے۔ اور عربی کی تحصیل میں انہماک بڑھ گیا تھا۔ عربی الفاظ ”پہلوی“ میں کثرت سے شامل ہو گئے۔ یہاں تک کہ عباس مروزی نے مامون کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔ جو فارسیہ جدید میں ہے ۛ

جب اعیان اور خواص کی زبان ”فارسی جدید“ بن گئی۔ تو عوام میں اُس نے اپنا فوری اثر دکھایا اور کل فارس کی زبان پہلوی اور عربی الفاظ کی امتزاج اور اختلاط سے ”فارسیہ جدید“ کی شکل میں پیدا ہوئی ۛ

پہلوی صرف زرتشتیوں کی مذہبی کتابوں تک محدود ہو گئی۔ جس کو وہ تبرکاً اپنی مذہبی کتابوں کے لکھنے میں برتنے لگے ۛ

پھر فارسیہ جدید کو سامانیہ، غزنویہ، غوریہ، آل بویہ، سلجوقیہ، چنگیز خانوں کے پچھلے بادشاہوں، اتابک اور زنگیوں، تیموریوں اور صفویہ خاندان کے عہد حکومت میں جو ترقی نصیب ہوئی۔ اس کا اندازہ فردوسی کی رزم نامہ کی ہرم سعدی کے مواعظ و اخلاق، مولانا روم کے قصوف، حافظ کی غزل، انوری و خاقانی کے قصائد اور دیگر ہزارہا شعراء با کمال کی تصنیفات سے ہو سکتا ہے ۛ

میں نے اس مضمون میں ایران کا احاطہ مابین دریائے فرات مغرب میں اور دریائے سندھ مشرق میں محدود کیا ہے۔ اور یہی قدیم تاریخوں اور لسانیاتی کلوپیڈیا میں لکھا ہے۔ مگر فارسی جدید کے تعلقات میں جو عربی زبان کی خاتمہ واد ہے۔ مجھے اس کا احاطہ تمام ہندوستان تک وسیع کرنا چاہئے ۛ

شامان اسلام کے ساتھ فارسی جدید ہندوستان میں آئی۔ اور قطب الدین ایبک ۱۲۰۶ء کے زمانہ سے ۱۲۹۵ء تک دفاتر سرکاری فارسی زبان میں رہے ہزارہا شعراء ایران سے قطع نظر کر کے خاص ہندوستان میں جو با کمال شاعر پیدا ہوئے۔ اُن میں امیر خسروؒ ”طوطی شکر مقال“ ماہہ تاریخ، فیضی، فیاضی، بیدل

سہ لپ ارسال سلجوق نے دفتر فارسی میں کر دیا۔ منہ



اور غالب ۱۲۸۵ء اور دیگر کئی ایک نامور شعراء کو کون ہے۔ جو نہیں جانتا میر  
خسرو کا سوز و گداز فیضی کی فلسفیانہ اور بیدل اور غالب کی صوفیانہ محنت، سنجیدگی  
اور جدت طرازیں صاحبان ذوق سلیم کبھی نہ بھولیں گی۔  
سکھوں کا دفتر فارسی تھا۔ گورو گوبند سنگھ جی کے خطوط فارسی اور ان کا  
گرتھ فارسی میں ہے۔ ہندو مسلمان دونوں فارسی پڑھتے رہے۔ ٹیک چند  
کی بہار عجم اور انشاد دھورام اور دیگر کئی ہندو بزرگوں کی تصنیفات گراں  
پایہ فارسی میں موجود ہیں۔

پھر خدائی قانون کے ماتحت فارسی اور بھاشا کے اختلاط سے اردو زبان  
پیدا ہوئی۔ چوسات سو سال سے اپنے قدم جما کر اب ہندوستان کی لنگو افریقا  
ہو گئی ہے۔ یہ زبان عربی آمیز فارسی سے نکلی۔ ہندو مسلمان اس میں تصنیفات  
تالیفات اور فکر سخن کرتے رہے۔ اور اب بھی کرتے ہیں۔

پندت گوری شینکر مولانا حالی ڈاکٹر اقبال اور کئی ایک دیگر نامور بزرگ  
اس میں اظہار خیالات فرماتے رہے اور فرماتے ہیں ہندوستانیوں کی قومیت  
کا شیرازہ مضبوط ہوتا جاتا تھا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اب بعض دشمنان ملک و قوم  
اردو کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹھا کر ایک لاطاعل اور بیہودہ کوشش قانون  
قدرت کو روکنے کی کر رہے ہیں۔ اردو میں اصطلاحات تجارت اردو میں قانون  
کا ترجمہ۔ اردو میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی مذہبی کتب کا ترجمہ۔ اردو و فاتر  
سرکاری میں اردو کو اٹھارہ کروڑ ہندو مسلمان بولتے اور سمجھتے ہیں۔ پھر یہ حال  
ہے۔ کہ صفحہ ہستی سے معدوم ہو جائے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اردو بیچاری معائنہ  
اور سرپرستی کے لحاظ سے بکیں اور بے یار و مددگار ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے  
عہد میں پیدا ہونے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے ہی بھروسہ پر ہندو بزرگوں کی  
طرف سے چھوڑ دی گئی ہے۔ اور مسلمان وہ ہیں کہ جیسے بھلے کی تمیز نہیں اور سچی  
و کوشش سے کام کرنا تو درکنار خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔ میں نے پہلے

سال اسی پلیٹ فارم پر کہا تھا۔ اد اب پھر دہراتا ہوں اور درد بھرے دل سے کہتا ہوں ۛ

مسلم و ہندو میں اک اردو تھی حد مشترک روٹے اب ہندی کے ہندو اس میں اکٹے کو ہیں  
کیوں ختم اس نے لیا تھا مسلم کے عم میں اس خطا پر ہندو سے اردو نکلوانے کو ہیں  
گر نہیں تھی ہمزبانی قوم تھی کبم ایک شاہد ان ہٹری ہم رو بولانے کو ہیں!  
الوداع اسے یاد گار اسٹا و باہمی سات صدیوں تک رفاقت تھی پھر جانے کو ہیں  
روک اردو کی نہیں حکم خدا سے جنگ کے کوئی دن میں منہ کی اپنی آریہ کھانے کو ہیں  
ہندو بزرگوار و ایہ ملکی اور قومی جرم ہے جس سے قومیت کا شیرازہ پر لگند  
کر رہے ہو۔ زبانی اتحاد! اتحاد کے شور و غوغا سے کیا ہو سکتا ہے جب تم  
قومیت کی اصلی بنیاد کو کھوکھلا کر رہے ہو۔ سمجھو گے۔ مگر دیر سے۔ کیونکہ اردو  
کی ترقی کو روکنا کسی انسان یا قوم کے اختیار میں نہیں۔ یاں یہ ضرور ہے  
کہ کچھ عرصہ کے لئے ہم ”خیر اندیش“ اور آپ ”شبہ چنٹک“ کی رٹ  
لگائیں گے ایک دوسرے کی بات کو نہ سمجھیں گے۔ مگر آخر کار ضروریات  
زمانہ ہم کو ایک کر کے رہیں گی ۛ

اردو میں جو سب شریک ہونے کو نہیں اس ملک کے کام ٹھیک ہونیکے نہیں  
ممکن نہیں کہ شیخ امراء القیس نہیں پنڈت جی والیک ہونے کے نہیں  
فارسی کی بے نظیر اور حدیم المثال شاعری نے جہاں ہندوستان پر تسلط کیا  
اور اردو اور اردو شاعری کی بنیاد ڈالی۔ وہاں فردوسی کی دل ہلا دینے والی  
نظم اور مولانا روم کی شہینہ قلوب کرنے والی مثنوی نے ایشیائی اور ترکی روم کو  
مسخرہ کر لیا۔ بدلتوں تک نہ کہہ۔ فردوسی اور مولانا روم کی متبع کہتے رہے اور  
فارسیہ میں بڑے پایہ تکمیل صبا جہان مذاق پیدا ہوئے۔ مگر کی زبان میں

شبہ چنٹک بھی خیر اندیشی جو سب کی بعض ہندو بزرگوں نے خطوط میں بجائے  
”خیر اندیش“ کے لکھا شہ رج کیا۔ منہ

فارسی کو بڑا دخل ہے۔ اب تک ایمان واکا برسلطنت عثمانیہ فارسی میں کافی دستکار کھئے ہیں لیکن اس موقع پر میں اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ فارسی شاعری میں تصوف کا بہت حصہ ہے جس نے عملی قوس پر مضراثر کیا۔ پختہ مذاق بزرگ تو اس سے عملی نتائج نکالتے ہیں۔ مگر علامۃ الناس کا رجحان سہل انگاری اور غفلت کی طرف ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ دیوان حافظ کو اپنے سر ہانے لکھ سوتا تھا وہاں اُس نے نظریہ نتائج یہ فرمان نافذ کیا تھا کہ مکاتب میں اس کا درس نہ دیا جائے۔ فارسی میں عشق مجازی کا حصہ تو اس مثل کا مصداق ہے کہ ”ہر جا کہ دُراست خذف ناچار است“ ترک نوجوان جو مقصم کے عہد میں ملازم رکھے گئے۔ فتنہ رفتہ اُن کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ وہی مصاحب اور وہی حاجب ہوتے تھے۔ درباروں اور بڑے بڑے عالیشان جلسوں میں ررق برق کے لباس فاخر پہنتے تھے۔ اور عموماً ساقی کا کام ان سے لیا جاتا تھا۔ اس لئے انہوں نے سناٹہ کھنا پڑتا ہے۔ کہ امر و پستی کی طرف میلان بڑھتا گیا۔ ٹوک یعنی معشوق، ٹوک بچہ، ٹوک جہنم اور ٹوک کی آنکھ کی وجہ سے ٹوکس کے پھول کو آنکھ سے تشبیہ دی گئی۔

حافظ کا ”ٹوک شیرازی“ اور امیر خسرو کا یہ شعر ہے

گر برائے ترکِ ترکم آ رہ بنارک نهند ترکِ تارکِ گیم واما نگیم ترکِ ٹوک  
دیگر نزاروں اشعار گلستان کا باب پنجم وغیرہ اس کے نظائر ہیں۔

دو کیوں جاؤ ہمارے اہل مشاعرہ میں مرزا غالب کا یہ مصرع ”طرح“ ہوا تھا۔

یار در عہد شبابم بجنار آمد و رفت

میں نے مقطع میں یہ شعر کہا ہے

گر نفوم خاکِ رہِ ترکِ ستمگار ”نفیس“ یکتا ترکِ ازاں راہ گزار آمد و رفت  
مگر فارسی شاعری کے محاسن اس کے عیوب سے بہت زیادہ ہیں۔ آج تک صاحبان مذاق پر شعر پڑھتے اور نہ دیکھتے ہیں۔ تنہائی میں مونس مجلس میں رونقِ غم کے لحوں میں شکیں خاطر مجلس وعظ کو گرم کرنے کا سامان مختصر یہ کہ منشیوں کا انشاء و فیوں کا

تصوف و اعظاوں کا وعظ، خطیبوں کے خطبے اور عام طور پر بشمول زندگی میں کارآمد اور سبق آموز اخلاق فارسی اشعار ہیں۔ وہ زمانہ خزانہ لائے، نہایت منحوس اور بے اسلخا ہو گا۔ جب پبلک فارسی شاعری سے نا آشنا ہو جائے گی۔

زبان فارسی کے متعلق تفصیلات کو دیکھنا ہو۔ تو شعر العجم مولانا شبلی و بکھو جس میں افسوس کے ساتھ گمنام پڑتا ہے۔ کہ شیخ علی حزمین اور مرزا غالب کے نام نامی نہیں ہیں۔ جہاں ادبیات کی دلفریبیاں دنیا و جہان کو تسخیر کرتی ہیں۔ وہاں اگر اقتصادیات کا پہلو نظر انداز کر کے اُن میں انہماک زیادہ ہو جائے۔ تو تہجد کن ثابت ہوتی ہیں جیسا کہ آج کل ہم ایران کی موجودہ حالت میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔

### (۶) خلاصہ

ہم نے اس مضمون میں تاریخ مذہب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ”دور مشرکانہ“ اور ”دور وحدانہ“ دور مشرکانہ میں ”شُرک“ کا تسلط اور انسان و ہم و خیال کی ماتحت بیرونی طاقتوں کی پریش کرتا تھا۔

”دور وحدانہ“ میں ”توحید“ کی حکومت اور عقل و فہم کے ماتحت اندرونی طاقت کی اطاعت کی نوبت آئی۔

”دور مشرکانہ“ میں ایران بشمول باقی دنیا کے مشرک تھا۔ اور ”شُرک“ امتش پستی کی صورت میں تمام ہلا و ایران پر محیط تھا۔ ”دور وحدانہ“ میں یعنی فتوحات اسلام کے بعد اسلام کی برکت سے ایران خدا پرست بن گیا۔ اور اس میں امام اعظم جیسے فقہی امام بخاری جیسے محدث امام غزالی اور رازی جیسے متکلم ابو مسلم جیسے مفتی و نصرانی اور ابن سینا جیسے فلاسفہ اور طبری جیسے مورخ پیدا ہوئے۔

تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے مشترکہ سرمایہ یعنی توحید قرآن اور رسالت پر احادیث صحیحہ روایات معتبرہ کا اضافہ ہوا۔ دل و دماغ کی قوتوں نے نشو و نما پائی جن سے یورپ و ایشیا بلکہ تمام دنیا مستفیض ہوئی، اگر بو نصر فارابی اور ابن سینا یونانیوں کی مجموعہ طبیعات اور اکہیات پر جو ہزار سال میں بتدریج ترقی کرتے ہوئے درجہ کمال

پہنچا تھا۔ معتد بہ اضافہ کر کے دنیا کو مستفید نہ کرنے، تو یقین جاسئے کہ صدیوں کی کوشش حکمت کا مجموعہ دنیا و جہان سے آج معدوم ہوتا۔ علمی دنیا میں یہ خلا پورا کرنے کے لئے معلوم نہیں انسان کو اور کتنی صدیاں انتظار کرنا پڑتا۔ اور پھر خدائے قدیر و مقتدر جانتا ہے کہ یہ کمال پیدا ہوتا یا وحشی رہتی۔ فارسی جدید کی شاعری بھی سبے مثال ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اقتصادیات کا پہلو اُس میں نظر انداز کیا گیا ہے۔ اور عملیات کی طرف سے بے پروائی نے ایران کو قریب مرگ کر دیا ہے۔ اور اب وہ نزع کی حالت میں دم توڑ رہا ہے۔ لسان العصر کے یہوشعر ایران کا کیا ذکر آج تمام رشتے زمین کے مسلمانوں کی حالت زار کی ترجمانی کر رہے ہیں۔

مہرِ شرق و غرب و شمال و جنوب تھے      تعریف تھی ہنر کی بری از عیوب تھے  
اب کچھ نہیں تو کیا کہیں تم سے کہ کیسے ہیں      ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ جہتے تو توجہ تھے  
(۱) معذرت و دعا

کارچوں در گرہ افتد دعا دست برآر      شانہ در عقدہ کشائی بد طوئے دارد  
طول کلاچی کی معافی چاہتا ہوں ”لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم“ جبارت آرائی کا  
خیال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ مختلف کتابوں سے واقعات کا استفادہ اور اس پر جبارت  
کی شگفتگی کا اضافہ میری طاقت سے باہر تھا۔ اور میں زبان دان ہوں۔ ہاں  
زبان دان محبت ہوں۔ اس لئے عالم شگفتگی میں اپنی مختصر کتب کی ورق گردانی  
سے یہ واقعات حتی الوسع صحت کے ساتھ حوالہ قلم کر دئے ہیں۔

میں ایک ایسے مقام میں رہتا ہوں۔ جہاں کوئی کتب خانہ نہیں اور نہ علمی اور  
ادبی مذاق سے لوگ آشنا ہیں۔

● متواتر تین سالوں میں میرا یہ منش اور مقصود رہا ہے کہ میں (موجودان قوم کے سامنے  
مناو خارجہ حیثیت سے واقعات کی روشنی میں برکات اسلام کو پیش کروں تاکہ وہ مواشا  
کریں کہ ہندوستان، افغانستان اور ایران میں جو فسادات، تہذیب کے بدعنوانی اور اسلام  
اور مسلمانوں نے کیسے کیسے شہید کیا اور جو شہداء اللہ سپاہ پروردگار کے جوارِ اقدس الٰہیت میں

معراج ترقی پر لے گئے \*

نصب العین یہ ہے کہ ان جوان طلبہ تاریخ اسلام کی طرف توجہ کریں اور انہیں فہم مطالبہ میں جب وہ کتب تاریخ کا مطالعہ کریں آسانی ہو۔ بعض اقوام نے مسلمانوں کی دیکھا دیکھی اپنی اپنی تاریخ قومی کی طرف توجہ کی ہے۔ بایوں کہو کہ تاریخ سازی شروع کی ہے مگر میں آپ سے بونوق تمام کہتا ہوں کہ اصلی واقعات کی روشنی میں وہ اپنے اسلاف کے کارناموں میں خالد اور ضرار کے جو حیرت کر دینے والے بہادرانہ مجرے اور فقیہانہ مثال ایثار نفس کو پیش نہ کر سکیں گے \* میری دلی آرزو ہے کہ قومی شعور پیدا ہو اور ہم عدل و انصاف کے ماتحت اپنے اپنے میوے یا وسیع دائرے میں اپنے اپنے ماحول کے ہر ایک ذرہ کو قومی نقطہ خیال سے جانچیں۔ اور یہاں تک کسی فرد یا مجموعہ افراد سے بن پڑے قومی مفاد میں پیش پیش حصہ لیں علوم و فنون میں ترقی کریں۔ مگر ساتھ ہی اقتصادیات کا پہلو نظر انداز نہ کیا جائے۔ دو کا اندازہ حضرت کار اور دوستکار بن جائیں۔ مناسب مرکوزوں میں صنعتی اور حرفتی تعلیم کا ہیں ہو اور ہم معاشرت کے میدان میں دیگر ہمسایہ قوموں کے ساتھ پہلو بہ پہلو چل سکیں ہمیں کا کوئی فرد بیکار نہ رہے۔ افراد کا سہ کی کثرت ہو۔ اور ہم سب کے سب اپنی اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق سوسائٹی کے کارکن اور مفید رکن بنیں \*

آداب و عمل کے لئے ناطہ اٹھائیں۔ اور دلی مشور اور خضوع کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں گڑ گڑائیں کہ بار الہا، ہمیں مسلم کے صحیح مفہوم میں مسلم بنا ہون کے اصلی معنوں میں مومن بنایا ایمان کے ساتھ اعمال کی توفیق عطا فرما! قرآنی امور نبی کے ماتحت روحانی، اخلاقی سیاسی اور معاشری میدان میں ہمیں پیش پیش اور ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق دے \*

وَيٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَتِمُّوْا الْحَقَّ وَانْتِ خَيْرُ الْفَاعِلِيْنَ اٰمِيْنَ ۝

مومنین گرجئے مومن میں مومن ہوں تو پھر

”اَتِمُّوْا الْحَقَّ“ کا پھر جائے آنکھوں میں سماں

وَانْتِ اَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْمُوزِيْنَ ۝

خلاصہ مضمون ٹوٹی پھوٹی نظم میں +

نظم

آج پھر اس بزم میں ہوتے ہیں سرگرم بیاں  
مشعل ہے شعلہ حوالہ کی صورت میں آج  
تھا کبھی لٹکا کبر دل میں وہ سوز و گداز  
اب نہ وہ مومن نہ وہ ایمان نہ وہ سوز و گداز  
ڈھونڈتے ہیں بغیر کو اب رہنمائی کے لئے  
کہ رہے ہیں مشرق و مغرب میں آتنا قدیم  
زمزمہ سجان تو جیدہ خدائے لایزال  
اب نہ وہ محفل نہ وہ ساقی نہ ہیں وہ میگسار  
ساز و سامان طرب کے ہیں یہی اب یادگار  
بچھ گیا ہے مدتوں سے گھر پرانے سلطنت  
یادگار میں مٹ گئیں کچھ ٹٹہریں ہیں مگر  
سادہ لوحی کی کوئی حد ہے ہمارے خرچ پر  
خود غرض دنیا میں عدل و رحم کی نسبتاً گون  
رحم اور انصاف بھی ایک صفت تھا باہر شخبیر  
ہے مصاف زندگی میں موت یا کنزور کی  
اصفہان و دہلی و بغداد و قسطنطنیہ  
تکر کیا بیچارگی کی آؤ بتلائیں تمہیں  
کون ہیں وہ چارگر چارہ نواز و چارہ ساز  
آفتاب نورا احمد مطلع فاران سے

نظام لودل چھیڑتے ہیں درد دل کی داستان  
کل تنک خس پوش تھی جو آتش سوز نہاں  
شمع پر قرآن کے کرتے تھے ہم پروانہ ساں  
مروگان چند باقی ہیں بدست زندگان  
تھے کبھی جو رہنمائے رہنمایان بہماں  
ہے ابھی گدرا یہاں سے بانجھل کارواں  
نور افشاں کر گئے یہ ظلمت آباد و جہاں  
یاد آتی ہیں وہ رنگارنگ بزم آرمیاں  
ایک دل خون ناز غم ایک چشم خوشگیاں  
اٹھ رہا ہے اب تنک شمع شبستان دھواں  
تازگی بخشش دل بزم مردہ یاد رفتگان  
اٹوا پنا کر رہے ہیں سیدھا اٹھائے زماں  
ہے بقائے صالح اب ہر ایک کے درد زیاں  
اب تو فخر و ناز انسان ہے کہ ہو مجھے جانست  
ہو یا بستر لپیٹیں سب ضعیف و ناتواں  
ہیں مسلمان جابجا اک صورت بیچارگان  
چارہ گر چارہ نواز و چارہ ساز و دواں  
ہاں وہی ہیں ”رحمۃ للعالمین“ ہے جنگی شال  
لے خوش طالع مشورہ کر گیا سارا جہاں

سے سرانول اول اوف دی قسٹ علیہ اسی کو خلافت موقوف ہوتے ہیں (احمد)





یاد ہیں اے شجر اسلام وہ جو ہر ترے  
یاد ہیں وہ دن ہمیں جب شکوت اسلام  
یاد ہیں وہ کارنامے سعد بن وقاص کے  
یاد ہے تاریخ والوں کو قرار "بزد جرد"  
لڑا ڈالنے تکڑے ٹھنڈے کئے آنکھوں سے  
کون تھے کیا ہو گئے بیدار تھے کیوں سو گئے  
غالبان مغلوب ہیں مغلوب غالب ہو گئے  
کل تک مملوک تھے جو آج مالک بن گئے  
تھے وہی ہم کانپتے تھے جن سے شامان جہاں  
ہیں وہی ہم تھے جو کل تک صاحبِ طبع و علم  
شان ایزد ہو گیا ہے مینڈ کی کو بھی کام  
غالب آ کر رحم کرنا دشمن مغلوب پر  
یا اولی الالباب سنبھلو قعر میں ابار کی  
ایکے بن اور ایک قبلہ اک رسول مالک کتاب  
اھزجت للناس تھے پر اب نہیں اپنی خبر  
کیوں تباہی چھا رہی ہے اُترتے مرحوم پر  
حیطۃ تعلیم قرآن ہے محیط جزو و کل  
سن کے یہ پیروں نے یوں کیا مجھ سے خطا  
فاتحِ تعلیم دل یعنی وہ قرآن میں  
آمر امرا صد وہ ناسیجہ شرک و حسد  
ہاتھ میں تھا جب تک تھی گونج اپنی تافک  
رکھ دیا جب تک تھے سے سب کچھ گنوا یا ناتھ سے

دال تھا اک جس کے آگے ستم ساسانیاں  
قیصر و کسرے و خاقان کا ٹھکانا تھا نشان  
توش آؤں میں مٹوں نے سنائی جہاں  
مر گیا آوارگی میں بکیں و بے خانیاں  
بن گئے وحدت کے لیے مجدد گہ اسلامیات  
راز اپنی قلبی بائیت کا کرتے ہیں عیاں  
اگ کیا یہ ٹھکانے گردش دور زماں  
آج ہیں محکوم دنیا میں جو کل تھے حکمران  
ہیں وہی ہم جن کو دھمکاتے ہیں بلقنیاں  
ہیں وہی ہم آج جو پھرتے ہیں کٹام نشان  
حملہ آور ہو رہے ہیں سوری دیوانیاں  
جانتا ہے ایک عالم خاص کفر انیاں  
یے چلی ہیں شعبی و سحی کی خانہ جنگیاں  
ہے سمجھ قاصر کہ پھر کیوں ہیں یہ فرقہ بنیاں  
ہو گئی کیوں حالت اپنی پاس و بیکز جہاں  
کہوں بھٹے جاتے ہیں رسوا ہر جگہ اسلامیات  
کیوں بنے مینڈ کو میں کے کچ کل لکھانیاں  
مٹ رہے ہیں چھوڑ کر قرآن کو قرآنیاں  
موجبِ تخلیق جویشِ فاختان جسم و جاں  
مرکزِ جہتِ اسلام اور اسلامیات  
گاڑتے تھے قعرِ قیصر طاقی کسرے پر نشان  
رہ گئے لبسِ عظمت انبیا کے ہم نور و جواں

توش آؤں نام آنکھوں میں زلزلتِ عبادت کرتا ہوا تو راہیوں نے قتل کر دیا تھا منہ

ختم ہو جائیگی یہ نوہ گری بھی ایک دن کون ہے یاں آشنائے نام خالد اور ضرار پھر سنائیگا ہمیں داستانِ درو کون رفتہ رفتہ از عزیزاں شد ہی اس خاکداں	بھولتے جاتے ہیں تاریخِ سلفِ نجبِ جوان داستانِ رستم و سہراب ہے دروزباں آفتابِ بر لبِ بامِ چنڈا فسانہ خوا ہیچ کی راہندگانِ گم گشت جئے رنگدان
زندہ و پایندہ باقی اسے دولتِ برطانیہ ہندو بر مرصہ و شامِ دروم اور ایران میں نا امیدیِ حریتِ حق سے ہے کب ممکن یہ راز ہو چکا روحانیت میں بھی "طبیعی انتخاب"	تو ہی تو ہے آج کل اس خاصِ امنِ امان ہیں سب حائی کے تیرے نظیر، ہم نیم جاں آیہ القضا من رحمۃ اللہ سے عیاں نہرب اسلام ہو گا مذہبِ آیندگان
اکس ادیانِ عالم ہے تولے دینِ حنیف آ رہی ہے ساری دنیا مرکزِ "وحید" پر مسلمو! سمجھے بھی تم مرزِ جہوہ "نے القصاص" بدلہ لیتے ہیں بھی سبے تاکید یہ "لا تعسروا"	آپ بھی ہے تیرے حقے میں حیاتِ جاوداں آفتابِ دینِ قیم ہو رہا ہے صوفشاں شیدہ بالیدہ ہے زندگی بخش جہاں اعتدال کی روک ہیں مسلم ترسے تیغِ دنیاں
فصلِ بی کی ہے یہ اس شکل "دفع ظالمین" گندم از گندم برید جو جو یہ ہے مثل غیر مومن سے نہ مومن کو طمانت چاہئے منتجِ قرآن کے جواب بھی ہو جائیں فطین	"انذار معتدین" ہے باعثِ نظمِ جہاں ہے مکافاتِ عمل دستورِ دامنِ جہاں رازِ دالِ قرآن ہے اپنا ہم پر اسکے ارداں پھر وہی دنیا و ہی میدانِ دمی جو لائیاں
مومنین اگر مومن میں مومن ہوں تو پھر وانتم الاستعلون ان لکنتم مومنین	انتہم الاعلون کا چھل جائے آنکھوں میں

وانتم الاستعلون ان لکنتم مومنین



لے نچل سیکش ۱۲ لکھ فہم القہرہ حیوۃ یا ولی الالباب" لکھ ایک آیت کی طرح لکھا

ہے خود دوسرے پارے کے اخیر میں ہے لکھ ناخذوا بطائی من دونکم ۱۲





Jr91

DUE DATE

Y9LS.900

Y9LS.900

۲۹۷۵۰۰  
 الف دین  
 ۳۱۷  
 اسم واپان

DATE	NO.	DATE	NO.